

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سُفَرَرَبِّنَ
اندی
کوئی

جملہ حقوق. حق مصنف محفوظ

پرمن ان دی ولد	کتاب
محمد مختار شاہ	مصنف
اصغر علی مٹ	بامہتمام
جولائی 1997ء	اشاعت اول
حافظ سید محمد شاہ	پروفیئر
شرکت پرنگ پرنس، لاہور	طبع
150 روپے	قیمت
10 مریکی ڈالرز	
15 سعودی ریال	

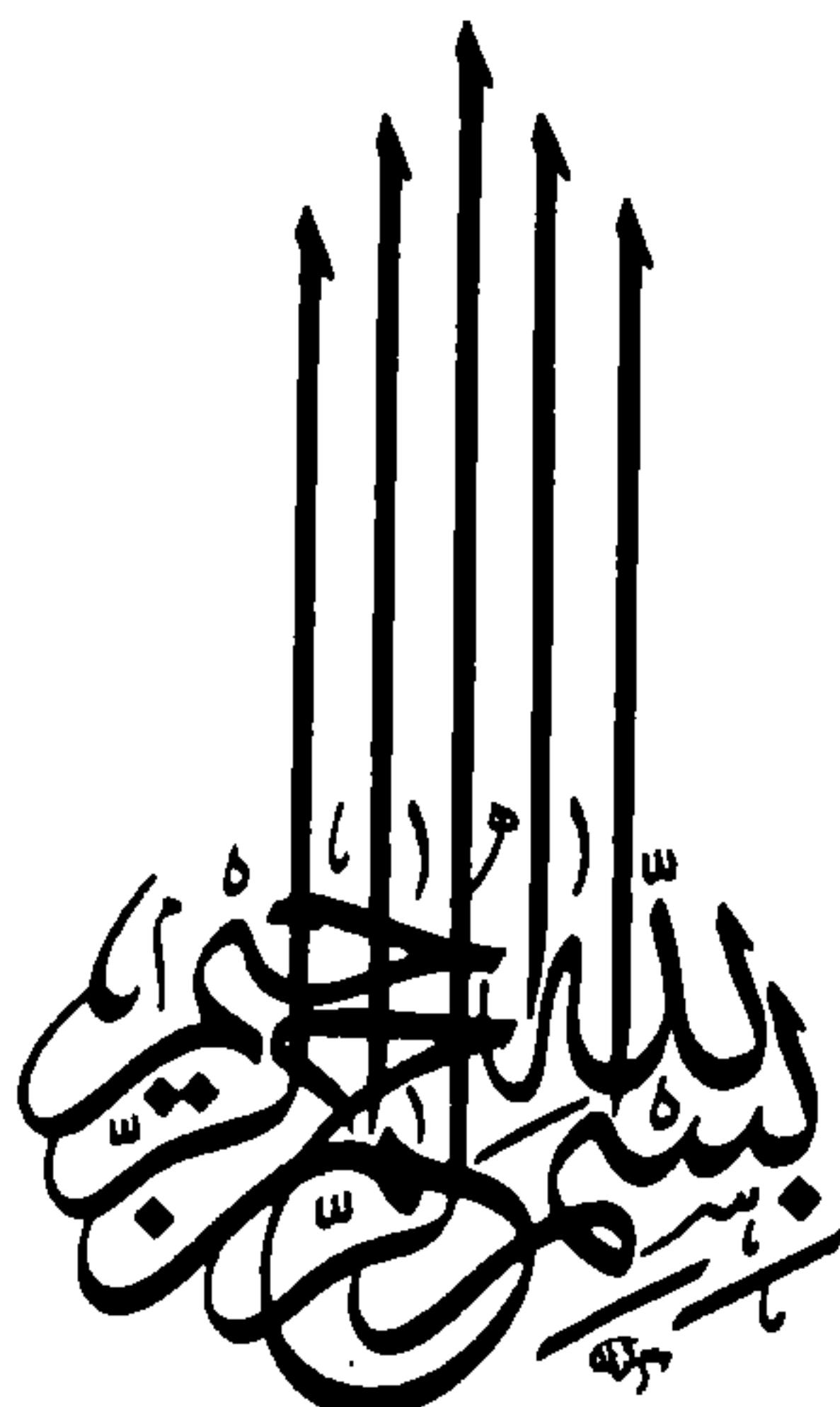
مصنف کا بھی خط پڑھے۔
mukhtar0786@hotmail.com

Code: 6M07

گیلانی پبلیکیشنز لاہور

50- نیوشالیمار روڈ، لاہور فون: 042-7469510

کیل: 0300-8489101, 0321-8489101



Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	تجید	۹	۱۶	پدن کا حوض	۷۶
۲	رسالت	۱۰	۱۸	معراج نظریہ رضاافت کی روشنی میں	۷۳
۳	نمہ شنا	۱۲	۱۹	امکوٹھی	۷۸
۴	جمل قائد مستی	۱۳	۲۰	ہل	۸۲
۵	بمترن لباس	۲۲	۲۱	نظریہ اور تعویز	۸۸
۶	ٹو تھریش	۲۳	۲۲	ایک جگہ بینے کر دور کی چیز کو دیکھنا	۹۲
۷	شجر کاری	۲۴	۲۳	ایک جگہ بینے کر ہر جگہ نظر آئا	۹۳
۸	حد	۲۵	۲۳	مشائق و مغلوب	۸۹
۹	خوبصورت	۲۶	۲۳	سورج زمین کے قوب آئے گا	۱۰۱
۱۰	گائے کا گوشت	۲۷	۲۵	خواب	۱۰۳
۱۱	ک	۲۸	۲۶	زات پات	۱۱۲
۱۲	دل	۲۹	۲۷	دعا	۱۱۳
۱۳	شراب بیلاری ۷	۵۰	۲۸	ڈاردن کاظمیہ اور حدیث مدد کر	۸۸
۱۴	پھونک	۵۱	۲۹	CREATION OF MAN	۱۱۴
۱۵	روضو کے کرشے	۵۲	۳۰	اصول تجلیت	۱۱۵
۱۶	منشیات	۶۵	۳۱	اصول جنگ	۱۱۶

معرف شاعر، محقق، ادیب، نقاد

کیپن شاکر کندان

SUPER MAN IN THE WORLD

جب کائنات کی تخلیق پر غور کرتے ہیں تو ہم میں کسی سوال ابھرتے ہیں اور انسان الجہ کر رہ جاتا ہے۔ یہ الجہنمی انسان کی سوچ کو بہت دور تک لے جاتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ماہرین ارمنیات، نسلکیات وغیرہ نے اس کائنات کی تخلیق کا رابطہ کر دیا اور اربوں سال پہلے جا کر جوزا۔ لیکن ابتداء یعنی ازل تک پھر بھی نہ پہنچ سکے۔ دراصل تحقیق کا یہ کام کوئی اتنا آسان بھی نہیں بلکہ ناممکن میں ہے۔ البتہ میں جہاں تک ایک سوال کے حل تک پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ اس کائنات کی تخلیق، تخلیق کا رنے صرف اپنی پہچان کے لئے ہی نہیں بلکہ اپنے محبوب کو تحفہ کے طور پر عنایت فرمائے کے لئے کی۔ اور وہ محبوب ہیں محبوب خدا، محبوب کائنات اور جسم سب کے محبوب نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مسلمان ہونے کے نامے بے شمار لکھاریوں نے آپ کی سیرت دشمنوں اور عظمت دکردار پر لکھا اور اپنا نام محبوں میں شامل کر کے اپنی بخشش کیلئے راہیں ہموار کرنے کی کوششیں کیں۔ ایسے ہی بے شمار مصنفوں میں سے ایک شخصیت ہیں جناب محمد مختار شاہ صاحب۔ جنہوں نے Super Man in the World لکھ کر سیرت رسول[ؐ] اور سنت رسول[ؐ] کے چند ایک بہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے انگلی کنوں کا شہیدوں میں شامل ہونے کی کادش کے ساتھ ساتھ شفاعت رسول[ؐ] کے لئے اپنی راہیں ہموار کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔

محمد مختار شاہ صاحب کا تعلق علمی اور ادبی گھرانے سے ہے۔ جس پر مستزادہ یہ کہ آپ سادات خاندان کے چشم دپراغ ہیں۔ آپ کا آبائی گاؤں ملکوال ہے۔ آپ کا ثغرہ نب یہ ہے

محمد علی شاہ بن طالب حسین شاہ (المعروف علامہ صدقی) بن غلام حسین شاہ بن غلام رسول شاہ بن چلن شاہ بن قاسم شاہ بن سید حسن شاہ بن سید رضا شاہ بن شمس الدین شاہ بن تصور شاہ بن عبداللہ شاہ بن محمد ضیف شاہ بن تقی شاہ بن تیمور الحسن شاہ بن باغ علی شاہ بن صالح شاہ بن سید مهدی السلام شاہ بن سید ہمچ گھود شاہ بن شمع الشائع (تلیف سید عبد القادر جیلانی) ہر سید احمد ولی بن سید محمد شاہ افضلی بن سید جعفر شاہ بن سید حسین شاہ بن سید اصر شاہ بن سید احمد شاہ بن سید ہدایم شاہ بن عبدالحس شاہ بن سید حسن

مئی من حضرت لام حسن علیہ اسلام من حضرت علی علیہ اسلام

- یوں آپ نے یہ کام اپنا فرض سمجھئے ہوئے نجایا۔ اس سے پہلے بھی آپ کے رشحت قلم سے کئی ایک کتب تکلی ہیں۔ مثلاً بسم اللہ اور ہماری زندگی، امریکی سکالر کے چار سوالوں کے جواب، محبت کیا ہے؟ اور بات سے بات۔ جو موضوعات، انداز تحریر اور عنوانات کے لحاظ سے منفرد اور یگانہ ہیں۔ مختصر اُکہ آپ کی تحریر میں جناب واصف علی واصف کا انداز، آقتاب شمسی کا سا اسلوب، غلام جیلانی برق جسمی چاشنی اور غلیل جبران کا فلسفہ ... جناب محمد مختار شاہ صاحب گجرات میں رہتے ہوئے بھی پکے لاہوری ہیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے ملتی گجراتی کے بارے کسی نے کہا تھا کہ لاہور میں زندگی گزارنے کے باوجود پکے گجراتی ہیں۔ یہی بات یہاں شاہ صاحب پر منطبق ہوتی ہے۔ آپ 1968ء میں لاہور میں لی بی پاکدا من کے قرب و جوار یعنی گڑھی شاہبو میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل جامعہ نعمیہ لاہور میں ذاکر مفتی سرفراز نعیمی الازہری سے کی۔ قدیم دجدید علوم کی تکمیل کے بعد آپ 1988ء میں گجرات میں تشریف فرمائے۔ اور پھر یہیں رشد و ہدایت اور درس و تدریس کے علاوہ جمعہ کے روز تین مساجد میں سیکھر زدی نے کا کام شروع کیا۔ تقریر کے علاوہ آپ تحریری مشغلوں میں بڑے Active ہیں۔ یعنی آپ کو اللہ رب العزت نے اہمیت کی کئی طاقتیوں سے نوازا ہے اور آپ اسے بھرپور استعمال کر رہے ہیں ۰۰۰ اور بڑے مشت انداز میں کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زور بیان اور زور قلم کو مزید تقویت نہیں ۰۰۰ آمین

انتساب

پرنسپل محترمہ نبیلہ اسلم صاحبہ کے نام

جن کا دماغ ایک پلٹی پھرائی لا سبر ری ہے۔ جن کا قلم ... کلم (زخم)
نبیں کلم (الفاظ) دیتا ہے۔ ان کا قلم قدم سے تیز پلتا ہے۔ دولت سے اشیاء
فریدی جاسکتی ہیں اور علم سے دولت فریدی جاسکتی ہے اور یہ تنگی ہیں
لیونکہ لوگوں کو علم بھی دولت باشنا ہیں۔ کچھ جامیہداد کے مالک ہوتے ہیں
کچھ مرضی کے مالک ہوتے ہیں یہ خوبیوں کی مالک ہیں۔

جب بینی مریم بھی ہو تو پھر اللہ بھی کہتا ہے کہ بینے سے بزم کر ہے۔
یہ کتاب لکھی تھی ان کے کہنے پر ... اگر یہ مدد نہ فرماتی تو شاید اس ناپک پر
بہت دیر سے لکھتا۔ اور میں یہ کہتے ہوئے کوئی چھجک محسوس نہیں کروں
کا کہ "چاں بھی کوئی سائنسی پر ابھم پڑی انہوں نے رہا سمجھائی۔ یہ اس بات کی
حدار ہیں کہ یہ کتاب ان کے نام کر دی جائے۔

محمد نبیلہ اسلم



1. Science without religion is lame and religion without science is blind.



2. "There can be no conflict between science and religion"



3. Science and religion are incommensurable but there is no antithesis between them.



4. A contemporary has said that in this materialistic age of ours, the serious scientific workers are the only profoundly religious people.

توحید

عن سعد بن ابی وقاص قال جاء اعرابی الى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال
علینی کلاما اقوله قال قل لا الا اللہ وحده لا شریک له اللہ اکبر کبیر او الحمد لله
کثیر او سبحان اللہ رب العالمین لا حول ولا قوۃ الا بالله العزیز العکیم

(مسلم ثوبان)

سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آیا اور حرف کی کوئی ایما ذکر بتائیں جو میں کرتا ہوں۔ فرمایا۔ کہو اللہ کے سوا کوئی
معبد نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اس کے لئے
بہت تعریف ہے۔ اللہ ہر عیب سے پاک ہے۔ تمام چہاؤں کو پالنے والا ہے۔ گناہوں
سے بچنے اور عبادت کرنے کی طاقت نہیں مگر اللہ غالب اور حکمت والے کی مدد سے۔
اس حدیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ ایک ہے" قرآن

معبید میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے کہا

"کل هو اللہ احمد۔ اے محبوب تم کہو" وہ اللہ ایک ہے" (سورہ اخلاص پ ۲۰)

سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۶۳ "واللہ کم الدعا مداد" تمہارا معبود ایک ہے"

سورہ نسا آیت نمبر ۱۸ "ولَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انتَهُوا خَيْرُ الْكِمَانُ هُنَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ

ہا ز آ جاؤ یہ مت کہو کہ خدا تین ہیں یہ بہتر ہے تمہارے دامنے ایک الہ ہی معبود

ہے" ۲۲ مرتبہ اللہ کے ساتھ لفظ دادر استعمال ہو رہا ہے۔ کہ وہ ایک ہے۔

اگر آپ علم ریاضی میں نظر ہمیں سے داخل ہوں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اکا عدد

ہر ہند سے میں موجود ہے۔

۱ میں بھی ایک ہے۔ ایک جمع ایک برابر = ۱

۲ میں بھی ایک ہے۔ ایک جمع ایک جمع ایک = ۲

۳ میں بھی ایک ہے۔ $4 = 1+1+1+1$

۴ میں بھی ایک ہے۔ $5 = 1+1+1+1+1$

ایک موجود نہ ہو تو کوئی بھی حندسہ نہیں بن سکتا۔ ایک سے تعلق ٹوٹ جائے تو کوئی حندسہ اپنا وجود پر قرار نہیں رکھ سکتا۔

ایک کا عدد دو صورتوں میں واقع ہوتا ہے ظاہری اور پوشیدہ۔ ظاہری طور پر یوں کہ آپ گنتی شروع کریں گے تو ایک لکھیں گئی یہ لکھا ہوا نظر آتے گا۔ اور خفیہ طور پر اس طرح کہ آپ کوئی عدد بھی لے لیں اس میں ایک ضرور ہو گا۔

یہ ایک بھی ختم نہیں ہوتا۔ تمام اعداد اس "ایک" کے سہارے قائم ہیں۔

بلاشبہ عرض کرتا ہوں اللہ کی ذات ہر وقت ہر جگہ ہر ایک کے ساتھ موجود ہے۔ خفیہ طور پر آپ کو نظر نہ آتے پھر بھی موجود ہے۔ سورہ مجادلہ کی آیت نمبر ۷ میں فرمایا ہے

ما يَكُونُ مِنْ نَحْوِي ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ أَبْعَهُمْ وَلَا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى مِنْ ذَالِكَ وَلَا كَثْرَ إِلَّا هُوَ مَعْهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا۔

تین اشخاص سرگوشیاں کر رہے ہوں چو تھا اللہ ہوتا ہے۔ پانچ ہوں تو چھٹا اللہ ہوتا ہے۔ اس سے کم ہوں یا زیادہ ہوں چہاں کہیں ہوں اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

جس طرح عدد ۱ کا تعلق باقی تمام حندسوں سے ہے۔ اسی طرح اللہ احمد کا تعلق بھی تمام سے ہے۔ شاہ عبدالعزیز دہار غرحمت اللہ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ اپنا نور بندے سے منقطع کر دے تو تمام مر جائیں۔ یہ دل جو سپارک کر رہا ہے یہ اسی ایک ذات واحد کا تعلق ہی تو ہے۔ جس طرح ایک ہر حندسے میں ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ احمد بھی ہر ایک میں موجود ہے۔

رسالت

عن عباده بن الصامت قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول من شهد ان لا إله الا اللہ وان محمد رسول اللہ حرم اللہ علیہم النار

(مسکوٰۃ شریف صفحہ ۵، لائن نمبر ۹)

"عبادہ بن صامت" سے روایت ہے کہ "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے گواہی دی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اس پر دوزخ حرام۔

اللہ ایک۔ نمبر دو سرکار مدینہ۔ بعد خدا دے سب توں افضل جدھا کلمہ پڑھے خدا تی

"بعد از خدا بزرگ توئی قسمہ مخصر" اللہ رحمن ہے اور محمد رحیم ہیں اور قرآن مجید میں چھ مقامات پر لفظ رحمن و رحیم اکٹھے آتے۔ (دیکھیے میری کتاب بسم اللہ) رحمن پہلے اور نمبر دو پر رحیم۔ اسی طرح اذان میں پہلے نمبر پر اللہ کا ذکر نمبر دو پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اقامت میں پہلے نمبر پر اللہ کا نمبر دو پر سرکار مدینہ کا۔ نماز میں تہشید پڑھتے ہوئے پہلے نمبر پر اللہ کا نمبر دو پر امام الانبیاء کا۔ کلمہ طیبہ میں پہلے اللہ کا نمبر دو پر سید الانبیاء کا۔

علم الاعداد کے اعتبار سے سرکار مدینہ کی شخصیت میں "دو" کو بہت دخل حاصل ہے۔ لفظ محمد کے اپنے ۹۲ عدد ہیں۔ $9+2=11$ $1+1=2$ جمع $11+2=13$ کریں تو مجموعہ $2+1=3$ ۔ یعنی ایک اللہ اور ایکہ محمد۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی مبارک حضرت خدیجہ الکبری سے ہوتی۔ بوقت

نکاح سرکار مدینہ کی عمر ۲۵ سال اور ام المؤمنین کی عمر ۴۰ سال۔

(۴۰+۲۵=۶۵) ان کو مختصر کریں۔ $6+5=11$ بنتا ہے۔ مزید مختصر کریں $1+1=2$

”رسول اللہ“ کے اعداد بنتے ہیں۔ $3+6+2=11$ ان کو مختصر کریں $1+1=2$ بنتے ہیں۔ مزید مختصر کریں تو $1+1=2$ بنتا ہے۔

”خاتم الانبیاء“، اس کے اعداد بنتے ہیں۔ $11+3+6=11$ جن کا مجموعہ $1+1+3+6=11$ بنتا ہے۔ اسکو مزید مختصر کریں تو $1+1=2$ بنتا ہے۔

”صاحب قرآن“ کے اعداد بنتے ہیں۔ $4+5+2=11$ ان کا مجموعہ ہے اور گیارہ کو مختصر کریں تو $2+1=3$ بنتا ہے۔

”داور محشر“ کے عدد بنتے ہیں $7+5+8=20$ جن کا مجموعہ $2+0=2$ اسکو مزید مختصر کریں تو $2+0=2$ بنتا ہے۔

”معراج النبی“، معراج کے 314 اور النبی کے اعداد 93 مجموعہ بنانے کے بعد میں $314+93=407$ اس کو مختصر کریں تو $1+1=2$ بنتا ہے۔

”مکہ“، معراج مکہ سے ہوتی مکہ کے عدد میں 65 اس کا مجموعہ ہے۔ $6+5=11$ مختصر کر دو تو $1+1=2$ بنتا ہے۔

”مسجد اقصیٰ“، معراج زمین کی آخری حد مسجد اقصیٰ ہے۔ مسجد اقصیٰ کے عدد بنتے ہیں 308 ۔ ان کا مجموعہ $3+0+8=11$ مزید مختصر کر دو۔ $1+1=2$ بنتا ہے۔

”هادی“، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انک لتهدی الی صراط مستقیم آپ صراط مستقیم کی طرف ہدایت دینے والے ہیں۔ آپ هادی ہیں هادی کے عدد بنتے ہیں۔ 20 مجموعہ $2+0=2$ بیانگور و نانک نے توکمال کر دیا۔ فرماتے ہیں۔

عدو گنو جس انہر کے کرو چونا تا
 دو ملاسیو پنج سکن کیجو کاٹو بیس بنا
 ناتک بچے تو نو گئے دو اس میں اور ملا
 اس پرمر کے نام سے محمد نام بنا
 آپ کسی نام کے مکمل عدد نکالیں اسے چار یہ ضرب دیں۔ جواب میں دو جمع
 کریں جواب کو پانچ سے ضرب دیں جواب کو بیس پر تقسیم کریں جو عدد باقی بچے اسے نو
 سے ضرب دیں جواب میں دو جمع کر دیجئے۔ اس طرح آخری جواب ۹۲ کے ۶۶ کا
 مجموعہ ہے۔ $9+2=11$ اور مزید مختصر کر د تو $1+1=2$ بنتا ہے یہی تو ہم نے شروع
 میں کہا کہ ایک اللہ ہے اور دوسرا محمد صلی اللہ و سلم۔ لفظ اللہ کے اعداد ہیں 66
 گورناتک کے فارمولے کی مثال

$$66 \times 4 = 264$$

$$264 + 2 = 266$$

$$266 \times 5 = 1330$$

$$1330 / 20 = 10$$

$$10 \times 9 = 90$$

$$90 + 2 = 92$$

اور 92 کو مختصر کریں تو $11+2=13$ اور گیارہ کو مزید مختصر کریں تو
 $1+1=2$ اور یہی ہم کہہ رہے تھے۔

نستخ شفاف

عن أبي ذر أن النبى صلى الله عليه وسلم خرج في زمان الشتاء والورق يتهاافت فأخذ بغضين من شجرة فجعل ذلك الورق. يتهاافت قال يا أباذر قلت ليك يا رسول الله قال أ العبد المسلم ليصلى الصلاة يريد بها وجه الله فتهاافت ذنبه كما يتهاافت هذا الورق عن هذه الشجرة

"ابوذرؓ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پت جھرو کے موسم میں نکلے۔ آپ نے دو ٹہنیوں کو پکڑ کر حلایا تو پتے جھرو نکلے۔ آپ نے فرمایا اے ابوذر میں نے کہا حاضر یا رسول اللہ فرمایا۔ جب مسلمان بندہ خالص اللہ نماز پڑھتا ہے تو اس کے کنہ اس طرح جھرتے ہیں جیسے یہ پتے اس درخت سے جھوڑ رہے ہیں"

گناہ بیماری ہے جو روح کو لکتی ہے۔ روح پہلے بیمار ہوتی ہے۔ پھر جسم بیمار ہوتا ہے۔ یعنی نماز اس قدر بیماریوں کا علاج ہے کہ شمار میں نہیں لاتیں جاسکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر سے جملے میں فرمادیا کہ ایسے گناہ جھرتے ہیں جیسے پت جھرو میں ہے۔ ابو حیرہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قم فصل فان في الصلة شفاء۔ کھڑے ہو جاؤ نماز پڑھو بلاشبہ نماز میں شفاء ہے۔

فرگی نماز کے لئے انہناد صنو کرنا اور مسجد کی طرف جانا۔ سیر کی سیر اور عبادت کی عبادت جس نے آدھ مکھڑ Exercises کی ہے وہ اور جس نے مسجد میں آکر فرگی نماز ادا کی ہے دونوں کو ایک سی چستی کا احساس ہوتا ہے لیکن آپ تجربہ کر لیں یقیناً نماز فخر ادا کرنے والا روحانی اور جسمانی دونوں الحادث سے باغی میں جانے والے سے بہتر رہتا ہے۔

شادی سے قبل تو اکثریت کو درزش کرتے ہوتے دیکھا ہے۔ لیکن شادی ہوتے

ہی یہ روحان کم ہونے لگ جاتا ہے۔ بہت کم لوگ اسے مسلل کرتے ہیں وہ دوڑنا باغ میں جانا محبیب سا محسوس کرتے ہیں۔ اگر نماز نہ ہوتی تو اندازہ لگائیے مسلمانوں کی جسمانی حالت کیا ہوتی؟

اور پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ملاحظہ ہو کہ جتنے قدم چل کر آؤ گے ہر قدم پر نیکی اسی قدم پر درجہ بلند ہو گا اور اسی قدم پر گناہ معاف ہو گا۔ اس کا مقصد دور دراز سے مسجد کی طرف آنے کا شوق تاکہ یہ جتنا پیدل چلیں گے اتنا روحانی فائدہ ہو گا اور پیدل چلنے کے جسمانی فوائد توبتے کی چند اس ضرورت ہی نہیں ہے۔

نفیاتی علاج

آج بکل خیالات نے انسانی دماغ کو کھو کھلا کر دیا ہے۔ یہ خیالات آگ کے شعلے ہیں جو سکون کو نگل رہے ہیں۔ کوئی خیال دماغ میں بیٹھا اور قبضہ جمالیا اب جونک کی طرح خون پہنچے گا۔ جسم تباہ کرے گا۔ رنگ اڑا دے گا۔ نتیجہ وہ شخص اس ایک سوچ کے ہاتھوں تینک آکر خود کشی کرنے کی نہیں کھانے گا۔ نماز۔ بہترین علاج ہے وہ اس طرح کہ نماز کے اندر حکم ہے کہ قیام کی حالت میں نظر سجدہ گاہ پر ہو اور مرد یکھنے سے خیالات کا تسلسل رہتا ہے نماز کا مقصد تو پیشانی ختم کرنا ہے۔ چنانچہ حکم آیا نماز میں توجہ اللہ کی طرف ہو اور دھیان سجدہ گاہ کی طرف ہو تاکہ پیشانی سے توجہ ہے اور اللہ کا ایک عظیم تصور سامنے آئے جسکی وجہ سے تمام پیشانیاں ہیچ معلوم ہوں۔ نماز نفیاتی مریضوں کا بہترین علاج ہے۔

شیلی پیتھی

شیلی پیتھی کے اندر شمع بینی کو اک مقام حاصل ہے اس میں آپ پر سکون جکہ پر شمع جلا کر بیٹھ جاتیں اور سلسل اس کی لوکوت اڑتے جاتیں بلا آنکھ جسپے اس کا مقصد داغی

لہوں کو ایک مرکز پر جمع کرنا ہوتا ہے۔ اور دماغ کو فضول اور یہودہ خیالات سے پاک رکھتا۔ اس طریقہ سے آدمی میں اتنی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ایک خال کو بہت دور بیٹھے شخوص تک پہنچا سکتا ہے۔ لیکن شمع یعنی کا ایک نقصان ہے یہ طریقہ آنکھوں کی بینائی پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مشت کے دوران آنکھ نہیں جھپکنی ہوتی۔

میل پیتھی میں عبور حاصل کرنے کے لئے بہترین مشق نماز ہے۔ اس کے اندر کھڑے ہو تو نگاہ مسجدہ گاہ پر ٹھہرے۔ رکوع میں ہو تو پاؤں کے انگوٹھوں پر ہو۔ مسجدہ کر رہے ہوں تو ناک کی طرف ہے ہر رکن کی ادائیگی کے وقت مرکز بھی مل رہا ہے اور دوسرا آرڈر یہ ہے کہ خیالات سے دماغ پاک ہو صرف اللہ ہی مامنے ہو۔ یہ تصور رکھو کہ اللہ کو تم دیکھ رہے ہو یا اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس کی بہترین مثال۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطبہ کے دوران مدینہ سے پندرہ سو میل دور نہادند کے مقام پر ساریہ کو پہاڑ کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ آپ نے دوران خطبہ ہی دیکھ لیا کہ ساریہ پر مملہ ہونے لگا ہے آپ نے پندرہ سو میل دور اپنا خیال بھیجا کہ پہاڑ کی طرف دیکھو۔ یہ سب نماز کے کرشے ہیں۔

تمام اعضا کی درزش

نماز الیما طریقہ عبادت ہے کہ تمام اعضا کی درزش ہو جاتی ہے۔ درزش بیماریوں کو روکتی ہے اس سے انکار نہیں لیکن درزش چوبیں کھنٹے میں آپ صرف ایک مخصوص وقت میں کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے آپ کے وقت مقررہ آنے تک آپ کو کوئی بیماری لگ جاتے لیکن نماز کو چوبیں کھنٹے میں یوں قسم کیا ہے کہ آپ کو کسی وقت کوئی چراشی مملہ ہو کوئی نہ کوئی نماز ہو گی فروٹ ڈب ہو جاتے گا۔

آپ نے اللہ اکبر کہا ہاڑو کی درزش ہو گی۔ آپ نے پڑھنا شروع کیا منہ کے جسمروں کی درزش ہو گی۔ رکوع میں گئے کمر کی درزش ہو گئی۔ تمام خیالات سے دماغ کو۔

نکالا دماغ کو آرام ملا۔ سجدہ کرنے کے لئے جوکے تو ٹانگوں کی درزش ہو گئی۔ رکوع سے سجدہ کی طرف جانا اور سجدہ سے قیام کی طرف اٹھنا مہذب اور خوبصورت طریقہ ہے "پیچکیں" نکالنے کا۔ اور جب ایک مسجد سے دوسرے سے سجدہ کی طرف آپ جاتے ہیں اور سجدہ سے جب اٹھتے ہیں تو رانوں کی درزش ہو جاتی ہے۔ سجدہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہاتھ رکھیں بھرناک بھرنا۔ اٹھتے وقت پہلے ماتھا بھرناک اس طریقہ سے بازوؤں کی درزش ہو جاتی ہے۔ سر، گردن کی درزش رہ سکتی تھی۔ احسنت و جماعت کا سلام پھیلنے کا طریقہ ہی ایسا ہے آپ سلام پھینیں اور نظر کندھے پر رکھیں گردن اور آنکھوں کی زبردست درزش ہو جاتی ہے۔

HEART ATTACK

ڈاکٹر دل کی بیماریوں کا باعث "کولیسٹرول" قرار دیتے ہیں۔ کولیسٹرول ایک قسم کی چربی ہے۔ جو دل کی شریانوں کے اندر جمع ہو کر خون کی گردش کو کم کر دیتی ہے۔ یا روک دیتی ہے اور اسی وجہ سے ہارت ایک ہوتا ہے۔ Doctors کہتے ہیں کہ کھانے کے بعد کولیسٹرول لیوں پڑھ جاتا ہے۔ اسکو جمنے سے روکنے کی ایک ہی صورت ہے کہ اس کو گوں میں جمنے سے پہلے خون میں تحلیل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے کھانے کے اوقات کے حساب سے نماز کی رکعتوں کا تعین کیا ہے۔ فجر، عصر اور مغرب کی نماز کی ادائیگی سے پہلے کافی مدتک پیٹ خالی ہوتا ہے۔ اور خون میں کولیسٹرول لیوں کم ہوتا ہے۔ اس لئے رکعات کی تعداد کم ہے۔ فہر اور عشا کی رکعات زیادہ رکھنی گرتیں۔ چونکہ کھانے کے بعد خون میں کولیسٹرول پڑھ جاتا ہے اس لئے ان دونمازوں میں زیادہ رکعات رکھیں تاکہ زیادہ درزش ہوا اور کولیسٹرول تحلیل ہو جائے۔

اور رمضان المبارک میں ہمیں تراویح کا اضافہ ہوا اور وہ بھی عشا کے بعد۔ کیونکہ روزہ افطار کرتے ہوتے آدمی زیادہ کھا جاتا ہے آپ جانتے ہیں کہ ہم لوگ کتنی بے

احتیاطی بہت جاتے ہیں اپنے مدد سے اگر تراویح نہ ہوتی ہم کھانا زیادہ کھاتے صرف عشاء پڑھ کر سو جاتے اور بھی بہت سے نقصان ہونا تھے۔ نیند کا پر سکون نہ ہونا، جسم کی تھکادٹ۔ اور دوسرا سے دن مکمل سحری نہ ہونے کی وجہ سے بھوک پیاس کا احساس۔

آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ نماز ایک بھرپور درزش اور بہترین درزش ہے۔ اس سے بہتر درزش دنیا کے اندر نہیں کیونکہ یہ روحانی فوائد بھی دیتی ہے اور جسمانی فوائد بھی۔

اب آپ سر کار مدینہ کا یہ جملہ پھر پڑھئے
”نماز گناہ (یعنی بیماریاں روحانی ہوں یا جسمانی) کو یوں جھاڑتی ہے جیسے خزان میں
پتے جھوڑتے ہیں۔ اور دوسرا فرمان
ان فی الصلوٰۃ شفاء (نماز شفاء ہے)

(ابن ماجہ صفحہ ۲۵۵ لائن ۰۰)

حال فاقہ مستی

۱- عن أبي هريرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل شئ زكوة وزكوة
الجسد الصوم -

(مشکوہ شریف صفحہ ۱۸۰ لائن ۱۲۵ ابن ماجہ صفحہ ۱۲۶ لائن ۱۱۱)

۲- فقال عثمان سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الصيام جتنى من
النار كجنة أحد كم من القتال

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱۹ لائن ۲۰۹)

۱- ترجمہ : ابو ہریرہؓ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شے کی زکوٰۃ
ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

۲- ترجمہ : عثمان بن ابی العاص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سن۔
روزے دوزخ سے ڈھال ہیں۔ جیسے تم میں سے کسی ایک کی ڈھال ہوتی ہے قتال سے
بچنے کے لئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے۔ روزہ دوزخ سے بچنے کی
ڈھال ہے۔

زکوٰۃ الجسد

زکوٰۃ کے معنی ہوتے ہیں نشودنا۔ بالیدگی۔ پھولنا۔ پھلنا۔ پاکیزگی عربی میں کہتے ہیں
"زکا الرجل" آدمی آسودہ اور خوشحال ہو گیا۔ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
ہوا کہ روزہ جسم کی نشودنا کرتا ہے جسم پاکیزہ ہوتا ہے۔ آسودہ ہوتا ہے۔ یہ جملہ اسی کی
زبان مبارک سے صادر ہو سکتا ہے جو ماہر ڈاکٹر ہو۔ ایک جملے میں سر کار مذینہ نے پوری

طب پیان کر دی۔ روزہ جسم کو صاف بھی کرتا ہے بیماریوں سے اور آدمی روزہ رکھنے سے آسودہ بھی ہو جاتا ہے۔ آئیے طب کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔

مشین

ایک لوہے کی بنی ہوتی مشین اگر گیارہ ہمینے مسلسل چلتی رہے اسے ایک طویل وقفہ نہ دیا جائے تو بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس کے ساتھ کیا ہو گا۔ پر زے گھس جاتیں گے مشین بند ہو جاتے گی۔ خرایاں پیدا ہو جاتیں گی۔ اگر لوہے کی مشین کے لوہے کے پر زے مسلسل کام کرنے کی وجہ سے گھس جاتے ہیں خراب ہو جاتے ہیں تو انسانی مشین جس کے پر زے بنے ہی گوشت سے ہیں۔ مسلسل گیارہ ماہ کام کرنے سے ان کا کیا حال ہوتا ہو گا۔ آپ اگر ایک لقے کا سوواں حصہ بھی منہ میں ڈالیں گے تو تمام کا تمام نظام اسی حساب سے عمل شروع کر دیتا ہے جس حساب سے چار روٹیاں کھانے پر کرتا ہے۔ اگر آپ مشین کو آرام دیں پھر چلانیں آرام دیں پھر چلاتیں اس طرح خرایاں کم ہوں گی اور مشین کی عمر میں اضافہ ہو گا۔

روزہ اعضا۔ جسمانی کیلئے ایک طرح کا آرام ہے۔ آسودگی ہے۔ معدہ آنتوں کے لئے پاکیزگی صفائی کا سبب ہے۔ روزہ سے اندر وہی صفائی ہوتی ہے۔

جگر Liver

دیے تو روزہ کا تمام نظاموں پر اثر پڑتا ہے لیکن نظام انہفام پر خصوصی اور خصوص بالخصوص جگر پر حیران کن اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ تگر کھانا ہضم کرنے کے علاوہ مزید پندرہ کام کرتا ہے۔ اس طرح جگر مسلسل کام کرتا کرتا تھک جاتا ہے۔ صرف اور صرف روزہ، ہی اس کی مدد کر سکتا ہے آپ روزہ رکھیں گے تو اس کی تھکان دور ہو گی اور آرام ملے گا جگر انسانی جسم میں اتنا مصروف عضو ہے اگر اس کی زبان ہوتی تو رورو کر

کہتا اے انسان مجھ پر رحم کر روزہ رکھ اور مجھے تھوڑی دیر آرام کرنے دے۔
جگر کے انتہائی مشکل کاموں میں سے ایک کام غیر ہضم شدہ خوراک اور تحلیل شدہ
خوراک کے درمیان توازن کو برقرار رکھنا بھی ہے۔ جو آپ نے ابھی کھایا ہے جگر اے
سٹور بھی کر رہا ہوتا ہے اور کھانے ہونے کے تخلیل ہو جانے کے عمل کی نکرانی بھی کر
رہا ہوتا ہے۔ روزہ کی وجہ سے جگر سٹور کرنے کے عمل سے کافی حد تک آزاد ہو جاتا
ہے۔

غدوں

غدوں ہمارے جسم کے اندر اہم روں ادا کرتے ہیں۔ لعاب بنانے والے غدوں، گردن
کے غدوں، للبہ کے غدوں، یہ ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں ان کو سکون صرف روزہ کی
صورت میں ملتا ہے۔ جب کھانا کھانے لگتے ہیں منہ میں ہی، طوبت شامل ہونا شروع ہو
جائی ہے معدہ میں پہنچنے تک بہت سے رطوبتیں شامل ہوتی ہیں معدہ کی، طوبت پہنچا
کرنے والے خلیے روزہ رکھنے سے آرام کی حالت میں چلے جاتے ہیں۔

آہنیں

انسانی مشین کے اندر چھوٹی بڑی نالیوں کا ایک جال سا بچھا ہوا ہے۔ کسی میں خون
ہے کسی میں تحلیل شدہ غذا۔ کسی میں غیر ہضم شدہ غذا۔ غذا سٹور کرنے والی آنتوں میں
بہت سے فاسد مادے جمع ہو جاتے ہیں اور نتیجتاً کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور آدمی بیمار
اور جلد بوڑھا ہو جاتا ہے۔ ان سے بچنے کا ایک ہی علاج ہے۔ روزہ رکھا جاتے تاکہ
پاکیزگی جسم حاصل ہو۔

جن آنتوں میں خون گردش کرتا ہے وہ بعض اوقات اس وجہ سے بیماریوں کا شکار ہو
جائی ہیں کہ خون میں باقی ماندہ مادے پوری طرح تحلیل نہیں ہوتے۔ تو نتیجتاً شریانوں کی

دیواروں پر چربی یا دیگر اجزاء جنم جاتے ہیں۔ اور شریانیں سکڑ جاتی ہیں ان کی دیواریں سخت ہو جاتی ہیں آدمی کو بہت سے بیماریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ شریانوں کی دیواروں پر چربی یا دیگر اجزاء نہ جمیں اور شریانوں کی خطرناک بیماریوں سے محفوظ رہیں تو اس کا واحد علاج روزہ ہے۔

خون

یہ ہڈیوں کے گودے میں بنتا ہے۔ جب کبھی جسم کو خون کی ضرورت پڑتی ہے ایک خود کار نظام ہڈی کے گودے کو حرکت دیتا ہے۔ روزے کی حالت میں جب خون میں غذائی مادے کم ترین سطح پر ہوتے ہیں تو ہڈیوں کا گودہ حرکت پذیر ہو جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں خون کی پیدائش میں بھی افافہ ہوتا ہے۔ روزے کے دوران جگہ کو ضروری آرام مل جاتا ہے۔ یہ ہڈی کے گودے کے لئے ضرورت کے مطابق اتنا مواد مہیا کر دیتا ہے جس سے بآسانی اور زیادہ مقدار میں خون پیدا ہو سکے۔

دن میں روزہ رکھنے سے دوران خون کی مقدار میں کمی ہو جاتی ہے اس سے دل کو ذرا آرام ملتا ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے سیلز کے درمیان مائع کی مقدار میں کمی کی وجہ سے ٹیشوں یعنی پٹھوں پر دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ پٹھوں پر جب دباؤ کم ہوتا ہے تو اس وقت دل آرام میں ہوتا ہے۔

گردے

روزے کے اندر گردے بھی آرام کر لیتے ہیں۔ پاکستان کے ڈاکٹر فتح خان اور کنگ ایڈورڈ کالج لاہور کے یوراوجست ڈاکٹر بجاد حسین نے تحقیق کی ہے کہ گردے کے ان مریضوں میں یورک ایسڈ کی کمی واقع نہیں ہوتی جو روزہ رکھتے ہیں۔

کتنے روزے رکھیں؟

کم از کم ایک ماہ کے روزے رکھنے ضروری ہیں۔ تب یہ فوائد مرتب ہوں گے۔ اور اگر آدمی سہ ماہ تین روزے رکھتا رہے تو بھر بیماریوں سے دور بیماریاں دور رہنے پر مجبور۔ بہر حال آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں فرمایا۔ رکوۃ الجسد الصوم ایک دن آتے گا ساری دنیا حضور کے فرمان کو مانتے پر مجبور ہو جائے گی اور روزہ رکھے گی۔

The Day Will Come When Every One Will Fast

بہترین لباس

عَنْ أَبْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ ثِيَابِكُمُ الْبِيَاضُ
فَالْبَسُوهَا وَكَفُوا فِيهَا مِنْ تَأْكِيمٍ

(ابن ماجہ شریف، صفحہ ۲۰۷، لائن نمبر ۱۰)

تمہارا بہتر کپڑا سفید کپڑا ہے اسے پہنوا اور اپنے مردوں کو کفن (بھی اسی میں دو
(یعنی سفید کپڑے میں)

عَنْ سَعْدَةَ بْنِ جَنْدِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَسُوا ثِيَابَ الْبِيَاضِ
فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۰۷، لائن نمبر ۱۰)

سفید لباس پہنوا بلاشبہ دہ بہت پاک اور بہت اچھا ہے۔

Dress and address indicate the personality

لباس

لباس کا شخصیت پر بہت اثر پڑتا ہے۔ خوبصورتی میں بھی اس کا پڑا عمل دخل ہے۔ پنجابی کا مقولہ ہے "صحت خوراکاں حسن پوشانکاں" ہریں میں یوں ہے۔ انسان باللباس۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید لباس کو خیر اطہر اور اطیب کہا ہے۔ یعنی یہ بہتر ہے۔ پاکیزہ ہے۔ اور عمدہ ہے اچھا ہے۔

Chromopathy کے قوانین کے مطابق صرف سفید و ہمگ اسی ہر قسم کے موسمی تغیرات کا مقابلہ کر سکتا ہے اور اس Subject کے ماہین اس بات پر مشغول ہیں کہ سفید لباس Cancer سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہے۔ سفید لباس استعمال کرنے سے انسان

بہت سی Skin Diseases سے بچ جاتا ہے۔

ڈاکٹر لوہی کوئی جرمی کا شہر میانج گزرا ہے۔ جو کہ پانی سے طریقہ علاج Hydro Therapy (علاج بذریعہ آب) کا ہانی ہے۔ اس نے اپنے تمام تحریکات میں سفیدیہ لباس کو ہی ذقت دی ہے۔

سفیدیہ لباس اس لحاظ سے خیر ہے کہ یہ شعاعوں کو پورے طور پر جذب نہیں کرتا۔ سردیوں میں زیادہ سردی کو اور گرمیوں میں زیادہ گرمی کو جذب نہیں کرتا۔

جلدی بھاریوں کی وجہ بعض اوقات سورج کی Ultra Violet Rays کو دکتا ہے۔ اور سفیدیہ لباس کی یہ خاصیت ہے کہ یہ ان شعاعوں کو دکتا ہے۔ Absorb نہیں کرتا۔

سورج کی رد شنی کارنگ بھی حقیقت میں سفیدیہ ہی ہے اور یہ سفیدیہ رنگ اپنے اندر سات رنگ لئے ہوتا ہے۔ انسانی صحت میں بھاڑ کی صورت میں مختلف اوقات میں مختلف طریقہ ہاتے علاج اپناتے کرنے ہیں۔ ان میں سے ایک سورج کی دل سے بھی علاج ہے۔ اس طریقہ علاج کے ماہرین کا کہنا ہے کہ بعض اوقات بھاری اس لئے ہوتی ہے کہ تم میں کسی رنگ کی کمی ہو جاتی ہے اور یہ کمی سورج کی شعاعوں سے پوری کی جاسکتی ہے۔

اگر سفیدیہ رنگ کے علاوہ کوئی بھی کپڑا پہنا ہو گا۔ تو سورج کی وہی شعاع زیادہ جسم میں داخل ہو گی جسی رنگ کا کپڑا ہو گا۔ لیکن سفیدیہ رنگ کے لباس کا یہ فائدہ جب وہ شنی کی شعاعیں پڑتی ہیں کوئی فاس رنگ زیادہ مقدار میں جذب نہیں ہوتا۔ ایک فاس قسم کا Balance رہتا ہے۔ ایک مرتبہ پول دینجئے سفید افسوس، اطیب، اور خیر ہے اور سر کا، مدینہ (سپریمن ان دی درلڈ ہیں)

Without any doubt (Muhammad (Peace be upon him) is the super man in the world.

لو محضر برس

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

١- لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بتاخير العشاء وبالسواك عند كل

صلوة

(مشکوہ شریف صفحہ ۲۲ - لائن نمبر ۱۸)

"اگر میں بوجوہ سمجھتا اپنی امت پر توان کو حکم دیتا عشا دریے سے پڑھنے کا اور ہر نماز کے ساتھ سواک کرنے کا"

٢- عن عائشہ قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

السواك مطهرة للغum من حناة للرب

(مشکوہ شریف صفحہ ۲۲ - لائن نمبر ۰۵)

"سواك منہ کو پاک کرنے والی اور رب کو راضی کرنے والی ہے"

سواك

سواك پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑا زور دیا۔ دنیا سے رخصت ہوتے ہوتے بھی سواک کی۔ جب گھر آتے تو سواک کرتے۔ فرمایا کرتے تھے سواک مسلمین کی سنت ہے اور جبراٹیل علیہ السلام جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے سواک کے متعلق ضرور کہتے تھے۔ مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان قابل توجہ ہے کہ اگر مجھے اس بات کا احساس نہ ہوتا کہ میری امت پر گران ہو گا تو حکم دیتا پانچ وقت یعنی ہر نماز کے وقت سواک کرو۔ گویا کہ کم از کم پانچ مرتبہ دن میں سواک ضروری ہو جاتی۔ یہ سواک پر دبے لفظوں میں اتنا زور کیوں؟ حقیقت میں جسمانی

صحت اور آواز کا دانتوں سے کافی تعلق ہے۔ اگر آپ دانت صاف نہیں کرتے تو دانتوں کو کیرہ لگ جاتے گا۔ دانت ختم ہو جائیں گے۔ تو بتائیے آپ کھائیں گے کس طرح بہت سی نعمتوں سے محروم ہو جائیں گے۔ جب کھائیں گے نہیں تو صحت خراب ہو گی کہ نا ہو گی؟ یہ تو عام سی بیماری کا مذکورہ کیا ہے۔ دانتوں کو نہ صاف کرنے کی وجہ سے اور بھی بیماریوں کا سبب بنتی ہیں۔ جو کھانا کھاتے ہوتے لقئے کے ساتھ معدہ میں جا کر بہت سی مزید بیماریوں کا سبب بنتی ہیں۔ منہ سے بدبو بھی آتی ہے۔ آپ اگر کسی کے قریب ہو کر گھنکو کریں گے وہ بیزاری کا انہار کرے گا۔ دانت کو موآک نہ کرنے والے کے دانت جلد ٹوٹ جاتے ہیں دانت ٹوٹ جائیں تو آواز خراب ہو جاتی ہے۔ علم طب کے مطابق دن میں پانچ مرتبہ دانت صاف کرنے سے صحت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔

مواک برش کا برش ہے اور دوائی کی دوائی ہے۔ درخت کی لکڑی کے ریشے ان بچے کچے اجزاء کو جو دانتوں میں رہ کر انکی خرابی کا باعث بنتے ہیں ان کو باہر نکالتی ہے اور دانتوں کو پھمکدار بناتی ہے دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے درختوں کی شاخوں یا پتوں کا سبز رنگ ان میں موجود کلوروفل Chlorophyll کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور کلوروفل کے بارے میں سائینٹیفک پروف ہے کہ یہ کسی بھی جگہ سے بدبو گندگی یا سرماںد کو ختم کر دیتا ہے۔

مواک کے لئے استعمال کی جانے والی لکڑی میں تلتھی کا عنصر شامل ہونا چاہیے اور یہ طبی نقطہ نگاہ سے ثابت ہے۔ کہ منہ میں کڑواہٹ جانے سے تھوک کی مقدار زیادہ بنتی ہے۔ جب لعاب کی مقدار زیادہ ہو گی تو انسان اسکو باہر بھی پھینکتا ہے اس طرح منہ کی خود بخود دھلانی ہو جاتی ہے یوں مصنوعی Mouth Wash سے بچا جاسکتا ہے۔ مسوک قدرتی طور پر Anti Septic ہے اس کی وجہ سے منہ میں موجود بہت سے جراثیموں کا خاتمه ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مسوک میں Phosphorus اور پیلٹسٹیم ہوتا ہے۔ جو دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کے لئے بہترین ہے۔ لکڑی کی مسوک کا رگا تار

استعمال کرنے والے پاسیور یا جیسے موزی و خطرناک مرض سے بچے رہتے ہیں۔

عام طور پر E.N.T ماہین کے مطابق سواک استعمال کرنے والے لوگ ناک کان اور گلے کی بیماریوں کا شکار کم ہوتے ہیں۔ ناخونہ بیماری سے محفوظ رہتا ہے یہ آنکھوں کو لاحق ہوتی ہے۔ بصارت تیز ہوتی ہے۔ درد سرزاں تل ہوتی ہے۔ موز ہے مضبوط ہوتے ہیں۔ قوت حافظہ بڑھتی ہے اللہ اس کے دل میں حکمت اور داناتی کی باتیں ڈالتا ہے۔

معدہ درست رہتا ہے۔

یہ بھی مد نظر رکھیں کہ سواک کڑوی لکڑی کی ہو۔ نیم کے درخت کی سواک دانتوں کے لئے انتہائی مفید ہے۔ یہ Anti Septic ہے۔ کیکر کی سواک دانتوں کو مضبوط کرتی ہے۔ اور پیلو کی سواک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی خیرہ الصباجی رضی اللہ عنہ کو دی۔ ڈاکٹر مطہی الرحمائی، الجندی اور شکری نے 1981ء میں کویت میں Siwak an Oral Health Device کے نام سے تحقیقی مقالہ پیش کیا۔ اس میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ۲۵ سے ۵۵ سال کی عمر کے ۲۰ مردوں عورت لئے ان کے دانتوں پر لاکھا جما تھا۔ اور موز ہوں کی بیماریوں میں ببتلا تھے۔ انکو پیلو کی سواک دی گئی۔ تو تیرے ہفتے فرق پڑنا شروع ہو گیا اور پانچوں ہفتے کافی حد تک موز ہے ٹھیک ہو گئے اور لاکھا میں 3.5 فیصد کی آگئی۔ سواک کرنے سے دانتوں اور موز ہوں کے عبنہات کی درزش ہوتی رہتی ہے۔ صبح و شام برس اور ٹوٹھ پیٹ کرنے والوں کے دانتوں کو خراب ہوتے دیکھا ہے۔ لیکن پانچ ٹائم پیلو کی سواک کرنے والے اشخاص کے دانتوں کو چھٹھاپے تک صحیح سلم پایا ہے۔

سوک کی لمباتی ایک بالشت ہو اور موٹائی میں Little Finger چھنگلی جتنی۔ دانتیں ہاتھ میں اس طرح پکڑیں چھنگلیا سواک کے نیچے اور درمیان کی تین انگلیاں اوپر انگوٹھی سرے کے نیچے ہو۔ کم از کم تین مرتبہ سواک کریں۔ داھنی طرف سے ابتداء ہو۔

شجر کاری

عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مسلم یغرس
غرساً ویزد عز رعا فیا کل منہ انسان او طیر او بھی متہ الا کانت لہ صدقہ

(باقی ترمذی باب ۵۰)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص درخت لگاتے یا کھیتی باڑی کرے پھر اس سے انسان پرندے یا جانور
کھائیں وہ اس کے لئے صدقہ ہوتا ہے"

شجر کاری

اس حدیث مبارکہ میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ
سبزہ اگانے کی ترغیب فرمائے ہیں۔ درخت لگاتے ہونے یا کھیتی اگاتے ہونے اس
سبزہ سے یا اس کے پھل سے جو بھی فائدہ اٹھاتے گا تو اگانے والا ثواب
پاتے گا۔

آتیے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے فرمان عالی شان میں کیا حکمت پوشیدہ ہے۔ اس
وقت پوری دنیا کو ایک ہی غم کھاتے جا رہا ہے۔ کہ فضائی آلو دگی سے خود کو کیسے بچایا
جائے۔ جوں جوں صنعتی ترقی ہوتی جا رہی ہے توں توں فضا آلو دہ ہوتی جا رہی ہے۔
فضا آلو دہ ہو تو انسان مندرجہ ذیل بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

آنکھوں کی بیماریاں

الرجی

ناک کی الرجی

منہ کی بیماریاں
معدہ اور انتریوں کی بیماریاں
دل کی بیماریاں
وقت مدافعت کا کم ہو جانا

نیند کا نہ آنا

جلد کا کینسر

ہسپسہ

گلے کا خراب ہونا

بیماریوں کے علاوہ فضائیں آلودگی زیادہ ہو گئی تو درجہ حرارت بڑھ جاتے گا۔ اور دنیا کے تمام خطوں کے موسم بدل جاتیں گے۔ صنعتی علاقوں میں فضا کا درجہ حرارت بڑھ جاتے گا اور تیزابی بارشیں ہوں گی۔ جیسا کہ سویڈن۔ ہالینڈ اور بھیشم میں ہوا۔ جب فضا کا درجہ حرارت بڑھے گا تو سردیاں مختصر اور زیادہ ٹھنڈی ہونگی۔ اور گرمیوں کا موسم طویل گرم اور خشک ہو گا۔

الله تعالیٰ نے زمین کے اوپر ۲۵ کلو میٹر تک فضائیں ایک ایسی پھتری دی ہے جو زمین کی طرف آنے والی تمام شعاعوں کو چیک کرتی ہے۔ اور مضر صحت شعاعوں کو زمین تک آنے سے روکتی ہے۔ لیکن انسانی سرگرمیوں سے جنوبی قطبین پر اس قدرتی پھتری میں سوراخ ہو گئے ہیں۔ اور مضر شعاعیں زمین کی طرف آنا شروع ہو گئی ہیں اور اگر انسان یونہی اپنے ہاتھوں سے فضا کو آلودہ کرتا رہا تو ابھی سوراخ ہوا ہے پھر قدرتی پھتری میں "مورے" ہو جاتیں گے۔

گاڑیوں کا دھواں۔ کارخانوں سے نکلنے والا دھواں۔ ایندھن کا جلنے سے۔ اور صنعتی عمل سے اخراج شدہ مادے۔ یہ فضا کے اندر بہت زیادہ مقدار میں کاربن ڈائی

سلفر اکسائیڈ

کاربن ڈائی اکسائیڈ

ناٹرود جن اکسائیڈ

اور حاصلیہ رو کاربن جیسی مہلک گیسیں خارج کر رہے ہیں۔ یہ گیسیں زین سے منعکس شدہ توانائی کو فضائیں ہی روک لیتی ہیں۔ اور درجہ حرارت روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ زیادہ تر ہماری مختلف سرگرمیوں کی وجہ سے فضائیں کاربن ڈائی اکسائیڈ پھیلتی ہے۔ اور تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اگر کاربن ڈائی اکسائیڈ کا فضائیں لیوں (ایک لمبیں جمیں ۵۵۰ حصے) مقدار سے دو گناہو جاتے تو فضا کا درجہ حرارت ۱.۵ سے ۴.۵ سینٹی گرینڈ پڑھ جاتے گا۔ کاربن ڈائی اکسائیڈ کے مالیکیوں کی فاصیت بے کہ وہ توانائی جذب کر لیتا ہے۔ اور دوسری گیسیں بھی فضائی درجہ حرارت میں زیادتی کا باعث بن رہی ہیں۔ اس کی وجہ سے زندگی کا رفاقت قدرت پر نہایت بہت اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ کاربن ڈائی اکسائیڈ اور دوسری گیسیں جب فضائیں زیادہ مقدار میں ہونگے۔ تو درجہ حرارت پر سے گانتیپنا سندر کا پانی پھیلے گا۔ گلشیتر پکھلیں گے اور سمن سندر پلنڈ ہو گی۔ فنا کا ٹمپریچر اگر ۱.۵ سے ۴.۵ سینٹی گرینڈ پڑھا تو سندر کی سطح ۴۰ سے ۱۴۰ سینٹی میہ پلنڈ ہو گی۔ اور یوں خشکی اور سکڑ جاتے گی۔ کتنی مالک کا اکثر رقبہ زیر آب آجائے گا۔ سندر کی سطح پر ہنرنے سے دریاؤں کے بہاؤ میں کمی واقع ہو گی۔ ہر ملک کو اپنانہری نظام پر لانا پڑے گا اور نئے ڈیم بنانا ہوں گے۔

اچول میں کاربن ڈائی اکسائیڈ کے علاوہ سلفر اکسائیڈ بھی کوئے یا تیل کے جلنے کی وجہ سے زیادہ ہو رہی ہے۔ یہ گیسیں نہی کی موجودگی میں پانی سے مل کر کندھ کا تیزاب بناتی ہیں فضائیں یہ گیسیں تیزابی بارشوں کا موجب بنتی ہیں۔ سانس کے ذریعے

اگر انسانی جسم میں داخل ہوں تو پھیپھوڑیں سے نبی لیکر گندھ کا تیزاب بنا دیتی ہے۔ اور اس ذہر میلے تیزاب سے پھیپھوڑے چھلنی ہو جاتے ہیں۔ موڑ گاؤں اور فیکٹریوں کے ذریعے آرام تو حاصل نہیا یہ بھی سوچا ہے کہ نقصان کتنا دیا؟

آپ نے اندازہ لگایا ہے کہ کاربن ڈائی آسائیڈ اور دسری گیسیں فنا کو کس طرح متاثر کر رہی ہیں اور انسانی زندگی کس طرح ان عفربیتوں کے چنگل میں پھنسنے جا رہی ہے۔ فنا کو صاف کرنے کا سب سے ہٹا اور سادہ طریقہ درخت لگانا اور زیادہ سے زیادہ سبزہ لگانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو زمین پر بسا یا تو فنا کو صاف، کھنے کے لئے چنگلات کا ایک جال پھیلایا۔ تاکہ فنا آلوہ نہ ہو۔ صاف رہے۔ پودے سورج کی روشنی میں کلدروفل کی مدد سے غذا تیار کرتے ہیں فنا سے کاربن ڈائی آسائیڈ جذب کرتے ہیں۔ اور آسائیڈ کیمپن فارج کرتے ہیں۔

اس طریقہ پودے بلا معاوضہ فنا کو صاف کرنے میں لگے ہوتے ہیں۔ یہ آسائیڈ کیمپن خیار کرنے والی فیکٹریاں ہیں۔ درخت کم ہونگے تو فنا میں کاربن ڈائی آسائیڈ کی مقدار بڑھ جانے کی نتیجہ کیا نکلے گا؟ وہ میں پہنچنے پیان کر آیا ہوں۔ کاربن کے پڑھنے سے سب سے پڑا نقصان یہ ہو گا کہ مسلسل کاربن کی ایک تباہی بنتی جا رہی ہے اور سورج سے آنے والی شعاعیں منیہ ہونے کی بجائے نقصان دہ ثابت ہو رہی ہیں۔

ان تباہیوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے درخت لگاؤ اور قرہان جانیں سر کار مینہ کی نظر کتنی عینیت تھی اور آپ ساتھ کا کتنا علم، کھتے تھے کہ ایک جملے میں ماحول صاف کر دیا۔

کہ پودے لگانے والے کے پودے سے جتنا فائدہ دامدی جائیے سوقدہ ہے۔
 سبحان اللہ۔ ہمارا فرض بتا ہے کہ ہم دنیا دالوں لو پتا نہیں۔

سپر میں ان دی ورلڈ۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

بھیثیت مسلمان ہمارا فرض بتا ہے کہ ہم حدیث پر عمل کریں اور زیادہ سے زیادہ درخت اگائیں اور اسے جنت بنائیں۔ روزانہ درختوں کی حفاظت کریں اور درخت لگائیں تاکہ دنیا کا درجہ حرارت نہ بڑھے۔ کیونکہ دس درخت ایک ٹن کے اتر کنڈہ یہ نہ جتنی خلکی پیدا کرتے ہیں۔ اور ایک بڑا درخت اتنی آسمان پھوڑتا ہے کہ چھتیں چھوٹے پھوٹے کے لئے کافی ہوتی ہے۔

حداد

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال أياكم والحسد فإن الحسد يأكل
الحسنات كما تأكل النار الحطب

(دواو)

عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الحسد
يأكل الحسنات كما تأكل النار الحطب -----

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۳۰۰)

- ۱ - ابی ہریرہ روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
”حد سے پچھے حد نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو“
- ۲ - حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ ”حد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو“

حد نیکیوں کو کھا جاتا ہے
پہلے ہم دو الفاظ کے معنی کو واضح کر لیں۔ حد۔ حسنات۔ حد کے کہتے ہیں۔؟
حسنات کا کیا معنی ہے؟

حداد

فتح القدیر صفحہ ۵۲ جلد اول لائن نمبر ۳ پر ہے الحسد تمنی زوال النعمتہ
التي انعم الله بها على المحسود
کسی منعم کی نعمت کے زائل ہونے کی تمنا کرنے کا نام حداد ہے۔ حداد سے

کہتے ہیں جو یہ خواش کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ فلاں آدمی سے وہ چیز پھن جائے مجھے ملے نہ ملے اس کے پاس نہ رہے۔

حسنات

لغات القرآن صفحہ ۵۱۱ جلد دوم میں ہے حسنات بمقابلہ سیمات زندگی کی خوشنگواریوں کے لئے آیا ہے۔ سورہ توبہ میں حسنة کے مقابلہ میں مصیحة آیا ہے لہذا حسنة ہر وہ چیز ہے جس سے انسان کو آرام ملے۔ راحت و آسائش کا سامان۔

تشريع

معلوم ہوا کہ حد حسنات کو کھا جاتا ہے یعنی آدمی کی زندگی سے سکون ختم ہو جاتا ہے۔ اخلاقی برائیوں سے بچنے کے لئے تمام مذاہب میں بالعموم اور اسلام میں بالخصوص تلقین کی گئی ہے۔ کیونکہ اس میں انسان کا اپنا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ حد بھی ایک ایسی ہی اخلاقی بیماری ہے جو ایک طرف تو انسانی ذہن کو پر اگنده کرتی ہے دوسری طرف انسانی جسم کو بھی شدید طور سے نقصان پہنچاتی ہے۔

حد گناہ ہے اور یہ سب سے پہلا گناہ جو آسمان و زمین پر کیا گیا آسمان پر ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے کیا اور زمین پر حضرت آدم کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی حابیل سے کیا۔

حاسد مستقل طور پر دوسرے کی عوت و رتبہ آرام و آسائش کو دیکھ کر جلتا کر رہتا ہے۔ اور غیر محسوس طریقے سے خود کو، ہی جسمانی اور روحانی تکلیف پہنچاتا ہے۔ مشاہدہ ظاہر کرتا ہے کہ بالواسطہ یا بلا واسطہ حاسد اپنے حد کی وجہ سے اپنے گرد و نواح کے ماحول کو بھی متاثر کرتا ہے۔ کیونکہ جو افراد اس حاسد شخص سے براہ راست یا بلا واسطہ تعلق رکھتے ہیں وہ بھی اس کی منفی سوچ خیالات اور اس کے عمل سے متاثر ہوتے بغیر نہیں۔

رہ سکتے۔ یہ مسٹی سوچ جھوٹ عناد بغض اور غیبت کی طرف مائل کرتی ہے۔ حسد کرتے وقت سوچنے کے عمل میں مسٹی پہلو ابھرنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے غصہ اور مسٹی خیالات کی بھرمار اور خوف طاری ہونے لگتا ہے۔ جسم کے مختلف غددوں کی رطوبتوں کا اخراج ضرورت سے زیادہ بڑھ جاتا ہے یا پھر کم ہو کر تقریباً ختم ہو جاتا ہے۔

حاسد شخص کے معده کی تیزابیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جسکی وجہ سے معده کی اندروئی دیواریں متاثر ہوتی ہیں۔ زخم بن جاتے ہیں اور یہ زخم بڑھ کر Ulcer کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ دل کی دھڑکن پر بھی حسد کا اثر پڑتا ہے۔

اس کے علاوہ جسم میں Calcium کیلشیم اور فاسفورس کی مقدار کو متوازن رکھنے کے لئے Parathyroid Gland جو هار مون پیدا کرتے ہیں ان میں کمی واقع ہو جاتی ہے جو مستقل درد اور کھنقاو کا باعث بنتا ہے۔ اس کے برعکس R-TRINE اپنی کتاب لکھتے ہیں۔

Tune with the infinite
On the other hand love, good will, Benevolence and
Kindness tend to stimulate a healthy purifying and life giving
flow of bodily secretions which will Counter act the disease
giving effect of the vice.

ترجمہ ۔۔ دوسری طرف محبت نیک اندیشی، فیاضی، اور ہمدردی سے جسم میں ایسی صحت افزاں پاک کن اور حیات سنجش رطوبتیں پیدا ہوتی ہیں جو گناہ کے بیمار کن اثرات کو زائل کر دیتی ہے۔

خوشبو

عن أبي عثمان النهدى رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا
اعطى أحدكم الريحان فلا يرده فإنه خرج من الجنة

(شامل ترمذی)

حضرت ابو عثمان نحدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جب تم میں سے کسی کو ریحان خوشبو دی جاتے تو انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ
جنت سے آتی ہے۔

خوشبو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے۔ فرماتے تھے کوئی خوشبو
دے تو واپس نہ کیا کرو۔ آپ کے پاس ایک شیشی ہوتی تھی جس سے آپ خوشبو لگاتے
تھے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کیا وجہ ہے کہ سرکار مدینہ بقول انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک
شیشی پاس رکھتے تھے۔

خوشبوؤں کا استعمال ہزاروں سال سے کیا جا رہا ہے۔ چینی لوگ اپنے لباس پر خوشبو
لگاتے تھے۔ اور اپنے چنازوں پر لوبان لگاتے تھے چینیوں نے ہی دنیا کی سب سے قیمتی
خوشبو "مشک" کو دریافت کیا تھا۔ ستوری کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشبو لگانے کی ترغیب دی لیکن مردوں عورت میں فرق رکھا
مرد کی خوشبو ایسی ہوئی چاہیے۔ رنگ چھپا ہوا اور بو ظاہر ہو۔

غورت کی خوشبو ایسی ہو رنگ ظاہر ہوا اور بو چھپی ہو۔ ابو داؤد کی حدیث میں اس
عورت کے لئے بڑی وعید آتی ہے جو زیادہ مبک و الی خوشبو لگاتی ہے۔

عورت کیوں کم عطر کا استعمال کرے؟

یہ بات تو مشاہدات سے واضح ہو چکی ہے کہ خوشبو انسانوں میں بلکہ جانوروں میں بھی ترسیل جذبات کا کام کرتی ہے۔ مادہ کی ایک خاص مہک، ہی ہوتی ہے جو زکو اس کے پیچھے لگا دیتی ہے۔ عورتوں اور مردوں میں جمنی ہار مون Aderostene sixteen اور (Estrene) Body excretions میں پائے جاتے ہیں۔ خوشبو لگانے کی صورت میں ان کا آپس میں عمل ہوتا ہے۔ جو جنس مخالف کے لئے کخش کا باعث ہوتا ہے۔ عورتیں اگر تیز خوشبو لگاتیں گی تو پاس سے گزرنے والا ایک دم متوجہ ہو گا۔ کیا آپ اچھا سمجھتے ہیں کہ غیر مرد متوجہ ہوں؟ عورت گھر میں لگاتے لگا کر باہر نہ جاتے۔

خوشبو کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ عطر میں موجود مرکبات جراشیم کش ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے استعمال کرنے والے افراد سے جراشیم دور رہتے ہیں۔ اور جس فضائیں خوشبو بسی ہو دہاں جراشیم کی افراش کم ہونے کے بھی امکان ہیں۔ معطر فضائیں بیماری پیدا کرنے والے جراشیم کی افراش بہت کم ہو جاتی ہے۔

خوشبو سے علاج بھی ہوتا ہے Aroma therapy میں کئے گئے مشاہدات اور تجربات سے پتہ چلا ہے کہ خوشبو پریشانی کو کم کرنے بھوک لگانے اور سلانے میں بہت مددگار ثابت ہوتی ہے۔

مختلف نفیاتی امراض کا خوشبوؤں کے ذریعہ علاج کیا جاتا ہے اسے Osmo Therapy کہتے ہیں۔ بے چینی اور پریشانی کو دور کرنے والی ایک ایسی خوشبو بنائی گئی ہے جسے Osmone کا نام دیا گیا ہے۔ اضطرابی کیفیت میں اس خوشبو کو سونگھ کر دیوں محسوس ہوتا ہے۔ جیسے بچہ ماں کی آغوش میں چلا گیا ہے۔ دماغ کو سکون دینے میں خوشبو کا بڑا عمل دخل ہے۔ اگر کسی آدمی کو نیند نہ آ رہی ہو تو ایک علاج یہ بھی ہے کہ کمرہ معطر کر دیا جاتے۔

خوشبوؤں کی اپنی ہی ایک دنیا ہے جیسے جیسے علم کیمیا ترقی کر رہا ہے ہم میں خوشبوؤں کی اہمیت کا احساس بڑھ رہا ہے اور وہ وقت دور نہیں جب خوشبوؤں کے ترقی یافہ استعمال سے نہ صرف تقریبات کی سرتوں کو دو بالا کیا جاتے گا بلکہ افراد کے باہمی تعلقات کو بھی بہتر بنایا جاسکے گا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشبو والپس نہ کیا کرو۔

چنبیلی، موٹیا اور گلاب کے پھولوں کی خوشبو مفرح قلب مقوی دماغ ہونے کے علاوہ مقوی باہ بھی ہیں۔ خوشبودار پھولوں کے ماحول میں رہنا قوت مردی کو بڑھاتا ہے۔ خوشبو اور قوت باہ کا گہرا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نتنے دلوں اور دہان کو خوشبو سے معطر کیا جاتا ہے۔ یونانی اطبانے بھی یہ بات تسلیم کی ہے کہ دل و دماغ معدے اور صحت پر خوشبوؤں کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ ہیضہ، اسہال، طاعون، میعادی بخار وغیرہ کے جراشیم خوشبوؤں سے آسانی مر جاتے ہیں۔ مریضوں کو کیوڑا یو کلینیش آنل، چنبیلی، و گلاب وغیرہ کے پھول سو نگھنے سے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

گائے کا گوشت

حضرت ملیکہ بنت عمر و رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

البان البقرة شفاء و سمنها دواء و لحومها داء (طبرانی)

"گائے کے دودھ میں شفا اور لکھن دوائی ہے اور اس کا گوشت بھاری ہے۔

علامہ ابوالفضل اپنی کتاب آئین اکبری کے آئین نمبر ۶۲ میں گاؤ خانہ کا عنوان دیکر لکھتے ہیں کہ ملک ہندوستان میں اس جانور کو بے حد مبارک و مقدس سمجھو کر اس کی طرح طرح سے خدمت گزاری کرتے ہیں۔

آئین ۸ میں لکھا کہ دیوالی کے روز جو ہندوستان کا قدیمی یوم جشن ہے اہل ہند گروہ کے گروہ اس جانور کی پوجا کرتے ہیں اور اس کی تعظیم و تکریم بجالاتے ہیں۔

گائے کو پوجنے کی وجہ ہی یہی ہے۔ کہ ہندو نکاذ ریعہ معاش ہی اس کا دودھ تھا۔

یہ تعلق دیپیار بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ کیا کہ ہندوؤں نے اسے ماں کارتہ دے دیا۔

اب ہندو گائے کو ذبح کرنا ایک جرم سمجھتے ہیں۔ گائے کو ماٹا یعنی ماں کہتے ہیں (نہ معلوم بیل کو پتا جی کیوں نہیں کہتے؟) تو اناتی اور غذایت کے اعتبار سے بچے کے لئے

سب سے عمدہ دودھ ماں کا ہے عورت کا ہے۔ اس کے بعد گائے کا دودھ ہے۔ گائے

کے دودھ میں پانی 87.35 فیصد ہوتا ہے۔ چکناتی 3.75 فیصد مٹھاں 4.75 فیصد اور

لحمیات 3.4 فیصد دنیا کے مختلف ممالک میں زیادہ تر گائے کا دودھ مقبول ہے۔ مثلاً

ارجنتن، ڈنمارک، ناروے، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ عالمی اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ

ممالک گائیں پالتے ہیں اور انکے دودھ سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ گائے کا دودھ

کشیر الغذا، زود حضم، منی پیدا کرتا ہے۔ دل کو طاقت سمجھتا ہے۔ دماغ کے لئے بھی مقوی ہے۔ بدن کو موٹا کرتا ہے۔ طبیعت کو زم کرتا ہے۔ خفغان۔، سیل دق اور پھینکھڑے کے زخم کو مفید ہے۔ تازہ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ گائے کے دودھ میں ایتوالیڈز اور ٹرپٹوفین موجود ہوتے ہیں اور یہ دونوں ملکر نکوٹینک ایسڈ کی خاصیت پیدا کر دیتے ہیں۔

گائے کا گوشت

حضرور صلی اللہ علیہ وسلم نے گائے کے گوشت کو بھاری قرار دیا ہے۔ وہ یا رسول اللہ آپکے علم پر قربان جائیں آپ کی نظر مبارک کتنی عمیق تھی۔ کہ گائے کے گوشت میں چھپے ہوتے جراشیوں کا پتہ چلا لیا آپ نے حرام تو قرار نہیں دیا البتہ خبردار کر دیا۔ گایوں کے اندر تپ دق ایک عام بھاری ہے۔ کمزور گائے ہو تو شک ہو سکتا ہے کہ اس پر تپ دق کے جراشیم قابض ہو گئے لیکن حیرانی کی بات یہ ہے کہ انگلستان میں جب ہار فلکس کمپنی کی ایک گائے کو صحت اور تند رسی کی وجہ سے اول انعام دیا بعد میں معلوم ہوا کہ سے تپ دق کی بھاری تھی۔

گائے کا گوشت ریشه دار ہوتا ہے جو آسانی سے نہیں گلتے۔ یہ ریشے کھانے کے دوران و انتوں میں موجود خلاقوں میں پھنس جاتے ہیں اور مسروہوں کی سو جن کا باعث بنتے ہیں۔

انگلستان میں ۱۹۹۶ء میں گائے کے گوشت سے بھاری پھیل گئی۔ اسے Mad Bovine spongy form Cow Disease Encephalopathy کا نام دیا گیا۔ اس بھاری کا سائنسی نام میں بمتلا ہو جاتا ہے۔ اس کا مودا چانک بدل جاتا ہے۔ اس بھاری کی نشانہ ہی ہونا تھی کہ انگلستان کے اندر لوگوں نے گائے کا گوشت کھانا پھوڑ دیا اور حکومت نے ہزاروں کی

تعداد میں کاٹ کر ان کا گوشت تلف کر دیا۔ امریکہ کے ایک سائنس جرنل Nature نے جنوری ۱۹۹۷ء میں ایک تحقیقی مقالہ شائع کیا ہے اور کہا ہے کہ Mad Cow Disease پھیلنے کا اندیشہ موجود ہے۔ اب حال یہ ہو گیا ہے کہ تھوڑا سا بھی لوگوں کو شک پڑ جاتے تو انگریز ریوڑ کاریوڑ ہلاک کر دیتے ہیں۔ جرمن کے ایک علاقہ "برائل" میں ایک ماہر امراض حیوانات نے گایوں کو زہر میں انجکشن لگا کر موت کے گھاث اتار دیا۔ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسے ان گایوں کے اندر ان جراشیم کا پتہ چلا کہ اگر لوگ ان کا گوشت کھاتے تو پاگل ہو جاتے۔

گائے کے گوشت کو بیماری قرار دینے کی ایک اور سائنسی توجیہ یہ ہے کہ اس کے گوشت میں Parasite نامی Taenia Saginata کی موجودگی دریافت ہوتی ہے اگر یہ انسانی جسم میں گھر کر جاتے تو گنٹھیا کا باعث بنتا ہے۔ جوڑوں میں مسلسل درد اور درم کی شکایت رہتی ہے۔

سبحان اللہ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ولهمہدادِ گائے کا گوشت بیماری ہے۔

ڪٽا

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال يغسل الاناء اذا ولغ فيه الكلب سبع مرات اولهن وآخرهن بالتراب

(بخاری شریف)

حضرت ابو هریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بر تن دھویا جائے جب کتاب مذہ ڈال جائے۔ سات مرتبہ ابتداء و انتہا مٹی سے ہو۔

کتے کا جھوٹا

کتوں اور درندوں کا جھوٹا پلپید ہوتا ہے۔ جس پانی میں کتابی کوتی درندہ منہ مار جاتے آپ اس سے دصونہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں باطلہ پن کے جراشیم موجود ہوتے اور جس شے کو منہ لگاتے ہیں وہ جراشیم داخل ہو جاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں کو باطلہ پن سے بچاؤ کے تین اہم طریقے بتاتے ہیں۔

گھروں میں کتے نہ رکھیں جائیں۔ آوارہ کتے حلاک کر دیتے جائیں۔ جس بر تن میں کتاب مذہ ڈال جاتے۔ اسے سات مرتبہ دھویا جائے۔ ایک مرتبہ مٹی سے ضرور دھویا جاتے۔ ۵ مرتبہ دھونے سے بھی کام چل سکتا ہے۔ کم از کم تین مرتبہ تو ضرور ہی دھویا جاتے۔

دو باتیں قابل توجہ ہیں۔ کتاب نہ رکھا جاتے۔ وراس کے جھوٹے کو مٹی سے دھویا جاتے۔

ڈاکٹر خالد غزنوی اپنی کتاب طب نبوی میں فرماتے ہیں۔ لاہور چھاؤنی کے ایک ماڈرن گھرانے میں "نشی" نامی ایک مختصر سی روی نسل کی

کتیا تھی بچے اس سے پیار کرتے تھے اور ہر وقت اس سے کھیلتے رہتے تھے اس گھر ان کے ایک بچہ کو تشنجی دورے پڑے ڈاکٹروں میں تشخیص مشتبہ رہی اور بچہ مر گیا چند دنوں بعد اسی قسم کی علامات ایک اور بچہ میں پیدا ہوتیں اس بچے کو ہسپیال میں دکھایا تو باولہ پن تشخیص ہوتی یہ بچہ بھی فت ہو گیا کتیا انکے گھر کی پلی ہوتی تھی اسے متعدد بیماریوں اور باولہ پن سے بچاؤ کے لیے لگے ہوئے تھے۔ یہ کتیا گھر سے باہر نہ جاتی تھی۔ اس نے کسی بچے کو کاظما بھی نہیں۔ صرف اس کی قربت نے دو بچوں کو مار دیا۔ دوسروں کے اطمینان کے لئے اس کتیا کو حلاک کر کے اس کا پوسٹ مارٹم کروایا گیا تو معلوم ہوا کہ کتیا کے جسم میں باولہ پن کے جراشیم موجود تھے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں کتا رکھنے سے منع فرمایا۔

مٹی سے دھونے کا حکم کیوں دیا؟ جرمنی کا ایک ڈاکٹر Courkh لکھتا ہے کہ میں نے سن کہ مسلمانوں کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ مٹی سے مانجھو اور سات مرتبہ دھو وہ جس پر تن میں کتا چاٹ گیا ہو۔ مجھے تشویش ہوتی کہ مٹی سے دھونے کا حکم کیوں دیا ہے؟ چنانچہ میں نے کتنے کے منہ کا عاب لیا اس کے زحر کا مشاہدہ کیا۔ پھر اپنی لیسا برڑی میں مٹی کے اجزاء کا کیمیاتی مشاہدہ کیا تو میں اس تیجہ پر پہنچا کہ کتنے کے منہ کے جراشیم کو صرف اور صرف مٹی ختم کر سکتی ہے کتنے کی آنتوں اور جگہ میں ایک خطرناک کیڑا پرورش پارہا ہوتا ہے اس کا نام Fascio Lopsis Buski کسی چیز کو چاٹ جائے تو مٹی سے صاف نہیں کرتے انکے اجسام میں اس کیڑے کے داخل ہونے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو انسان ساری زندگی اذیت کا شکار رہتا ہے۔

سبحان اللہ :- ساتھی دن سا بھا سال کی تحقیق کے بعد آج اس نتیجے پر پہنچے اور حضور

صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴۰۱ سال پہلے ہی فرمادیا۔

کتابھر میں ہو تو رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر یہ چاٹ جانے تو مسٹی سے

"دھوو"

By Reading all this now I think that you are compelled
to say that super man in the world is only Muhammad
(PBUH)

دل

ان في الجسد مخففة اذا صلحت صلح الجسد كله و اذا فسدت فسد الجسد كله الا وحى القلب

(بخاری و مسلم مشکوہ شریف صفحہ ۱۰۸ لائن ۱۰)

ترجمہ:- بے شک جسم میں گوشت کا ایک لو تھرا ہے جب درست ہو گیا تو سارا بدن سدھ رکیا اور جب بگڑا گیا تو سارا بدن بگڑا گیا جان لو یہ دل ہے۔

دل

دل دونوں پیغمبروں کے درمیان واقع ہے۔ اور ایک غلاف میں لپٹا ہوا ہے جسے (Peri-Cardiur میں دل کو قلب کہتے ہیں۔ جسم انسانی میں چونکہ یہ اٹالٹکا ہوا ہے اس لئے عربی زبان میں دل کو قلب کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ۱۲۶ مرتبہ دل کا ذکر کیا دل ہی انسانی شور اور ادرار کا مرکز ہے۔ اور انسان سچائی اور حقائق تک کبھی نہیں پہنچ سکتا اگر اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر ثبت کر دے۔ انسان کو جو چیز انسان بناتی ہے وہ دل کا وجدان ہی ہوتا ہے۔ دل عام قسم کے پہلوں کا ایک لو تھرا ہی نہیں۔ سائنسی اور اخلاقی دونوں اعتبار سے دل بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ جہاں اس کا دھڑکنا زندگی کی علامت ہے وہاں یہ تمام تر انسانی جذبات کا مرکزو محور بھی ہے۔ اس لئے طبی نقطہ نگاہ سے دیکھا جاتے یا اخلاقی نقطہ نگاہ سے دل کی اہمیت مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دل کو حصول علم کے لئے حواس ظاہری اور حواس باطنی عطا فرماتے ہیں۔ ہم حواس ظاہری سے سن کر دیکھ کر۔ چھو کر علم حاصل کرتے ہیں۔ پھر یہ علم قلب میں منتقل ہو جاتا ہے۔ پھر دل عقل و شور کے سامنے پیش کرتا ہے اور عقل صحت و عدم صحت کا حکم نافذ کرتی ہے۔ وجہ کا نزول ہوتا ہی دل پر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۹

فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِأَذْنِ اللَّهِ۔ اس نے قرآن مجید اللہ کے حکم سے تیرے دل پر اتارا۔ سورۃ شعرا کی آیت نمبر ۱۹۲ یہ فرمایا۔ نَزَّلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَى قَلْبِكَ دُرُّوحُ الْأَمِينِ نے قرآن اتارا تیرے دل پر یہ وحی دل پر کیوں اترتی ہے؟ وجہ یہ ہے کہ جیسے آپ کے ظاہری حواس میں اسی طرح باطنی حواس بھی ہیں۔ جب عبادت کر کر کے انسان کا دل صاف ہو جاتا ہے اس کے ظاہری حواس اللہ کی عبادت میں لگ جاتے ہیں تو دل کے حواس کھل جاتے ہیں اور باطنی حواس دیکھتے بھی ہیں۔ چکھتے بھی ہیں۔ سونگھتے بھی ہیں۔ سنتے بھی ہیں۔ محسوس بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صرف دل کو باختیار اور بارادہ بنایا ہے کہ وہ صحیح علم حاصل کر سکے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دل کو جائے نزول وحی بنایا۔

حدایت دل کو ملتی ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ تغابن کی آیت نمبر ۱۱ پر فرمایا و من یومن باللہ یجھ تقلبہ جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔

اطمینان دل میں ہوتا ہے

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲ پر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کیا ایمان نہیں ہے (کہ ہم مردہ زندہ کر سکتے ہیں؟) ابراہیم علیہ السلام نے کہا ایمان ہے لیکن دلی اطمینان (کیلئے تقاضا کر رہا ہوں) و لکن لبیطمن تقلبی

سمجھ دل میں ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ سورہ اعراف کی آیت نمبر ۹۷ پر فرماتا ہے۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا

ان کے دل ہیں مگر ان کے ذریعے سے سمجھتے نہیں

محبت دل میں ہوتی ہے

الله تعالیٰ نے سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۳ پر فرمایا وَاذَا كر وَ نعْصَمْهُ اَنَّهُ عَلَيْكُمْ اذْ كنْتُمْ اعْدَاءً فَالْفَلْفَ بِينَ قُلُوبَكُمُ اللَّهُ كَرَّأَ اَحْسَانَ كُوْيَا دَكَرَ وَ جَبَ تَمَ شَسْنَ تَنَحَّى تَوَاسَ نَهَى تَمَہَارَے دَلُوں مِیں مُحِبَّتٌ ڈَالَیٰ۔

ایمان دل میں ہوتا ہے

الله تعالیٰ سورہ حجراۃ کی آیت نمبر ۱۴۲ پر فرماتا ہے

وَ لَمَ يَدْخُلِ الْإِيمَانَ فِي قُلُوبَكُمْ

"اُبھی ایمان تمہارے دل میں داخل نہیں ہوا"

روحانی بیماری دل میں ہوتی ہے

الله تعالیٰ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۰۱ پر فرماتا ہے۔

فِي قُلُوبِهِمْ مِنْ فَرَادِهِمْ اَنَّهُ مِنْ رَّصَنَـ

"ان کے دل میں بیماری ہے اللہ انکی بیماریوں کو بڑھاتا ہے

تقویٰ دل میں ہوتا ہے

الله تعالیٰ نے سورہ حج کی آیت نمبر ۲۲ میں فرمایا

وَ مَنْ يَعْظِمْ شَعَائِرَ اَنَّهُ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ

"جو شعار اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو یہ فعل دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے

افوس دل میں ہوتا

الله تعالیٰ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۵۶ پر فرمایا

لِيَجْعَلَ اَنَّهُ ذَلِكَ حَسْرَةٌ فِي قُلُوبِهِمْ

"ان باتوں کے مقصود یہ ہے کہ خدا ان لوگوں کے دلوں میں افسوس پیدا کر دے۔" طبی نقطہ نگاہ سے دل انسانی جسم میں مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ انسانی جسم کی مشینزی اسی کی بدولت چل رہی ہے۔ بناوٹ کے لحاظ سے دل سینے میں مٹھی کے برابر ایک عضو ہے۔ حقیقت میں ایک ایسا عضو ہے جو جسم کے سب سے دور اور آخری طلبی تک پہنچتا ہے۔ اس لئے کہ وہ حصے جنہیں ہم خون والی رگیں کہتے ہیں محض دل سے چڑھتے پاٹپ ہی نہیں ہیں بلکہ یہ تو دل کی اپنی توسعہ ہے۔

۱۔ اگر آپ پڑھتا چاہتے ہیں تو فوراً دل دماغی یا داشت کے مرکز میں موجود شریانوں کو کھلا کر دے گا۔

۲۔ آپ سونا چاہتے ہیں تو فوراً مددے کی آنتیں سکڑ جاتی ہیں اسی وقت آپ دودھ پینا چاہیں تو وہ نہیں دوبارہ پھیل جاتیں ہیں

۳۔ جب آپ دوڑتے ہیں تو پٹھوں کو زیادہ خون کی ضرورت ہوتی ہے اس وقت دل اپنے دھڑ کرنے کی رفتار کو پڑھادیتا ہے۔

دل کی حیثیت مرکزی پمپ کی سی بھی ہے تازہ خون سارے جسم کو سپلائی کرتا ہے اور فاسد خون واپس دل میں آتا ہے۔ یہ خون صاف ہو کر دوبارہ شریانوں میں جاتا ہے یہ عمل ہر وقت جاری رہتا ہے۔ آجکل اکثر اموات Heart Attack کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔ دل کو جانے والی خون کی رگوں میں رکاوٹ آنے سے دورہ پڑتا ہے۔ جب دل کے عضلات اپنے Valve کی خرابی یا دیگر اسباب کی بنا پر پوری طرح دھڑک نہ سکیں تو جسم کے کچھ حصوں میں آہستہ آہستہ خون کا پریشر کم سے کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے جسم کے مختلف حصوں بالخصوص مٹانگوں پر درم آ جاتا ہے ایسے مریضوں کے لئے کمر کے بل سونا یا لیٹھا ممکن نہیں رہتا۔ ایسی صورت میں رفتہ رفتہ جسم کے مختلف اعضا ناکارہ ہو کر ختم ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ دل صحیح کام نہ کرے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ دل کے اندر وہی اور بیرونی ٹشوز چار ہوں کی صورت میں ایسے شاندار اور پیچ دار چکروں کی تشکیل کرتے ہیں جیسے، شاہی پرودے ہوں۔ ان سے ٹرانسیکٹ، ٹیمزی اسے اولٹک اور مائیٹرل Valves حاصل ہوتے ہیں جیسے دل خون کو اندر اور باہر پمپ کرتا ہے۔ یہ پرودے بعده ان لڑیوں کے جو دل تک پہنچتی ہیں دن میں تقریباً ایک لاکھ مرتبہ کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ ریشمی کپڑے جیسے یہ والوبے حد نزاکت سے ایک سینکڑے سے بھی کم عرصے میں بند ہو جاتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ بتدریج کھلتے ہیں یہ ایسا ریاضیاتی عمل ہوتا ہے کہ اگر سکتا کے عمل میں ہزاروں خلیوں میں سے ایک بھی غلطی کر جائے تو جان کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ "یہ تو فرمانِ مصطفیٰ ہے دل صحیح تو سارا جسم صحیح"

دل کا ہر ایک خلیہ خود اپنی بھلی پیدا کر سکتا ہے اور آزادانہ طور پر ایک عصبیہ Neuron کی طرح کام کرتا ہے۔ یہ دل کے اپنے الگ سے موجود نرس سسٹم کی برکت ہے اگر دل تک دماغ سے آنے والی بھلی منقطع بھی ہو جاتے تو تب بھی دل اپنا کام جاری رکھ سکتا ہے۔ دوسرے ٹشوز کی نسبت دل میں کرنٹ کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ یہ برقی کرنٹ دل کے عمل کرنے کے طریقے کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ دل کے کام کرنے کا انتظام برقی طور پر ہے اس لئے یہ سارے جسم کے خلیوں پر اس طرح اثر انداز ہوتا ہے کہ جسم کے ہر مقام کو اپنی توانائی کے نظام کی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ فزیالوجی نے تسلیم کیا ہے کہ دل کا اپنا الگ چھوٹا سا دماغ یا A.V. کمپلیکس ہوتا ہے۔ جبکہ جسم کے دیگر تمام اجزاء ایک نس کی تار کے ذریعے دماغ کے ساتھ ملے ہوتے ہیں۔ یہ تحقیق ثابت کرتی ہے کہ دل کوئی عام قسم کا پمپ نہیں ہے بلکہ اس میں توالد تعالیٰ کی ایک انتہائی حیران کن اور خوبصورت صنائی پوشیدہ ہے۔

روسی سائنسدانوں نے یہ تحقیق پیش کی ہے کہ ایک اور نرس سسٹم ہے جس کی

جگہ دل ہے۔ نروری سسٹم بالواسطہ طریقے سے قام اعضا کے ساتھ ملا ہوتا ہے۔ ایک طرف تو دونوں یعنی مرکزی نروری سسٹم اور پھر جسم کی ایک مخصوص جگہ کا شر بخش نروری سسٹم دل کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں۔ دوسری طرف خود دل بھی اپنے طور پر ان سے جڑا ہوتا ہے۔ دل سے شروع ہو کر نروری سسٹم کے مرکزیک پہنچنے والے اثرات گردیں کے نزدیک واقع ہار مون خارج کرنے والے غددیک پہنچنے ہیں اور ان غددیک بھی پہنچنے ہیں جن کے عمل سے آنسو بن کر نکلتے ہیں زیادہ اہم بات یہ ہے کہ دل اپنے مقناطیسی میدان کے ذریعے Vegetative نروری سسٹم پر بھی اپنا کنٹرول قائم رکھتا ہے۔

مرکزی نروری سسٹم دماغ ایک ایسا کمپیوٹری نظام ہے جہاں سے جسم کے مختلف حصوں کو حرکت کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

جبکہ جسم کے Vegetative حصے کتنی پہلوؤں پر مشتمل ایسا نظام مرتب کرتے ہیں جو جذبائی اثرات اور دیگر بہت سے حیاتیاتی اعمال پر نظر رکھتا ہے۔

ایک تیرانتظام جو اہم پہلاں کو ظاہر کرتا ہے وہ دل ہے جو ہمارے پورے مادی اور روحانی وجود کو اکائی میں پرداز کر سکتے ہیں۔ Electromagnetic Links کے ذریعے دماغ اور دوسرے ٹشز سے جوڑتا ہے۔ جب آپ اپنی محبوبہ سے ملتے ہیں تو دل کی طرف دھیان دیکھتے گا کہ کیا ہو رہا ہے۔ فوراً دل کی مقناطیسی سطح گونج اٹھتی ہے۔ محبوب کی محبت میں دل تیزی سے دھڑکنے لگ جاتا ہے۔ اور کسی کسی نے آپ کو الیہ داستان سناتی آپ رونے لگ گئے اس کی وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ ٹریجک سٹوری (Tragic Story) سنتے ہی دل کی مقناطیسی سطح رزاٹھی فوراً پیام دل نے آنسو پیدا کرنے والے غددیک پہنچایا اور آنسو نکل آتے۔ اس تمام کالم کو پڑھنے کے بعد ہر عقلمند حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیام کو مان جاتے گا کہ دل صحیح ہو تو سارا جسم صحیح ہوتا ہے۔ خواہ روحانی طور پر ہو یا باطنی طور پر۔

شراب بیماری ہے

عن وائل الحضر می ان طارق بن سوید سئال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن
الخمر فنہاہ فقال إنما أصنعاه الدواء فعال انه ليس بدواء ولكن داء

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۸، ج ۲)

ترجمہ:- حضرت واکل حضرمیؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ سے شراب کشید کرنے کے بارے میں پوچھا تو حضورؐ نے منع فرمایا انہوں نے عرض کیا ہم تو صرف دوا کے لئے بتاتے ہیں حضورؐ نے فرمایا وہ دوا نہیں ہے بلکہ خود بیماری ہے۔

شراب بیماری ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شراب علاج نہیں بلکہ بیماری ہے۔ یہ بات سائنسی تحقیق سے ثابت ہو چکی ہے۔ کہ یہ صرف نشہی پیدا نہیں کرتی بلکہ بہت سی بیماریوں کی موجب ہے۔ انسانی خون میں دو چیزیں بہت اہمیت کی حامل ہیں۔

R.B.C - ۱ یعنی Red Blood Cells اور

W.B.C - ۲ یعنی White Blood Cells شراب خون کے وائٹ بلڈ سیلز کو نقصان پہنچاتی ہے۔ ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ کوئی بیماری حملہ کرے تو یہ دفاع کرنے میں پیش پیش ہوتے ہیں آپ بتائیں جب شراب جاتے ہی انکو نقصان پہنچانے کی تو دفاع کون کرے گا۔ جب روکنے والا ہی کوئی نہیں تو بیماری تو آسانی سے قابو پا لے گی۔ اب آپ بتائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ فرمایا تھا کہ یہ علاج نہیں بیماری ہے۔ علاج تو تب ہوتی جب سفید خلیوں کو طاقت دیتی اور جسم کا بیماریوں کے خلاف دفاعی نظام مضبوط ہوتا۔

انسانی جسم میں ایک خاص قسم کی چربی ہوتی ہے جسے Lipid کہتے ہیں۔ یہ چربی معدہ کی حفاظت کے لئے بہت ضروری ہے۔ کیونکہ اس پر تیزابیت کا اثر نہیں ہوتا۔ یعنی ہائیڈرو کلوروک الیمڈ کا نقصان وہ اثر نہیں ہوتا۔ اسی وجہ کی وجہ سے معدہ خود کو ہضم نہیں کر سکتا حالانکہ سوچنے کی بات ہے جب بکرے کا گوشت معدہ میں جا کر ہضم ہو جاتا ہے پھر معدہ بھی تو گوشت ہی کا بننا ہوا ہے وہ کیوں نہیں ہضم ہو رہا ہے اس کی وجہ ہی ہے۔ مگر شراب اس چربی کو گلا دیتی ہے۔ اگر آپ خالی پیٹ شراب نوش کریں گے تو اندر وی دیواروں پر سوزش شروع ہو جاتی ہے۔

جگر کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے کیونکہ جگر Glycogen کو جمع کرتا ہے مگر شراب کی وجہ سے گلائی کو جن کی بجائے چکنائٹ جمع ہونا شروع ہو جاتی ہے جسکے نتیجے میں جگر کے غلیے خشک ہو جاتے ہیں جگر خراب ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ کام بند کر کے موت کا باعث بنتا ہے۔ اس بیماری کا نام شراب کی مناسبت سے Alcoholic

Cirrhosis ہے۔

جدید تحقیق ہے کہ شراب اعصاب پر اثر انداز ہوتی ہے اور جو اعصاب ضائع ہو جاتے ہیں وہ دوبارہ نہیں بنتے

انڈیانا یونیورسٹی کے ۲۳ دارہ ادویہ کے پروفیسر ڈاکٹر دلوہار چہنے کہا کہ شراب کے نہ کے اکثر اثرات دماغ پر پڑتے ہیں شراب معدے میں جاتے ہی خون میں مل کر چند سینکڑوں میں دماغ میں پسج جاتی ہے اور اس کی معمولی مقدار بھی اپنے بد اثرات دکھاتے بغیر نہیں رہ سکتی۔

شراب کا پہلا اثر منہ پر پڑتا ہے۔ منہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک خاص قسم کا ماخول پیدا کیا ہوا ہے۔ جو ایک لعاب کی صورت میں ہے۔ نقصان وہ جراشیم کا اس ماخول میں زندہ رہنا دشوار ہوتا ہے۔ اور شراب منہ میں جاتے ہی اس ماخول کی قوت کو بتدریج

کم کرتی ہے۔ اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شرابی کے مسٹروں میں زخم اور سوجن ہو جاتی ہے۔ یہ وجہ ہے کہ شرابی کے دانت بہت تیزی سے خراب فرسودہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد گلے اور خوراک کی نالی آتی ہے۔ یہ دونوں اعضا ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوتے ہیں۔ ان پر نہایت حساس استر میوسکس Mucous Membrane کی تھہ ہوتی ہے۔ شراب کا ان پر بہت برا اثر پڑتا ہے کمزور ہوتے ہوئے ان اعضاء میں کینسر کی شکایت ہو جاتی ہے۔

شراب خون کی رفتار میں خلل پیدا کر دیتی ہے۔ اور دل میں چربی کے ذرات جمع ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور اعصابی نظام پر نقصان دہ اثرات کے ذریعے دل کے عمل میں خلل پڑ جاتا ہے اور بالآخر وہ ہارت اٹیک سے مر جاتا ہے۔

میں اتنا کہنا چاہوں گا کہ شراب جسم کے اندر وہی نازک حساس اعضاء کے لئے تیزاب ہے۔ شراب جد ہرج دھر سے گزرتی جائے گی۔ جلاتی، حلاتی، تباہی پھیلاتی جاتے گی۔ امریکہ کے ماہرین کا کہنا ہے کہ۔

عام طور پر ہڈیاں Korsakoff syndrome اور Tremens Plyneurtis اور Delirium کچکی (Ovum) اور بیضہ حیات (Egg cell) کے خلیے کو بہت آسانی سے نقصان پہنچاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ شرابی ماڈن کے بچے اکثر موروثی طور پر دماغی یا قلبی صدے یا جھٹکے کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اب آپ ہی بتائیں سرکار مدینہ کو میں سپر من ان دی ورلد کہوں کہ ناکہوں؟ ساری دنیا کروڑوں انسانوں پر تجربات کر کے پھر کہا کہ شراب بیماری ہے سرکار مدینہ نے ۱۹۴۳ء قبل فرمایا لکھنے والے۔ یہ بیماری ہے۔

پھونک

و عن ابن عباس قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يتنفس في الاناء او ينفع فيه۔

(مشکوہ شریف صفحہ ۱۷۰)

ترجمہ :- ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا
برتن میں سانس لینے اور پھونک مارنے سے۔

و عن أبي سعيد خدري أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن النفح في الشراب

عن ابن عباس قال لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم ينفع في طعام
ولا شراب ولا يتنفس في الاناء

(ابن ماجہ صفحہ ۲۳۴ و لائن ۲۱)

ترجمہ :- ابن عباس سے روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانے اور پانی میں
پھونک نہ مارتے تھے اور نہ برتن میں سانس لیتے تھے۔

کھانے پینے والی اشیاء میں سانس لینے اور پھونک مارنے کی ممانعت
ہماری اکثریہ عادت ہوتی ہے جب کوئی گرم چیز آتی ہے تو ہم پھونک میں مار مار کے
ٹھہنڈا کرتے ہیں اور بعض لوگوں کو یہ دیکھا ہے کہ وہ پانی پی رہے ہیں تو گلاس کے اندر
ہی سانس لیتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے منع فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے جب
آپ سانس لیتے ہیں تو تازہ آسی ہجہ اندر لے جاتے ہیں اور جب وہ باہر آتی ہے تو وہ
زہر لیے مواد اور اندر وہی کھاتیں اور بخارات ساتھ ہوتے ہیں اور اس میں زہریلی گیس
کا رین ایک بڑا جزو ہوتی ہے اور یہ زہریلی گیس سیال اور تراشیا میں فوراً تخلیل ہو جاتی

ہے۔ یعنی اندر سے باہر آنے والا سانس زہریلی گیوں کا مجموعہ ہوتا ہے جب عورتیں پھوکوں کو دودھ پلانے کے لئے پھونکیں مارتی ہیں ملائی کو ہٹانے کے لئے پھونک مارتی ہیں۔ تو اتنا نہیں جانتیں کہ انکی سہر پھونک بچے کی غذا زیادہ سے زیادہ زہریلی بنتی چلی جاتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو جانتے تھے سانس کے اندر جراشیم ہوتے ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”کوڑھی سے جب بات کرو اس کے اور اپنے درمیان کم از کم دو تیر کا فاصلہ رکھ لیا کرو“

دجھی یہ ہے کہ جب کوئی سانس لیتا ہے تو جراشیم نکلتے ہیں اور وہ سامنے بیٹھے ہوتے افراد کی سانس کی نالیوں میں داخل ہو کر بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔ صرف کوڑھ ہی نہیں بلکہ تپ، دق، پیچپک، نزلہ، زکام، یہ سب بیماریاں سانس کے ذریعے سے پھیلاتی ہیں۔ مریض کی سانس میں جو جراشیم ہوتے ہیں وہ ایک میٹر سے زیادہ فاصلہ تک نہیں جاسکتے۔ چھینک جماتی اور کھانسی کے ذریعے یہ جراشیم زیادہ دور تک جاسکتے ہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشکوہ شریف صفحہ ۳۰۶ اذاتشاوُب احمد کم فلیسک بیدہ علی صحفہ۔ یعنی جب تم میں سے کسی کو جماتی آتے تو منہ پر ہاتھ رکھے اس سے دو فائدے ہوں گے جسرا نکلنے کا خطرہ ٹٹے گا اور جراشیم رکیں گے اور چھینک کے وقت سو کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے ہوا سانس کی نالی سے نکلتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے مشکوہ شریف صفحہ ۳۰۶ پر ہے اذاعطس غطی وجہہ بیدہ اوٹوبس و غصہ بھا صوتہ۔ جب کسی کو چھینک آتے تو ہاتھ رکھے یا کپڑا رکھے اور آواز کو پست رکھے۔ جماتی اور چھینک اور وجہات کے علاوہ یہ بھی وجہ ہے کہ سانس دور تک جاتا ہے اور اگلا آدمی متاثر ہوتا ہے۔

آج انگریز کہتے ہیں کہ بیماری سانس کے ذریعے ایک انسان سے دوسرا انسان

میں لگتی ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ کوڑھی سے
بھر دی تو رکھو لیکن اس کی سانس سے دور رہو۔ آج British Empire Leprosy Mycobacterium Leprae Relief Association نے تحقیق کر کے کہا کوڑھ جراثیم کی وجہ سے پھیلتا ہے۔

ڈاکٹر Hanson کے تجربات نے ثابت کیا ہے کہ یہ ہماری اس وقت ہوتی ہے جب اس کے جراثیم سانس کے راستے داخل ہوں۔ کیونکہ کوڑھ کے مریض کی سانس کی نالیوں اور ناک کے اندر ورنی حصہ میں زخم ہوتے ہیں۔ یہاں جراثیم پرورش پاتے ہیں۔ جب مریض سانس لیتا ہے تو جراثیم باہر آتے ہیں اور دوسرا سانس لیتا ہے تو یہ اندر چلے جاتے ہیں اور سانس کی نالی میں ہی پرورش پاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پھونک میں اثر ہوتا ہے۔ اچھا بھی اور بد بھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن مجید میں یہ سبق دیا کہ کہو

وَمِنْ شَرِ النُّفُثَاتِ فِي الْعُقُدِ

گناہوں پر پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے بچا۔ اگر پھونک میں اثر نہیں ہوتا تو پہنچنے کو کیوں کہا جا رہا ہے۔ آسان ہی بات ہے اگر ایک عورت جادوگرنی شیطان کلمات پڑھ کر پھونک مارے تو اثر ہو جاتا ہے تو جو آدمی اللہ کا کلام قرآن مجید پڑھ کر پھونک مارے گا کیا اثر نہ ہو گا۔ امریکہ کے اندر سورۃ فاتحہ کی پھونک کے اثرات کے فوٹولئے گئے تو ڈاکٹر دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اردوگرد ایسی فضا پیدا ہو جاتی ہے جس میں آدمی بغیر دوائی کھاتے تند رست ہو جاتا ہے۔

اس لئے میں لوگوں سے کہوں گا کہ کسی مائع چیز کو پھونک نہ مارو کیونکہ کاربن گیس مائع میں جلد حل ہوتی ہے اور یہ شے غذا کی بجائے وبا بن جاتے گی لیکن اگر پھونک ماری ہے تو بسم اللہ الرحمن الرحيم پڑھ کر پھونک مارنا شے ٹھنڈی بھی ہو جاتے گی اور دم بھی ہو جاتے گا اب وبا نہ بننے کی دو اب نہیں۔

وضو کے کر شے

و عن عثمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضأ فاحسن الوضوء
خرجت خطاياه من جسده حتى تخرج من قحت اظفاره - متفق عليه
(مشکوہ شریف صفحہ ۲۸)

حضرت عثمان روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے
وضو کیا اچھا وضواس کے جسم سے تمام گناہ خارج ہو جاتیں گے۔ یہاں تک کہ اس کے
باخنوں کے نیچے سے (بھی)

وضو کے کہتے ہیں؟

مشکوہ شریف صفحہ ۳۹ پہ - عن عثمان انه توضأ فافرغ على يديه ثلثا ثم
تمضمض واستشر ثم غسل وجهه، ثلثا ثم غسل يده اليمنى الى المرفق ثلثا ثم غسل يده
اليسرى الى المرفق ثلثا ثم مسح برأسه، ثم غسل رجله اليمنى ثلثا ثم اليسرى ثلثا۔
حضرت عثمان روایت کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ وضو بتاتے
ہیں۔ تین مرتبہ ہاتھ دھوتے۔ پھر کلی کی ناک میں پانی ڈالا۔ پھر تین مرتبہ چہرہ دھویا۔
پھر دایاں ہاتھ تین مرتبہ کہنی سمت دھویا۔ پھر دایاں ہاتھ کہنی سمت تین مرتبہ دھویا
پھر سر کا مسح کیا پھر دایاں پاؤں تین مرتبہ دھویا پھر دایاں پاؤں۔

آپ اگر فقہہ کی کتب اور احادیث کا مطالعہ فرمائیں۔ تو وضو کے اندر کچھ چیزیں
دھونا فرض ہوں گی کچھ سنت کچھ مستحب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو پر بہت زور دیتے
تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ باوضو مومن ہی رہ سکتا ہے۔ یعنی مومن کی یہ
علامت ہے کہ بے وضو کسی نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا جو وضو پر وضو کرتا ہے اس کے لئے

دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ یعنی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بازو چھپہ اور پاؤں دھونے کی بڑی اہمیت تھی۔ عرب ممالک میں پانی بہت کم ملتا تھا لیکن پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم و صور پر مدراومت کی تلقین فرار ہے ہیں۔ ایک جملے میں پوری طب پیان کر کے رکھ دی۔ فرمایا جو مکمل و صنوكے اچھے طریقے سے و صنوكے اس کی جسم کی تمام خطائیں خارج ہو جاتی ہیں حتیٰ کہ ناخن کے نیچے سے بھی۔ خطانا خن کے نیچے نہیں ہوتی اس سے مراد ہے یہی ہے کہ و صنو بیماری کا صفائیا کر دیتا ہے۔ خواہ وہ بیماری ہاتھوں کی ہو۔ ناخنوں کے نیچے چھپی ہوتی ہو۔ آتیے سائنس کی روشنی میں و صنو کے فوائد کو دیکھتے ہیں۔

آلہ و صنو

و صنوكرتے ہوئے پہلے ہاتھ دھوئیں کیونکہ ہاتھوں ہی سے آپ نے باقی اعضاء دھونے ہیں اگر یہی گندہ ہو گا تو باقی اعضاء کس طرح صاف ہونگے۔ تین مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوتے۔ یہ سبق ہے ان لوگوں کے لئے جو محنت و مشقت کرتے ہیں انکے ہاتھوں پر میل کچیل جنم جاتی ہے ایک مرتبہ پانی ڈال کر ہاتھوں کو آپ میں ملیں تاکہ میل کچیل نرم ہو۔ دوسری مرتبہ پھر پانی ڈالیں کچھ اتر جاتے گی کچھ اور نرم ہو جاتے گی۔ تیسرا مرتبہ پانی ڈالنے سے ہاتھ کافی صاف ہو جاتا ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ خلال بھی کرو۔ خلال یہ ہوتا ہے کہ دو انگلیوں کے درمیان کی جگہ میں انگلی کو پھیرنا۔ اس کے دو فائدے ہوتے ہیں میل نکل جاتی ہے ورنہ وہ جنم کر زخم بنا دے گی اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تھکاوٹ اتر جاتی ہے۔ اگر آپ نے انگوٹھی پہنی ہوتی ہے اسے آگے پیچھے کر کے دھوئیں پانی ڈالنے سے انگوٹھی کے نیچے کی میل نرم تو ہو جاتی ہے لیکن صاف نہیں ہوتی اگر آپ نے انگوٹھی آگے کر کے صاف نہ کی تو وہ پھر جنم جاتے گی اور نتیجتاً وہاں زخم ہو جاتے گا۔

نکلی کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا اور چہرہ دھونا

طبعی نقطہ نگاہ سے صرف کلی کرنے سے زیادہ موکل کے فوائد ہیں حدیث نمبر ۶ میں تفصیل سے گفتگو کر آیا ہوں۔ اس کے بعد تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا ہے باسیں ہاتھ کی چھنگلیا سے ناک کو صاف کرنا ہے۔ ناک دھونے والے آدمی کا دماغ درست رہتا ہے۔ اور صاف کرتے ہوتے زور سے ہوا بارہ کی طرف ناک کے ذریعے سے نکالی جاتی ہے یہ بات تو آپ لوگ جانتے ہی ہیں کہ ہوائی جراشیم ہوتے ہیں ان جراشیموں سے اللہ نے ہمیں بچانے کے لئے دو محافظ عطا کئے ہیں۔ ناک میں چھوٹے چھوٹے بال ہیں اور ایسی رطوبت پیدا کی ہے جو جراشیموں کو روک لیتے ہیں مٹی وغیرہ کے ذرات بھی سانس لیتے ہوتے اندر جاتے ہیں وہ ناک میں کافی حد تک رک جاتے ہیں۔ آپ سوچیں یہ جراشیم اور ذرات اگر اسی طرح جمعتے جائیں اور ہم صاف نہ کریں تو کیا ہو گا؟

دماغ خراب ہو گا کہ نہیں؟ ہو گا۔ قربان جائیں دنیا کی ڈھین ترین اور عظیم ترین ہستی پر آپ نے فرمایا ناک کو دھوؤ اندر پانی ڈالو اور چھنگلیا سے اچھی طرح صاف کرو۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے اگلے مرے ہوتے جراشیم اور پھنسے ہوتے ذرات نکل جاتے ہیں۔ یہ شین پھر اور ہال (Overhaul) ہو جاتی ہے۔

چہرہ دھونا

لبائی میں عام طور پر بالوں کے اگنے کی جگہ سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں کانوں کی لوٹک دھونا ضروری ہے۔ اگر داڑھی گھنی ہے تو صرف خلاں ہی کریں گے دھولیں تو بہتر ہے۔ چہرہ اس لئے دھونا فرض قرار دیا کہ جو آدمی بھی ملاقات کرتا ہے اس کی نظر چہرے پر ہی پڑتی ہے۔ چہرہ ہمہ وقت کھلا رہتا ہے اس پر گرد غبار پڑتی رہتی ہے۔ چنانچہ اسے دھونے کے لئے کہا کہ یہ صاف رہے۔ جب آپ

چہرہ دھوئیں گے تو آنکھوں پر بھی پانی پڑے گا۔ تین مرتبہ چہرہ دھوئیں گے تین مرتبہ پانی پڑے گا۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کو بچانے کے تے بہت سے اہتمام کر رکھے ہیں۔ لیکن پھر بھی کوئی نہ کوئی ذرہ آنکھ کی طرف بڑھ ہی جاتا ہے۔ ایک لوہار کو ایک ڈاکٹر کہہ رہا تھا آپ جب بھی بند کر کے جاتیں تو پہلے آنکھوں پر تین بار چھیننے مار لیا کریں۔ چھوٹے چھوٹے ذرات صاف ہو جاتے ہیں۔ آئندہ آپ کی آنکھ کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ آنکھوں کے ڈاکٹر آنکھیں آجائے پر یہی علاج تجویز کرتے ہیں کہ آپ پانی سے دھوئیں۔ بیماری کے بعد جو آپ نے آنکھوں کو دھونا ہی ہے تو بیماری سے قبل ہی دھولیں تاکہ بیماری کی درد سے بچا جاسکے اور ڈاکٹر کی فیں سے بھی۔

چہرے کی کرمیں اور وضو

آ جمل لوگ چہرے کی جلد کو ملامم اور خوبصورت رکھنے کے لئے بہت سی کرمیں استعمال کرتے ہیں یہ سب فراڈ ہے جو جوان ہے وہ کریم نہ بھی لگائے تو اچھا ہی لگتا ہے اگر آپ کی کریم جلد کو اچھا کرتی ہے تو آئیے اپنی بڑھیا سے بڑھیا کریم لا تیں اور ۹۰ سالہ بوڑھے کو لگائیں۔ یہ کریم کچھ نہ کر سکے گی کیونکہ اس کا چہرہ جھریوں کی زد میں آچکا ہے۔ ان جھریوں کا علاج وضو کے پاس ہے۔

جسم کے اندر Static Electricity کا ایک توازن موجود ہوتا ہے۔ اور ایک صحت مند جسم کی Physiology کا اس برقی توازن سے گہرا رشتہ ہوتا ہے۔ فضائی حالات اس توازن کو بڑی طرح متاثر کرتے ہیں۔ نتیجتاً آدمی کی قسم کی فضیلتی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ جلدی امراض اور چہرے پر جھریاں آ جانا Static Electricity کے عدم توازن کی وجہ سے ہے۔ آ جمل Acupuncture کے ذریعے سے اس کے توازن کو ثابت کرتے ہیں۔ بجلی اور پانی مل کر کیا کرتے ہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو سب خطاؤں کو دور کر دیتا

ہے۔ جسم پر پانی پڑتے ہی وہ Static Electricity پورے جسم میں دوڑ جاتی ہے۔ جلد کی بیماری اور چہرے کی جھریاں دور کرنے میں وضو کا بڑا ساتھ ہے جلد کے نیچے نزدیک ترین چھوٹے چھوٹے پٹھے کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور وقت سے پہلے ہی جھریاں پڑنا شروع ہو جاتی ہیں۔ ان Wrinkles کا آغاز چہرے سے ہی ہوتا ہے۔ اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ نمازوں کے چہرے کیوں چمکدار ہوتے ہیں؟ یہ سب وضو کی کارستی ہے۔ وضو کا معنی ہی پاکیزگی اور خوبصورتی ہے۔

ہمارے ہاں کروڑوں روپیہ کا سسیٹیکس پر خرچ کیا جاتا ہے۔ پھر فائدہ صفر یا درکھو دس گنازیادہ خرچ بھی وضو کی برکات کا مقابلہ نہیں کر سکتا

خون کی شریانیں اور وضو

خون ہمارے جسم میں چوبیں گھنٹے گردش کرتا رہتا ہے۔ اور اس مدت میں دل سے دل تک تقریباً ۵۰ سڑار میل کا فاصلہ طے کرتا ہے۔ دل کا کام ہے کہ جسم کے ایک ایک خلیے تک خون کو پہنچاتے۔ دل پمپ کرتا ہے اور دباؤ کی وجہ سے خون شریانوں کے ذریعے ایک ایک خلیے تک پہنچتا ہے۔ اور انہی شریانوں سے خون پھر دریوں کے ذریعے واپس دل میں آتا ہے

اگر یہ دل میں خون کے آنے اور جانے کا عمل درہم برہم ہو جاتے تو خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ دباؤ کے بڑھنے سے موت اور بڑھا پادونوں تیزی سے آتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ آدمی تند رست اور توانا اسی وقت ہو سکتا ہے جب دل میں مناسب رفتار سے خون آتے اور واپس ہر جگہ پہنچ جائے۔ اور خون جاتے گا کس کے ذریعے سے؟ یہ بھی کوئی بتانے کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے چھوٹی چھوٹی نالیاں تمام جسم میں پھیلا رکھی ہیں یہ موٹی بھی ہوتی ہیں اور بہت باریک بھی۔ ان تمام کا تعلق دل کے ساتھ ہوتا ہے۔ کچھ تو بال کے برابر باریک ہوتی ہیں۔ اور دل سے جتنی دور ہوتی جاتی ہیں باریک تر

ہوتی جاتی ہیں۔

اگر یہ شریانیں اور رگبیں جوہا تھوں اور پاقس میں ہیں سخت ہو جائیں تو خون کی آمد و رفت میں خلل پڑ جاتے گا۔ اگر یہ شریانیں سخت ہو جائیں تو دل پر دباؤ بڑھ جاتا ہے۔

اب تمام دنیا کے ڈاکٹر سر جوڑ کر بیٹھ گئے ہیں کہ وہ کو ناطریقہ ہے جو دل سے دور شریانوں کو لچک اور طاقت مہیا کرے۔ تو صرف ایک چیز ملی پانی۔ پانی خون کی ان نالیوں کو جو دل سے فاصلے پر ہوتی ہیں انہیں کھولتا ہے لچک پیدا کرتا ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وصنو کرنے والے کے تمام جسم سے خطایا انکل جاتی ہیں وصنو کرنے والا دل کی بیماری سے محفوظ۔ خون کی شریانوں کی بیماریوں سے محفوظ۔ جب دل ٹھیک ہو گا تو سارا جسم ٹھیک ہو۔

سفید خلیے اور وصنو

انسانی خون کے اندر Red Blood Cell بھی ہوتے ہیں۔ اور Leucocytes سفید خلیے بھی ہوتے ہیں۔ یہ انسانی جسم میں سب سے طاقتور اور جنگجو خلیے جنہیں کہتے ہیں جسم کے دور دراز مقامات تک پہنچتے ہیں اور دن میں ہر جگہ پر دس مرتبہ جاتے ہیں اور راہ میں کسی بیماری کے جراشیم سے مدد بھیڑ ہو جاتے تو اس کو فوراً تباہ کر دیتے ہیں۔ سفید خلیوں کو گردش میں رکھنے والا نظام Vessels اس نظام سے دس گناہ پتلا ہوتا ہے جو سرخ خلیوں کو گردش میں رکھتا ہے۔ معلوم ہوا کہ سفید خلیوں کا ہر جگہ پہنچنا بہت ضروری ہے تھجی جسم بیماریوں سے محفوظ رہے گا آپ سن کر حیران ہو جائیں گے اس نظام کو وصنو مکمل وصنو ہی گردش میں رکھ سکتا ہے۔ آپ پوچھ سکتے ہیں وہ کس طرح؟

وصنو میں ناک کے اندر تین بار پانی ڈالنے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ بھی کہا کہ چھنگلیا سے صاف کرو اس کی وجہ یہ ہے کہ مدافعتی نظام کو تحریک دینے کے

لئے مرکزی مقام ناک کے پیچے کی جگہ اور تھنہ ہیں۔ وضو کے اندر گردن کا سعی بھی ہے یعنی گیئے ہاتھ کا پھیرنا اس طرح ہاتھ پھیرنے سے Lymphatic نظام کو تحریک ملتی ہے۔

اللہ کی قسم میرا تور و نگٹارو نگٹا ہبہ رہا ہے۔

حضور سے بڑا کوتی ڈاکٹر نہیں ہے۔

مشیات

قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر و کل خمر حرام
ہرنہ آور "شراب" ہے اور سہ شراب حرام ہے۔

(ابن ماجہ ثریف صفحہ ۲۵۱)

کل مسکر حرام

(مشکوٰۃ ثریف عقائد ۹۰۰ میلان)

نشہ حرام کیوں؟

حضرور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جملہ مبارک کتنا جامع ہے یعنی دنیا کے جتنے نشے ہیں اور ہونگے سب کو یکسر حرام قرار دے دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سہ نشہ آور نشے خمر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ان الخمر ما خامر العقل خمراً سے کہتے ہیں جو عقل پر پرده ڈال دے۔ نشہ حرام کرنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ عقل پر پرده ڈال دیتی ہے جب اچھے ہم کی تمیز کرنے والا آله، ہی چھپ جاتے تو پتہ کیسے چلے گا۔ یہی وجہ ہے کہ شراب پینے والا انسانوں والی حرکتیں نہیں کرتا۔ حیوان ہو جاتا ہے۔

نشہ آور چیز نہ صرف حضرور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیں بلکہ عصامتیت میں بھی حرام، ہی کا حکم ہے۔ اخبار 908/10 پر ہے۔

"تم مے یا کوئی چیز جو نشہ دینے والی ہونہ چیزیو۔ نہ تو نہ تیرے بیٹے ایسا نہ ہو کہ تم ہلاک ہو جاؤ۔

...) قبل مسح افیون کے وجود کا پتہ چلا لوگ اسے بطور دوائی استعمال کرتے تھے۔

رفتہ رفتہ یہ نشہ کے طور پر استعمال ہونے لگی۔ زمانہ ترقی کر ہمیا نئے نئے متعارف ہوتے رہے۔ کبھی خشیش و کبھی بھنگ آجبل کے ترقی یافتہ دور میں نشہ کی جدید قسم دریافت ہوتی ہے۔ اسے White Gold ہمیروں تک وغیرہ کہتے ہیں۔ دس کلوگرام افیوں ہو تو ایک کلوگرام ہمیروں تیار ہوتی ہے۔ ۱۸۲۸ءیں ایک جرم من سائنسدان نے افیوں سے مارفین تیار کی ۱۸۲۸ءیں ایک جرم من ہی نے افیوں سے ہمیروں ایجاد کی۔ پہلے ہمیروں پر انگریز سرکار کی اجارہ داری تھی وہ خود تیار کرتے تھے۔ دنیا کے مختلف مالک سے افیوں سسکل ہو کر اسپین جاتی اور صاحب بہادر تیار کرتے۔ مگر اس طرح مختلف بادوڑز پر افیوں خاتع ہو جاتی۔ انقلاب ایران سے اور اثر پڑا چنانچہ ہمارے صاحب بہادر نے ہم پر کرپا کی اور ہمیروں تیار کرنے کا فارمولہ سرحدی علاقوں میں بیچ دیا۔ اس طرح یہ زہر ہم خود تیار کرنے لگے۔ اور یہ زہر جو ترٹپا ترٹپا کر مارتا ہے۔ زندگی کو ایک "سوٹے" کے برابر کر دیا ہے۔ کتنی ہی لڑکیاں ہیں جو ہمیروں کی عادی بنیں پھر خوراک نہ ملنے پر عزت بیچ دی کہی لڑکے چور بن گئے۔ یعنی نشہ کی لعنت نے عورتوں کو طوائف بنادیا اور لڑکوں کو چور ڈاکو اور بے غیرت بنا دیتا ہے۔

سکندرِ اعظم کو مارا نشے نے
دانیالِ ابن چہانگیر کو مارا نشے نے
مراد بن چہانگیر کو "سڑا" نشے نے
حمایوں کو پچھاڑا نشے نے
محمد شاہ رنگلیے کو بگاڑا نشے نے
چہانگیر کو اجاڑا نشے نے
حاروت و ماروت کو الٹا لٹکوایا نشے نے
ابو شہر کو پٹوایا نشے نے

اب آپ بھی بتائیں نہ حرام ہونا چاہیے کہ نہیں۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز کو حرام قرار دیا جو کسی بھی قسم کے Physical Disorder کا باعث بنتی ہو۔ جدید تحقیقات کی روشنی میں نہ آور اشیاء نہ صرف عصبی نظام میں مداخلت کر کے انسان کو دنیا و افیحاء سے بے خبر کر دیتی ہے بلکہ بہت سی بیماریوں کا باعث بنتی ہیں۔

جوزف کونزیڈ نے اپنی تصنیف *Trads in Women* میں ایک جزوی بُوُنی کا ذکر کیا ہے جو تمباکو کی طرح سگریٹ بنانے کی پی جاتی ہے یہ پینے والے میں قوت و جوش پیدا کرتی ہے لیکن اس کا دماغ اس سے ایسا متاثر ہوتا ہے کہ وہ کسی کو قتل کر دینے کے لئے بے چین ہو جاتا ہے۔ بد معاش نادا اقاف آدمی کو پلا کر اس سے قتل کرواتے ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ فرمادیا ہر نہ شہ آور شہ حرام ہے۔

نہ شہ آور اشیاء چاہے وہ افیون مرکبات Opiates ہوں یا بھنگ اور اس کے مرکبات Cannabics ہوں یا نسوار کے مرکبات Inhalants ہوں یا خواب آور آدویات ان کا تھوڑی مقدار میں استعمال انسان کو رفتہ رفتہ زیادہ کا عادی بنادیتا ہے۔ ابن ماجہ شریف کے صفحہ ۲۵۱ لائن ۳۱ پر فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ہے کہ

وما سکر کثیرہ فقلیلہ حرام

حبیں کا کثیر نہ شہ آور ہے اس کا قلیل بھی حرام

نشیات کا استعمال انسان کے مختلف نظاموں پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے۔

مختلف پیچیدگیوں اور بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔

مثلاً جسم کا نیلا پڑھ جانا۔ سائی اوسمی *Cyanosis* پھیپھیوں کی سو جن شفس میں رکاوٹ مستقل بے ہوشی *Coma* خون کے سفیدیوں میں کمی جکڑن اس کے علاوہ انسان *Hallucination* کا شکار ہو جاتا ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے معز بنا یا منشیات کا عادی صرف اپنی ڈوز کے لئے بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

سمحر کی قیمتی سے قیمتی چیز سستے داموں فروخت کر دیتا ہے۔ آتے روز منشیات کے عادی لوگوں کے والدین پولیس والوں یا محلے والوں کے طعنوں و تشنیع کا سامنا کر رہے ہوتے ہیں۔ منشیات کے عادی کے بیوی پکوں کا معاشرے میں کوئی مقام نہیں رہ جاتا۔ اس کی بیوی کو بعض اوقات پکوں کا پیٹ پالنے کے لئے "دھنہ" کرنا پڑتا ہے۔ منشیات کا عادی ہر وقت لٹتا جھکڑتا رہتا ہے۔ ہر ایک اسے بوجھ تصور کرتا ہے۔ اور سب سے بڑی براٹی یہ ہے کہ نشی اپنا حلقة احباب و سعی کرتا ہے یعنی ساتھیوں کو بھی اس گندی راہ پر لگاتا ہے۔ ایک دن ایسا آتا ہے کہ نشی اپنی زندگی کو اپنے ہی ہاتھوں سے ختم کر لیتا ہے۔ اس لئے سر کار مدینہ نے فرمایا "ہر نشہ آور چیز حرام ہے"

بدن کا حوض

عن أبي هريرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المعدة حوض البدن والعروق
اليها واردة فإذا صحت المعدة صدرت العروق بالصحت، وإذا فسدت المعدة صدرت
العروق بالسقم

(مشکوہ شریف صفحہ ۹۰ - ۹۱)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"معدہ بدن کے لئے حوض کی مانند ہے۔ رگسیں معدہ کی طرف آنے والی ہیں اگر معدہ
تندرست ہو رگسیں تندر سی لیکر جاتی ہیں اور اگر معدہ فاسد ہو تو رگسیں بیماری لے کر واپس
آتی ہیں"

معدہ

معدہ مشک کی شکل کا ایک عضو ہے۔ جس میں کھائی ہوتی غذا، ہضم ہوتی ہے۔ سخت
چیز کو پہلے دانت کاٹتے ہیں اور داڑھیں پیشی ہیں اور لعاب دھن ان کے ساتھ شامل
ہو کر اسے نرم کر دیتا ہے اور یہ حلق کے سوراخ سے گزرتی ہوتی معدہ میں پہنچتی ہے معدہ
کی حرارت اور قوت ہاضمہ تین چار گھنٹوں میں غذا کو تخلیل کر کے گھولے ہوتے
ستوون کی ماند بنادیتی ہے۔ جس کو کیلوں کہتے ہیں پھر کیلوں کا صاف اور رقیق حصہ
ماساریقاد (Intestine) نامی رگوں کے ذریعے جگر میں پہنچتا ہے۔ وہاں جا کر پکتا ہے
اور پکنے کے بعد کھلی کا سودا۔ جھاگ کا صفر اور عرق کا خون بنتا ہے۔ اور جو خام رہتا ہے
اس سے بلغم پیدا ہوتی ہے۔ جو گاڑھا فصلہ معدہ میں رہ گیا تھا وہ معدہ کے نیچے والے
سوراخ کے ذریعے Intestine میں پہنچتا ہوا پاخانہ کی راہ سے نکل جاتا ہے۔

اس مختصر شریع سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ سلطنت بدن کے قیام میں معدہ کا کتنا زبردست ہاتھ ہے۔ اگر یہ درست نہ ہو گا تو تمام اعضائے بدن محظل اور بیکار ہو جائیں گے۔ آپ جو چیز بھی کھائیں گے وہ سب سے پہلے معدہ کے اندر ہمی جانے کی اس لحاظ سے یہ حوض ہوا۔

معدہ ہضم کیوں نہیں ہوتا؟

آپ کسی قسم کا گوشت کھائیں جب وہ معدہ میں جاتے گا تو معدہ اسے ہضم کرنے میں لگ جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ معدہ خود بھی تو گوشت ہی کا بننا ہوا ہے یہ ہضم کیوں نہیں ہوتا؟ تو اس سوال پر غور کرتے ہوئے یقیناً اللہ کے آگے آپ سر نگوں ہو جائیں گے۔ مرغ کی پوٹ دیکھی ہو گی جب دکاندار اسے صاف کرتا ہے تو اوپر پیلے رنگ کی چربی کی تہہ ہوتی ہے اسے Lipid کہتے ہیں یہی وہ تہہ ہے جو معدہ کو ہضم نہیں ہونے دیتی

معدہ کی بیماریاں

تجیرہ معدہ۔ قراقر معدہ، بھوک کی کمی۔ زیادہ ڈکاریں آنا۔ ہیپس۔ مسلی۔ قے۔ سینہ کی جلن۔ نفح۔ معدہ کا درد۔ قضبی۔ السر۔ وغیرہ

ہم بیمار کیوں ہوتے ہیں؟

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جب بھی ہماری صحت بگڑتی ہے تو اس کی وجہ معدے کے فعل کی خرابی ہوتی ہے۔ اور معدہ خراب ہوتا ہے زیادہ کھانے سے۔ ہم اس حوض کو خوب بھر دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ معدہ کا کام ہضم کرنا ہے خواہ کچھ بھی ڈال دیں اور جتنا ڈال دیں۔ ہمارا یہ کام ہے ہر وقت معدہ میں جو کچھ ملے گا ڈالتے جائیں گے اور وہ بیچارہ ہر وقت اسے ختم کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ آپ بتائیں اگر کسی کارخانہ میں

مزدور کام کرتے ہوں آپ ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھواتیں اور مہر وقت کام لیں تو بتاتیں کیا ہو گا؟ میں بتاتا ہوں مزدور ہڑتال کر دیں گے۔ مل بند ہو جاتے گی۔ یہی حساب معدہ کا ہے۔ اگر آپ اس پر زیادہ بوجھ ڈالیں گے اور مسلسل کام لیں گے تو یہ ہڑتال کر دے گا۔ اور آپ کے لئے بہت سی مشکلات پیدا کر دے گا اور جس سے انسانی کارخانہ بند ہو جاتے گا۔ پھر دوڑیں گے حکمیوں کے پاس ڈاکٹروں کے پاس تعجب کا مقام نہیں

"جس میں غذا ڈالنا تمھی وہاں دوا ڈال رہے ہیں"

معدہ درست رکھنے کا اسلامی طریقہ

کھانا کھانے کے لئے تب بیٹھنے جب بھوک لگے۔ آغاز سے پہلے ہاتھ دھولیں۔ پھر جوتے اتار کر ذہن کو تمام تفکرات سے آزاد کر کے بیٹھ جائیے۔ کھاتے ہوئے پریشانی کا دور کرنا ضروری ہے۔ نیویارک کے ڈاکٹر جے بی رائٹس نے معدہ کی ایک مریضہ کا علاج کرتے ہوئے کہا اس کا معدہ مہر وقت کسی نہ کسی بیماری کا شکار انس لئے رہتا ہے کہ یہ مہر وقت خوف میں رہتی ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کھانے سے قبل تسمیہ پڑھنے کا حکم دیا۔ پڑھانے کا مقصد یہی تھا کہ اللہ کی طاقت کا خیال آجائے تو فوراً ذہنی تفکرات و پریشانیوں سے نجات پا جائے اگر پریشانی میں کھانا کھاتیں گے تو کھانا معدہ میں جاتے گا معدہ کو ضرورت ہوگی کہ خون کا عمل اپنی طرف ہو۔ مگر ذہن افرادگی اور غم و پریشانی سے دوچار ہوتا ہے اسے بھی نبٹنے کے لئے خون کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ وہ دماغ کی طرف جاتا ہے اور معدہ اچھے طریقے سے اپنا عمل انجام نہیں دے سکتا اور پریشان آدمی معدہ کے *Cer* کا شکار ہو جاتا ہے۔

کھانا کھاتے ہوئے یہ دھیان رہے کہ کھانا زیادہ گرم نہ ہو۔ ورنہ معدہ ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ اور بہت ٹھنڈا نہ ہو ورنہ ہضم کرنے سے پہلے معدہ کو بہت سی حرارت گرم

کرنے کے لئے صرف کرنا پڑتی ہے۔

لقرہ منہ میں ڈالتے ہی اسے خوب چاہتیں۔ معدہ خراب ہونے کی ایک وجہ "دانت کا کام آنت سے لینا ہے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا خوب چپا کر کھاتے تھے۔ انگریزی مقولہ ہے۔

یعنی کھانے کی چیزوں کو یوں چپاو Drink your meals eat your water کہ وہ سیال ہو کر خود بخود حلق سے اتر جائیں اور پینے کی چیز کو آہستہ آہستہ پینا چاہیے۔ آسان طریقہ ہے ایک لقے کو بتیر مرتبہ چاہتیں آپ کہیں گے یوں تو بہت ٹائم لگے گا۔ تو آپ سے کون کہتا ہے کہ آپ کلو گوشت کھائیں اور نقصان اٹھائیں۔ ڈاکٹر کے پاس جائیں۔ آپ پاؤ کھائیں خوب چاہتیں صحت بڑھائیں فائدہ پائیں۔ یہ لوگوں کے ذہن میں غلط بات سما گئی ہے۔

بہت کھا۔ جان بنا۔ طاقت زیادہ کھانے میں نہیں غذا کے اچھے طریقے سے ہضم ہونے میں ہے۔ اور غذا اپنی طرح اسی وقت ہضم ہو سکتی ہے جب معدہ کے تین حصے کریں۔ ایک میں غذا ایک میں ہوا ایک میں اس۔ یعنی تحولی غذا کھائیں۔

دوران کھانا پانی کا استعمال نہ کریں تو بہتر ہے کیونکہ اگر آپ کھانے کے دوران زیادہ پانی پینیں گے تو رطوبت زیادہ ہو گی اور غذا بخوبی ہضم نہ ہو گی۔ ابھی بھوک باقی ہو تو دستر خوان سے اٹھ جائیں۔ ہاتھ دھوئیں اور کلپی کریں۔

یہ اسلامی طریقہ ہے اس طرح سے آپ کا معدہ کافی حد تک بیماریوں سے محفوظ ہو جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معدہ کو حوض سے تشپیہ دی ہے حوض کو صاف کرنا ضروری ہوتا ہے۔ درہ مستعفن ہو جاتا ہے۔ اس کو صاف کرنے کے لئے بہترین طریقہ روزہ رکھنا ہے۔ ہر ماہ اگر آپ ایام بیش کے روزے رکھیں تو معدہ کی بیماریوں سے کافی حد تک بچ جائیں گے۔

معراج نظریہ اضافیت کی روشنی میں

عن قتادہ عن انس بن مالک بن صعصہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثہ
عن لیلۃ اسری بہ ثم اتیت بدآبته دون البغل فوق الحمار ابیض بقال له
البراق بیضع خطوہ عند اقصی طرفہ

مشکواۃ شریف صفحہ ۵۲۹

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب اسری کے متعلق فرمایا "پھر ایک سواری
لائی گئی۔ پھر سے چھوٹی گدھے سے بڑی رنگ سنید۔ نام براق بعد مر نظر لی انتباہوتی دیا
وہ پاؤں رکھتی۔

معراج اور ساتھ

معراج کے متعلق قرآن مجید میں پندرہویں پارے کے آغاز میں فرمایا "پاک بے
وہ ذات جو اپنے بندے کوے کئی راتکے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے پسجد
قصی تک"

آیت کریمہ سے یہ معلوم ہو گیا کہ معراج "لیلا" رات کو ہوتی اور ساری رات نہیں
ہوتی رات کے کچھ حصہ میں ہوتی۔ قرآن نے پندرہویں پارے میں فرشتی معراج کا ذکر
کیا اور سورہ نجم میں عرشی معراج کا ذکر کیا۔ مشکواۃ شریف کے صفحہ ۵۲۹ کی لائن ۲
پہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لما اسری بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی بہ الی سدرۃ المنتهى

وہی فی السماء السادسۃ---الخ

"جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرائی گئی تو سدرۃ المنتهى تک چلتے۔ اور یہ چھٹے

آسمان پر ہے" اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جاسکتا کہ حضور آگے گئے ہی نہیں۔ یہ اس سفر کی انتی کا ذکر کیا جا رہا ہے جو براق پر ہوا۔ کوئی دنیاوی شے آگے گئے نہیں جاسکتی۔ اس لئے اسے مشتی کہتے ہیں۔ آپ اگر واقعہ معراج کو تفصیل سے پڑھیں تو معلوم ہو جائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں کہاں تشریف لے گئے۔ کیونکہ واپسی پر جیسا جیسا آدمی تھا اسکو ویسی دیسی ہی بات بتائی۔ آپ اگر لندن جائیں جب واپس آئیں گے تو کیا ہر ملنے والے کو تمام روایتیاد بتائیں گے۔ ہرگز نہیں۔ عام آدمی ملے گا تو پوچھے گا کہ ہر گئے تھے آپ اتنا ہی کہو گے "یار لندن گیا تھا" اب جوں جوں زیادہ تعلق والا ملے گا تو تفصیل بڑھتی جاتے گی باپ پوچھے گا کچھ بتاؤ گے۔ بھائی پوچھے گا سفر کی کوئی بات بتاؤ گے۔ بیوی پوچھے گی اسے اور طرح سے بتاؤ گے۔ اس لئے سفر معراج کی روایتیاد آپکو مختلف ملتی ہے۔ میں نے واقعہ معراج نہیں سنانا۔ چند سائنسی توجیہات کی طرف توجہ مبذول کروانی ہے۔

سفر سے پہلے شق صدر کا مطلب؟

فشق ما بین هذه الى بذه يعني من ثغرة نحره الى شعرته فاستخرج قلبي ثم اتيت
بطشت من ذهب مملو ايمانا ففصل قلبي ثم خشى ثم اعيid ---- ثم ملثى ايمانا
وحكمة----الخ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک جبرائیل علیہ السلام نے چاک کیا۔ دل نکالا
سونے کا طشت ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا۔ دل دھویا گیا پھر لوٹایا گیا پھر ایمان و حکمت
سے بھرا گیا۔

جب بچپن میں شق صدر ہو چکا تھا ب پھر کیوں ضرورت پڑی؟ کیا غمین ایمان میں بھی
ایمان نہ رہا ہے؟ حقیقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائے معراج سے پہلے میرا
سینہ چاک کیا گیا دل نکالا گیا۔ مان انہوں حکمت سے بھرا۔ یہ ایک بڑے سائنسی پہلو کی

طرف اشارہ کرتا ہے۔

انیویں صدی میں امریکہ اور روس چاند پر گئے۔ زمین کے مدار سے انکل کر چاند پر گئے۔ لیکن کمالِ مصطفیٰ ملاحظہ ہوا آپ مکاں سے لامکاں تک گئے لیکن خلانوردوں کے لئے دو سو پونڈ وزنی لباس بنوایا گیا۔ بزراروں میں وزنی خلائقِ ششل میں بیٹھایا گیا اور رفتار میں ہزار میل فی گھنٹہ اس بات کی آپ کو خبر ہے جب اپالو واپس آیا تھا تو زمین کے مدار میں داخل ہوتے ہی اس کی رفتار اتنا تھیں ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ ہو گئی تھی تو راکن کے باہر کی بادی کا درجہ حرارت چھ ہزار ڈگری فارن ہائیٹ ہو گیا تھا جبکہ سو ڈگری پر پانی ابتا ہے۔ اس لئے ان کو مخصوص لباس پہناتے ہیں جسے مٹی لیز کہا جاتا ہے۔ اور بند گاڑی میں بیٹھاتے ہیں کہ وہ ایسر فریکشن سے محفوظ ہو جائیں۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کائنات کی سیر کے لئے نکلے تو بند گاڑی نہ تھی اور نہ کوئی مخصوص لباس تھا اور گاڑی کی رفتار ۱۸۶۰۰ کلومیٹر فی سینکڑہ تھی۔ بتائیے اس رفتار سے چلنے والا کوئی لوحہ محفوظ ہو گا؟ جب لوحا پکھل جاتا ہے تو گوشت کا کیا عالم ہو گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا اور دل دھویا اور نور ایمان سے بھرا اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ یا رسول اللہ آپ کو بہت تیزی سے سفر کرنا ہے ایسر فریکشن کا خطہ ہے جم دل میں ایمان اور حکمت بھر رہے ہیں۔ جب سواری چلے تو خود کو ایک دم لباس نور میں بدلتا۔

براق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا نام براق تھا۔ مدرۂ امتحی تک آپ اسی سواری پر رہے۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں رات کے تھوڑے سے حصے میں ساری کائنات کا سفر ممکن نہیں ہے۔

آن سٹاٹن کے نظریہ اتفاق نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ اگر بجلی کی رفتار سے

سفر کیا جاتے تو آدمی بہت جلد پھر کے واپس آ سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود، ہی اپنی سواری کی ہیئت بھی بتا دی۔ رفتار بھی بتا دی اور نام بھی بتا دیا۔

بنا یا اس کارگ سفید۔ نام براق۔ براق برق سے نکلا ہے۔ برق Electricity کو کہتے ہیں۔ اور بجلی کی رفتار ہے۔ 186000 کلومیٹر فی سینکنڈ۔ آپ کی سواری کی یہی رفتار تھی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ضع خطا و عندا قصی طرفہ جدھ نظر ادھر قدم یہ بجلی کی ہی رفتار ہے۔ سرداہ لمنقتو بجلی کی رفتار سے گئے۔ یعنی بجلی پر بیٹھ کر گئے۔ اور سرداہ سے آگے اس سے بھی تیز رفتار سواریاں ملتی ہیں۔ نظر یہ اضافیت یہ ہے کہ کسی مادی شے کی رفتار روشنی کی رفتار کے برابر نہیں ہو سکتی۔ لیکن قربان جامیں اللہ تعالیٰ نے ایک جانور جنکی جانور کو بجلی کی رفتار عطا کر دی۔ اس رفتار سے چاند پر جاتے ہوئے ایک منٹ اور ۲۹ سینکنڈ لگتے ہیں۔ اور سورج پر جاتے ہوئے ۸ منٹ اور ۰۳ سینکنڈ نظریہ اضافت کے مطابق ممکن ہے کہ ایک سسٹم کا قلیل وقت کی دوسرے سسٹم کے طویل وقت کے برابر ہو۔ تو ٹھیک ہے۔

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم
اک پل میں سر عرش گئے آتے محمد

دنیا کا قلیل وقت اور پر کے طویل وقت کے برابر ہو گیا۔ یہاں رات کے حصے گزرے وہاں ۱۸ سال گز ر گئے۔

اسے فرکس کے قائدے کے مطابق یوں ثابت کرتے ہیں۔

$t_0 =$ وقت حالت سکون میں

$T =$ وقت حالت حرکت میں

$V =$ ولاسٹی

$C =$ روشنی کی رفتار

$$T = \frac{t_0}{\sqrt{\frac{1}{c^2} - \frac{V^2}{c^2}}}$$

اس مساوات میں C روشنی کی رفتار ہے اب اگر آدمی کی رفتار "v" روشنی کی رفتار "C" کے برابر ہو جائے یا قریب ہو جاتے یہاں تک کہ $T = \frac{t_0}{\sqrt{1 - \frac{v^2}{c^2}}}$ والا جز بہت ہی پھوٹا ہو جائے تو "T" یعنی زمین پر وقت حالت سکون کی پھوٹی سی مقدار کے مقابلے میں "T" یعنی معراج کے دوران وقت کی مقدار بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور یہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم سیر کر کے آگئے اور ابھی صحیح ہونے میں چار گھنٹے باقی تھے۔

اس کو حل کر کے اگر لکھنا پاہیں تو کچھ اس طرح ہو گا۔

$$T = \frac{t_0}{\sqrt{1 - \frac{v^2}{c^2}}} = \frac{t_0}{\sqrt{1 - \frac{185000^2}{(186000)^2}}} = \frac{t_0}{\sqrt{1 - 0.9946}} = \frac{t_0}{\sqrt{0.0054}} = \text{infinity}$$

اگر v اور C کو برابر کر دیں۔ تب بھی جواب Infinity ہو گا اور اگر ایک بزار کا کر دیں تب بھی جواب یہی ہو گا۔ Difference

انگوٹھی

وعنه ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لبس خاتم فضتہ فی یمینہ فیہ فص
ح بشی کان بجعل فصہ محایلی کفہ

(مشکوہ شریف صفحہ ۲۶۸ لائن ۱۰۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی انگوٹھی اپنے
داہیں ہاتھ دکی چھنگلی کے ساتھ والی انگلی، میں پہننے اسی میں حصی نگینہ ہوتا تھا اور نگینہ
ستھیلی کی طرف رکھتے۔

انگوٹھی

انگوٹھی ہاتھ کو خوبصورت بناتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے داہیں ہاتھ میں بھی
انگوٹھی ڈالی اور باہیں ہاتھ میں بھی انگوٹھی ڈالی
ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۶۸ لائن ۹ پر ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتختم فی یمینیہ

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم داہیں ہاتھ میں پہننے تھے"

مشکوہ شریف صفحہ ۲۶۸ لائن ۱۶ پر ہے کہ

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتختم فی یسارہ

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے تھے"

دونوں ہاتھوں میں نے کسی میں بھی انگوٹھی ڈال لیں البتہ باہیں میں افضل ہے۔

کونسی انگلی میں؟

اب یہ سوال ہے کہ انگوٹھی کو نسی انگلی میں ڈالیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھنگلی میں بھی ڈالی ہے۔ اور چھنگلیا کی ساتھ والی انگلی میں بھی ڈالی ہے۔ لڑکی کو منگنی کی انگوٹھی دائیں ہاتھ کی اسی انگلی میں ہی ڈالتے ہیں وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اس انگلی کی رُک دل تک جاتی ہے۔ (واللہ اعلم)

درمیان والی اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے آ جکل تو عجیب فیشن آ گیا ہے کہ چاروں انگلیوں میں انگوٹھیاں عورتیں پہنتی ہیں۔ بلکہ پاؤں کی انگلیوں میں بھی پہنتی ہیں۔ عورتیں تو عورتیں ہیں مرد حضرات بُنی درمیان والی انگلی میں پہننے ہیں۔ ایک وقت میں صرف ایک انگوٹھی پہنی جا سکتی ہے۔ وہ بھی صرف چاندی کی اور وزن صرف ساڑھے تین ماشے۔

حشی نگینہ

حدیث مبارکہ میں فصحشی کا لفظ آیا ہے اس کی تشریع میں مختلف اقوال آئے ہیں۔

- ۱ - یہ نگینہ بنانے والا حصی تھا۔
- ۲ - یہ نگینہ جبھے سے آیا تھا۔
- ۳ - یہ "نگینہ حصی" عقیق کی ایک قسم ہے۔
- ۴ - رنگ کی وجہ سے حصی (کالا) کہہ دیا۔
- ۵ - یا ہونا، ہی جبھے سے تھا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیق پہنا اس کے اندر بھی بڑی حکمت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوا کر چاندی کا، ہی نگینہ بنوایا پھر چاندی کی انگوٹھی میں حصی پتھر نگینہ لگا کر استعمال فرمایا۔ آئیے جدید روشنی ہیر۔ حدیث کا جائزہ

لیتے ہیں۔

انگوٹھیوں میں جو قسمی پتھر جسے ہوتے ہیں ان پر جب سورج کی روشنی پڑتی ہے تو یہ پتھر روشنی میں Dis persion or Light کا باعث بن جاتے ہیں۔

ماہرین نفسیات کے مطابق اگر نفسیاتی مریضوں کو مختلف رنگوں سے متعارف کروایا جائے تو ان کے ذہنی رجحان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جو آگے چل کر ان کے علاج میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

۱۔ گلابی رنگ استعمال کرنے والے لوگ شوقین مزاج۔ درد مند اور محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔

۲۔ مسیرون (Maroon) رنگ استعمال کرنے والے جذباتی ہوتے ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ تمام وقت دوستوں کے جھرمٹ میں گزرے۔

۳۔ نارنگی رنگ پسند کرنے والے لوگ منظم اصول پرست ہوتے ہیں۔

۴۔ بھورا اور براون رنگ پسند کرنے والے ہمدرد، نجی اور ایماندار ہوتے ہیں۔

۵۔ جو لوگ پیلارنگ پسند کرتے ہیں وہ سو شل اور ملشار ہوتے ہیں

۶۔ انگوری اور سبز رنگ وہ لوگ پسند کرتے ہیں جو خیراندیش اور برباد ہوتے ہیں۔

۷۔ آسمانی رنگ ان لوگوں کو اچھا لگتا ہے جو تخیل پسند ہوتے ہیں اور تقاضہ ہوتے

ہیں۔

۸۔ نیلارنگ ذہانت اور ذمہ داری کی علامت ہے۔

۹۔ کانسی رنگ پسند کرنے والے لوگ نازک مزاج اور حساس ہوتے ہیں۔

۱۰۔ سفید رنگ پاکیزگی، اکیلا پن اور معصومیت کی علامت ہے۔

۱۱۔ سلوٹ کلر۔ رومانوی افراد کی پسند ہے۔

۱۲۔ گولڈن رنگ کامیاب اور اصول پرست لوگ استعمال کرتے ہیں۔

۱۳۔ کالارنگ پسند کرنے والے افراد خود مختار، قواعد و صوابط کے پابند اور مضبوط قوت ارادی کے مالک ہوتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی مبارک کا نگینہ بھی کالے رنگ کا تھا۔ Hans

Jurgen Raabe اپنی کتاب Mystery of Health میں لکھتا ہے کہ ہر رنگ میں ایک قوت ہوتی ہے اور وہ رنگ جسم پر اثر بھی کرتا ہے۔ جب آپ کوئی پتھر پہنتے ہیں اس پر روشنی پڑتی ہے تو اس میں رنگ نکل کر پھیلتے ہیں۔ سرخ رنگ جنمی ہارمون پر شبت اثر رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے دمین سرخ جو دا پہنچتی ہے۔

نار نگی رنگ ہمارے جسم میں موجود Spleen پر۔

پیلا رنگ بصری مرکزیت پر

سیزر رنگ دل پر

تیلا رنگ Thyroid Glands

اور آسمانی رنگ دماغ پر شبت اثر دکھاتا ہے۔

Kans ثابت کرتا ہے کہ رنگوں کی یہ توانائی قیمتی پتھروں نکے اندر موجود ہے اور ان سے کسی بیماری کا بھی علاج کیا جاسکتا ہے۔ پتھروں سے علاج کا طریقہ کافی قدیم ہے۔ اور اسے اب پھر اپنایا جا رہا ہے۔ پتھر کی ایک قسم جو کہ جلنے والا پتھر کہلاتا ہے اس سے الرجی Alergy اور Bronchitis کا نہیں استحما کا علاج کیا جاتا ہے۔

مال

و عن معاویہ بن جاہمته ان جاہمته جاءه الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
یار رسول اللہ اردت ان اغزو و قد جئت استشیر ک ف قال هل لک من ام؟ قال نعم۔ قال
”فالزمها فان الجنة عند رجلها“

(مشکواہ شریف صفحہ ۲۲، لائن،)

ترجمہ۔ حضرت معاویہ بن جاہمہ سے روایت ہے کہ ان کے والد جاہمہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو کہا ”یار رسول اللہ! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں اور آپ سے مشورہ لینے کے لئے آیا ہوں“
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ”تیری والدہ ہے“ ”عرض کیا“ ہے ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا“ (اس کی خدمت خود پر) لازم کر لے یقیناً جنت اس کے قدموں تک ہے“

”Paradise lies under the feet of the mother“

جنت مال کے قدموں تک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال باب میں سے مال کی خدمت پر زیادہ زور دیا ہے۔
مشکواہ شریف صفحہ ۲۱۸ لائن ۲۲ یہ حدیث مبارک ہے ابو حریرہ رضی اللہ عنہ پیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میرے حسن سلوک کا زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ نے فرمایا ”تیری مال“ پھر کون؟ فرمایا ”تیری مال“ پھر کون؟ فرمایا ”تیری مال“ عرض کی پھر کون؟ فرمایا ”تیری باب“
مال اس لئے زیادہ محبت اور اچھے سلوک کی مستحق ہے کہ وہ نو ماہ تک

Intrauterine Life میں بچے کو خوراک مہیا کرتی ہے۔ اس کا بوجھ اٹھاتی ہے۔ اور اس کی پیدائش کے وقت جو ماں کی حالت ہوتی ہے اور تکلیف ہوتی ہے وہ ناقابل برداشت اور پیدائش کے بعد Extra uterine life میں اسکو دودھ پلاتی ہے اور ایک سال تک بچے کی ایک گوشت کے لو تحفے سی حالت ہوتی ہے۔ ایک ایک لمحہ اسے ایک چوکیدار محافظ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ یوں کہوں ایک نوکر کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کام ماں کے علاوہ کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ باپ بھی نہیں۔ مشکل میں بھی آدمی کو ماں ہی یاد آتی ہے۔ ہاتے ماں ہی کہتا ہے۔ ہاتے باپ کہتے کم ہی سناتے ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کا حق دن تحریر رکھا ہے۔ کیونکہ سب سے زیادہ تکلیف بچے کی پیدائش میں ماں ہی کو پہنچتی ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ مقام عطا نہ کرتے تو عورت میں اس جان کنی سے بچنے کی تدبیر اختیار کرتیں۔ جس طرح یورپین مالک میں ہو رہا ہے وہ یہ تصور کرتی ہیں کہ بچہ ہماری آزادی کی راہ میں حائل ہوتا ہے۔ ہمیں ایک جگہ بیٹھنا پڑے گا۔ لیکن اسلام کے اندر عورت اگر تکلیف برداشت کرتی ہے تو بعد میں مرتبہ بھی تو اتنا ہی بڑا دیا جا رہا ہے۔ کہ جنت جیسا ارفع و اعلیٰ مقام اس کے قدموں تلنے لا کر رکھ دیا۔ لیکن اس رتبے پر وہ تمہی پہنچنے کی جب حلال بچہ جنے کی۔ اور جب تک بچہ ماں کے پاس رہتا ہے کہیں دوسرا جگہ نہیں جاتا اسے بالکل مفت اور بغیر محنت کئے کھانا ملتا رہتا ہے۔ آپ غور فرمائیں جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اسے بغیر را تھہ ہلانے خوراک مل رہی ہوتی ہے نہ غم۔ نہ زیادہ نہ کم۔ یہی تو جنت ہے۔ اور بچہ جب تک وہ ماں کی گود میں رہتا ہے تب تک بھی دودھ کے چشمے جاری رہتے ہیں۔ اور جو نہیں وہ گود چھوڑتا ہے اور دھیان اور طرف کرتا ہے تو مشکل میں پڑتا جاتا ہے۔

آنئے اسے سائنس کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔

اور Sperm Female Uterus میں جنین کے مطابق Embryology اور Ovum کے ملپ سے بنتا ہے۔ ملپ یعنی Fertilization کے دوران سپر م سے Nucleus ہی بیضہ میں داخل ہوتا ہے۔ یعنی خلیہ میں D.N.A کے علاوہ باقی تمام حصے ماں کی طرف سے آتے ہیں۔ انہی میں سے ایک مانی ٹوکونڈریا Cellular Organellae Mitochondria بھی ہے۔

Mitochondria خلیے کا وہ حصہ ہے جو خلیے کی تمام توانائی ایک مادہ جیسے ایڈنوسین ٹری فسفیٹ Adenosine Triphosphate کہتے ہیں کی صورت میں فراہم کرتا ہے۔ دیکھا جاتے تو یہ توانائی ہمارے جسم میں ہونے والے ہر کام کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔ ہمارے جسم کے ہر حصے میں حتیٰ کہ آرام کی حالت میں بھی جو توز پھوڑ کا عمل یعنی Basal Metabolism ہو رہا ہے۔ اور جیکلی وجہ سے بہم زندہ ہیں۔ وہ ساری توانائی مانی ٹوکونڈریا مہیا کرتا ہے۔ ہمارے جسم کے اندر ہماری طاقت اور مضبوطی پٹھوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ان کو بھی توانائی مانی ٹوکونڈریا ہی سے آتی ہے۔

مانی ٹوکونڈریا آتا کہہ رہے ہے؟ باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے؟ مانی ٹوکونڈریا ماں اور باپ کے نطفہ کے ملنے کے وقت Ovum سے آتا ہے جو کہ ماں کی طرف سے مہیا ہوتا ہے۔ ہذا ہماری ذہنی صلاحیتیں اور توانائیاں Maternal Gift میں۔ مانی ٹوکونڈریا نہ ہو تو جسم خراب، توانائی سلب، ذہنی صلاحیتیں مفقود، تو پھر بولتے کیوں نہیں۔ جنت ماں کے پاس ہے۔ اور ماں کا زیادہ حصہ ہے باپ سے خدمت کے لحاظ سے۔

سبحان اللہ یا رسول اللہ آپ ہی سپر میں ان دی ورلڈ ہیں

جنت ایک پر سکون جگہ کا نام ہے بچے کو سکون ماں کے قریب جانے، ہی سے ملتا ہے ایک رلمسرج ملاحظہ کجھیتے۔ انیسویں صدی کی دوسری دھائی میں عزرا کورنیل نے اپنی تمام جمع پونجی لگا کر نیویارک میں کورنیل یونیورسٹی بناتی اس میں ایک انسٹی ٹیوٹ قائم کیا۔ اس میں صرف شیر خوار اور تازہ پیدا ہونے والے بچوں پر تحقیق کی جاتی تھی۔ بچوں کے متعلق کوئی ایسا موصوع نہیں جس پر اس ادارے نے تحقیق نہ کی ہو۔ پوری دنیا میں بچوں کے متعلق اس ادارے کی تحقیق کو اتحاری تسلیم کیا جاتا ہے۔ تحقیق کا یہ عالم ہے کہ بچوں کے بننے ہوتے ساتین بورڈ پر بھی اسی انسٹی ٹیوٹ نے تحقیق کی۔ بیسویں صدی کی پہلی دھائی میں اس ادارے کے محققین نے دنیا کے عجائب گھروں میں پاتے جانے والے نو مولود بچوں کے متعلق سائن بورڈ دیکھے تو انہیں پتہ چلا کہ ۳۶۶ ساتین بورڈز میں سے ۲۳ بورڈز میں ماں نے اپنے بچوں کو باسیں جانب بغل میں لیا ہوا ہے۔

اس بات کو دیکھ کر محققین نے تحقیق شروع کی کہ وجہ کیا ہے کہ ماں اپنے بچوں کو باسیں جانب کیوں رکھتی ہیں؟ ڈاکٹر لی سالک نے یہ سوال متعدد ماں سے کیا کہ وہ اپنے بچوں کو باسیں بغل میں کیوں لیتی ہیں۔ مگر کوئی جواب نہ دے سکی۔ پھر انہوں نے اپنے ادارے میں "باشیں جانب سے بچے کا تعلق" کے موضوع پر رلمسرج کی وہ ملاحظہ ہو۔

پیدا اتش کے بعد پہلے دنوں میں نو مولود جب ماں کی باشیں جانب سوتا ہے تو اسے داشیں جانب سونے کی نسبت زیادہ آرام ملتا ہے۔ اگر اسے داشیں طرف سلایا جاتے تو جلد ہی جاگ اٹھتا ہے اور روئے لگتا ہے۔

ہولو گرافی کی ایجاد کے بعد تحقیقی مرکز کے ڈاکٹروں نے ہولو گرافی کے ذریعے ماں کے پیٹ میں جنین کی تصویری انہوں نے دیکھا کہ ماں کے دل کی دھونکن کی آوازوں کی

لہریں جو تمام بدن میں پھیلتی ہیں جنین کے کانوں تک پہنچتی ہیں۔

اس کے بعد ڈاکٹروں نے یہ معلوم کیا کہ دل کی دھنکنوں کو اگر روک دیا جائے تو پیٹ میں بچے پر کیا اثر پڑے گا۔؟ انسان پر تو تجربہ مناسب نہ تھا۔ چنانچہ دودھ پلانے والے جانوروں پر تجربہ کیا۔ تو معلوم ہوا کہ جب ماہ کے دل کی دھنکن کو روکا جاتا ہے تو پیٹ میں جنین کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ نتیجہ نکالا گیا کہ بچہ ماں کے پیٹ میں ہی دل کی دھنکن سنبھلنے کا عادی ہو چکا ہوتا ہے۔ ماں کے دل کی دھنکنوں کا بچے کی زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ اگر یہ دھنکن رک جائے تو بچہ ماں کے پیٹ ہی میں بھوک سے مر جاتے۔ کیونکہ دل سے نکلنے والی ایک بڑی شریان جنین کو خون پہنچاتی ہے جو اس کی غذا بنتا ہے اور جب ماں کا دل بند ہو جاتے گا تو غذا کی ترسیل رک جائے گی وہ مر جاتے گا۔

(بغیر ہاتھ پاؤں حلاتے چہاں غذا ملے۔ نہ غم ہونہ ڈر اسے جنت ہی تو کہتے ہیں آپ بتائیں کیا بچے کو یہ تمام آسائشیں ماں کے پیٹ میں نہیں ملتیں؟ ملتی ہیں۔۔۔۔۔ پھر ماں بچے کے لئے جنت ہوتی ناں؟)

ماں کے دل کے دھنکن سنبھلنے کی جو عادت بچے کو پیدائش سے پہلے ہوتی ہے۔ وہ اس میں اس قدر نفوذ کر جاتی ہیں کہ بچہ پیدائش کے بعد اگر ان دھنکنوں کو نہ سنبھلنے تو پریشان ہو جاتا ہے۔ بچہ ان دھنکنوں کی بخوبی پہچان رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے جب وقت بچہ ماں کے باہمیں جانب ہوتا ہے دل کی دھنکنوں کو سن کر پر سکون رہتا ہے۔ اس لئے کورنیل یونیورسٹی کے جمی شعبہ میں نو مولود بچے ہوتے ہیں وہاں پر ایک مشین رکھی ہے جس سے ماں کے دل کی دھنکنوں جیسی آواز سناتی دیتی ہے۔ یہ آواز ایک ریور کے ذریعے ہر بچے کے کان تک پہنچاتی جاتی ہے بالغ انسان چاہے مرد ہو یا عورت عموماً اس کا دل ایک منٹ میں ۲۰۰ مرتبہ دھنکتا ہے۔ کورنیل یونیورسٹی سے وابستہ تحقیقی نہیں

ٹیوٹ میں قائم شیر خوار پھوں کی پرورش کے مراکز میں ایک منٹ میں دھکنیں ۲۰ سے کی گتیں تو تمام بچے رو نے لگ گئے۔

پھر چند پھوں پر ایک اور تجربہ کیا گیا دونوں کمروں میں چند بچے رکھے گئے۔ ایک کمرے میں ماں کے دل کی مصنوعی دھکنیں سنائیں گتیں مگر دوسرا کمرے میں ایسا نہ کیا گیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ جن پھوں کو دھکنیں سنائی گتیں تھیں انہیں زیادہ بھوک لگی بہت دوسروں کے۔

پھر ایک اور تجربہ کیا گیا کہ یہ مصنوعی دھکنیں ماں کے دل کی دھکنوں جیسی ہوں چاہیے زیادہ شدید ہوں تو پھر بھی بچے پریشان ہوتے ہیں۔

کیا اب بھی بتانے کی ضرورت ہے کہ ماں بچے کے لئے جنت ہے؟ تو پھر بولو

Super Man In The World is Only Hazrat Muhammad
(P.B.U.H)

نظر بد اور تعویز

۲۱- قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم "لَا رَقِیْتَ لَا مِنْ عَيْنٍ او حَمْتَه
 (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۹۰ لائن نمبر ۲۵۹ ابن ماجہ صفحہ ۲۵۹ لائن نمبر ۱۸)

"منتر، تعویز کی اجازت نہیں مگر نظر بد یا پھونک کے کامنے پر"

تعویز کرنا

عربی زبان کے اندر جھاڑ پھونک تعویز، منتر کرنے کو "رقیۃ" کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دم کرنے کی اجازت دی ہے مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۸۸ لائن نمبر ۲ ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۵۹ لائن ۲۰ پر حدیث مبارکہ ہے۔ در خصوص فی الرقیۃ

من الحمته والعين والنملة

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی دم کرنے کی۔ تعویز کرنے کی پھونک کاٹ لے۔ نظر لگ جاتے۔ پہلو کے زخم (پھنسیوں وغیرہ) میں۔

پھونک میں اثر ہوتا ہے کہ نہیں اس پر تفصیل سے میں حدیث نمبر ۱۳ پر گفتگو کر آیا ہوں۔ یہاں رقیۃ کے دوسرے معنی "تعویز" پر تھوڑی سے گفتگو کرنا ہے۔

پادری لیدر پیٹر فرماتے ہیں

A Talisman or an amulet strongly charged with magnetism for a particular purpose. Some one who possesses strong magnetic power may be of invaluable help.

ایک تعویز یا منتر جس میں کوئی زبردست مقناطیسی شخصیت کسی خاص مقصد کے

لئے مقنای طیبی طاقت بھروسے بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔

آپ نے دیکھا ہوا تعریز لکھتے ہوتے کہ اس کے اندر ہند سے ہوتے ہیں۔ وہ لکھ کر مریض کو دے دیتے جاتے ہیں جاؤ۔ یہ باندھ لینا لٹکا دینا۔ حقیقت میں یہ مخصوص نمبرز ہیں جسکے لکھنے سے متعلقہ موکل فوراً پہنچ جاتے ہیں اور اللہ کی رضاۓ دہائے مصیبت کو ہٹا دیتے ہیں جو انسان کو نظر نہیں آ رہی ہوتی۔

وہی سسٹم ہے جو دارالسیس میں ہوتا ہے۔ آپ مخصوص نمبر طلاطے ہیں فوراً متعلقہ بندے سے بات ہو جاتی ہے اسی طرح تعریز کے اندر مخصوص بات کے لئے مخصوص نمبرز ہوتے ہیں جو چہاں ہوتے ہیں وہ موکل ادھر پہنچ جاتے ہیں اور کام شروع کر دیتے ہیں۔

یہ بات یاد رہے یہ موکل لکھنے والے کے قبفے میں ہوتے ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ ہر ایک کا لکھا ہوا تعریز کام نہیں کرتا۔

الفاظ اپنا ایک اثر رکھتے ہیں۔ پیراسائیکالوجی (Para Psychology) کے ایک ماہر پروفیسر پیرل ماشر کے مطابق نام زندگی پر اس حد تک اثر انداز ہوتے ہیں کہ الفاظ کا ترجمہ انسانی شخصیت کے نکھار یا بگاڑ کو ظاہر کرتا ہے۔ انہوں نے لفظ رحیم اور پرویز کا موازنہ کیا تو لفظ رحیم سے سبزا اور سفید روشنی نکلتی ہوتی محسوس ہوتی۔ جبکہ لفظ پرویز میں سے Black اور Dark Brown روشنی نکلتی ہوتی محسوس ہوتی۔

یہ روشنی بدن سے نکلتی ہے۔ ماہرین روحانیات Spiritualists کے ہاں ہر حرف کا ایک خاص رنگ اور اس میں ایک خاص طاقت ہوتی ہے۔ (تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۱۹ پڑھیں) غیب پینوں (Clairvoyants) نے حروف کو لکھ کر تیری آنکھ سے دیکھا تو انہیں الف کارنگ سرخ ب کا نیلا۔ د کا سبزا اور س کارنگ زرد نظر آیا۔ پھر انکے اثرات کا جائزہ لیا تو بعض الفاظ کے پڑھنے سے بیماریاں جاتی رہیں الفاظ طاقت کا

خزانہ ہیں حضرت علیہ السلام فرماتے ہیں۔

My words are life to those that find them and health to all their flesh

میرے الفاظ میرے ماننے والوں کے نئے زندگی اور انکے اجسام کے لئے صحت ہیں۔

الله پاک نے بھی تو ایک لفظ، ہی بولا تھا۔

By the word of Lord were the heavens made"

"اللہ کے ایک لفظ سے آسمان پیدا ہوتے"

اہمی الفاظ Highly Energized ہوتے ہیں۔

کے مصنف لیڈ پیٹر فرماتے ہیں۔ The master and the path

Each word as it is uttered makes a little form in etheric matter

"ہر لفظ انتہر میں ایک خاص شکل اختیار کر لیتا ہے"

ڈاکٹر لیول پاؤل کہتے ہیں۔ Astrologist

"مسلمانوں کی اہمی کتاب الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک خاص انرجی کا پیڑن ہے اس کی طاقت نہ صرف پڑھنے والے میں منتقل ہوتی ہے بلکہ قریب پیٹھنے والوں کو بھی گھیر لیتی ہے"

نظریہ

ہماری گنگوہوں الفاظ پر تھی۔ توعیز اور نظریہ نظر لگنا ہم اکثر استعمال کرتے ہیں کہ فلاں بچے کو نظر لگ کتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

العین حق (ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۵۸)

"واقعی نظر لگتی ہے"

و عن عائشہ قالت امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یسترقی من العین
ابن حارثہ - مسلم - مشکوہ ثہیف - جلد ۸۹ - لام نہہ -

حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ "تم نظر
پر کے لئے تعویز کروائیں"

مخنی علوم میں سے ایک علم Parapsychology کے نام سے سامنے آتا ہے۔
اس علم کے ماہرین فرماتے ہیں کہ ہر انسان کی آنکھ سے کچھ غیر مری شعاعیں جنمد و قت
نکلتی رہتی ہیں ان کی نوعیت ثابت اور مخفی دونوں ہو سکتی ہے یہ شعاعیں جلد میں موجود
سماءت کے ذریعے انسانی جسم میں جذب ہو جاتی ہیں۔

مخفی شعاع ہوگی تو جسم کو نقصان پہنچاتے گی۔ ثابت ہوکی تو تعمیر جسم کا باعث
بنے گی۔ ڈاکٹر کرنگشن کہتے ہیں کہ انسانی بادی سے ثابت اور مخفی ہر دوں کا خرون ہوتا
ہے وہ اس لہر کو Aura کا نام دیتے ہیں اور فرماتے ہیں

Aura is an invisible magnetic radiation from the human
body which either attracts or repels.

ترجمہ : "اورا" وہ غیر مری مقناطیسی روشنی ہے جو انسانی جسم سے خارج ہوتی
ہے۔ یہ یا تو دوسروں کو اپنی طرف چینختی ہے یا پرے دھکیلتی ہے
مخفی سوچ و کردار والے آدمی کی شعاعیں دوسرے جسم کو نقصان پہنچاتی ہیں ڈاکٹر
نکلسن ڈیویز جو علم روانیات میں ایک مستند حیثیت رکھتے ہیں وہ فرماتے ہیں نگاہیں
چہاں چہاں پڑتی ہیں وہیں جسمی ہیں پھر ان کا اچھا یا براثر اعصاب دماغ اور ہار موڑ پر پڑتا
ہے۔

نظر میں کتنا اثر ہوتا ہے اس کی ایک ایک مثال سنتے جائیں آپ کو یقین ہو جاتے کہ

نظر بہ اثر کھتی ہے۔

ترکی کے ڈاکٹر حلوک نور باتی Radiobiology Specialist ہیں اپنے موصوع

"The situation of those in the heavens and on the earth at the resurrection"

میں فرماتے ہیں کہ ایک خاص قسم کے کچھوے ہیں جو انڈے دینے کے بعد اسیں دن ان کو گھورتے ہیں ان کی آنکھوں سے ایسی شعاعیں نکلتی ہیں جو انڈوں کو پکاتی ہیں اور بچے پیدا ہوتے ہیں۔

کچھوے کی آنکھ میں اثر ہو سکتا ہے تو انسان کی آنکھ میں اثر نہیں ہو سکتا؟

ڈاکٹر الیگزینڈر کانن (Dr. Alexander Canon) اپنی کتاب

"Invisible Influence" کے صفحہ ۵۱-۵۲ پر فرماتے ہیں۔

ذگ اپنے شکار پر اچانک حملہ نہیں کرتا بلکہ اس کے قریب آکر اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتا ہے پھر سر کو اس انداز سے ہلاتا ہے کہ شکار پہنچا تازہ ہو کر رہ جاتا ہے " یعنی سانپ کی آنکھوں سے ایسی شعاعوں کا خروج ہوتا ہے کہ شکار ایک دم جام ہو جاتا ہے۔

ہر چیز سے ہریں نکلتی ہیں اسی طرح بندے سے بھی مقناطیسی ہر ہوں کا خروج ہوتا

ہے۔

Like the earth man also has magnetic vibrations which produce different impressions in different cases.

ڈاکٹر الیگزینڈر فرماتے ہیں کہ "زمین کی طرح انسان کی ہستی بھی مقناطیسی ہریں خارج کرتی ہے جن کا اثر مختلف حالات میں مختلف ہوتا ہے"

اگر لمہریں نیک آدمی سے نکلیں جس کے خیالات و اعمال پاک ہیں تو وہ دوسروں میں محبت پیدا کریں گی۔

خلاصہ

میرا اتنے سارے دلائل دینے کا مقصد صرف یہ تھا کہ آپ جان جائیں ہر شے سے لمہریں یا شعاعیں نکلتی ہیں اور وہ اثر بھی رکھتی ہیں اسی طرح آدمی بھی کسی پھر کو دیکھنے تو دوسرے جسم پر اثر ہوتا ہے برسے آدمی کی نظر بد سے بچنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تعریز کرواو۔ آج ۱۴۳۱ سال بعد تحقیق ہوتی ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی ساری تحقیق کو دلفظوں میں بند کر دیا "نظر لگتی ہے بچنے کے لئے تعریز کرواو"

ایک جگہ بیٹھ کے دور کی چیز کو دیکھنا

ایک جگہ بیٹھ کر ہر جگہ نظر آنا

عن جابر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لما کذبنا قریش قمت
فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرہم عن آیاتہ وانا نظر الیہ

(مشکوٰۃ ثریف صفحہ ۵۳۰ لائن ۲)

ترجمہ "جب قریش نے میرے واقعہ معراج کو جھٹالیا تو میں (میراب رحمت) پڑھ کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا۔ تو میں نے کھڑے ہو کر جو وہ پوچھتے تھے سب کچھ بتا دیا اور میں بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا"

ایک جگہ بیٹھ کر سینکڑوں میل دور کی چیز دیکھنا
انسیا۔ کرام سائنسی۔ فکری اور تمدنی لحاظ سے دنیا سے بہت بلند ہوتے ہیں۔ جن ایجادات سے لوگ اب فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ایک کارنامہ سمجھتے ہیں انسیا۔ کرام انکو بہت پہلے بہت سادہ طریقے سے استعمال کر کے دیکھا چکے ہیں۔

بھری چہازاب بنے ہیں لیکن نوح علیہ السلام نے یہ سب سے پہلے بنایا اس چیز ڈوب گئی تھی مگر وہ چہازنہ ڈوبتا تھا اور پانچ ماہ تک مسلسل پانی پر چلتا رہا۔

ہواتی چہازاب بنائے ہے اسکو اڑانے کے لئے پڑول وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن سلیمان علیہ السلام اپنے تخت کو بغیر پڑول کے اڑاتے تھے۔

آج سری لنکا امریکہ و برطانیہ کے ڈاکٹر اپریشن کے ذریعے نایبنا کو پینا کرتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف ہاتھ لگا کر انہوں کو ٹھیک کر دیا کرتے تھے۔

آج واتر میں ایجاد ہوتی ہے بغیر تارکے دور دراز کے پیغامات آپ سن لیتے ہیں یہ انیاں سے جو گفتگو ہوتی ہے موہی جو کوہ طور پر باتیں کرتے تھے واتر میں سسٹم ہی تو ہے۔

آج ریڈار ایجاد ہو چکا ہے۔ اس کا کام یہ ہوتا ہے یہ طاقتوں میں خارج کرتا ہے وہ جس چیز سے ٹکراتی ہیں تو اپس آکر سکرین پر اس کی تصویر بنادیتی ہیں۔ یہی حال اولیاں و انیاں کے دماغ کا ہوتا ہے لنکے دماغ سے زبردست لمباؤں کا خروج ہوتا ہے وہ جب مطلوبہ جگہ سے ٹکراتی ہیں تو اس کی تصویر اللہ کے نبی ولی کی آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے۔ اسی طرح جب قریش مکہ نے پوچھا کہ آپ بیت المقدس گئے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گیا ہوں۔ بیت المقدس قریش کے چند لوگوں نے دیکھا تھا وہ جانتے تھے کہ چالیس دن پہلی سفر ہے ایک رات کے تھوڑے حصے میں جانا اور آنا ناممکن ہے۔ انہوں نے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھنی شروع کر دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے اور تمام نشانیاں بتاتے گئے۔ بالکل وہی ریڈار سسٹم۔

سیٹلانیٹ نے اس حدیث مبارکہ کی اور تائید کر دی ہے۔ آج سیٹلانیٹ کی وجہ سے اتنی ترقی ہو گئی ہے کہ آپ پاکستان میں بیٹھے ہیں تو امریکہ میں وائیٹ ہاؤس کو سیٹلانیٹ کے ذریعے یوں دیکھ سکتے ہیں جیسے آپ پاکستان میں نہیں بلکہ امریکہ میں بیٹھے ہونتے ہیں۔

یہ تمام کا تمام طاقتوں میں کامال ہے۔ جنہیں سکرین Receive کر کے دیکھاتی ہے۔ اسی طرح انیاں بھی ایک جگہ بیٹھ کر دوسرے علاقے کو اسی طرح دیکھ لیتے ہیں ہم انسان کو آلات کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن انیاں و اولیاں کو آلات کی ضرورت نہیں ہوتی۔

سٹیل اسٹ کی مدد سے ہم دور دراز ہونے والے مذکورات دیکھتے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہم وہاں خود نفس نفس موجود ہیں۔ سیاروں ستاروں کے علاوہ زمین میں پوشیدہ معدنیات تک دیکھ سکتے ہیں۔ حال ہی میں امریکی جاسوسی سٹیل اسٹ نے بوسنیا کے چند علاقوں کی تصاویر اتاری ہیں اور انکشاف کیا ہے کہ یہ تصاویر بوسنیا کی مسلمانوں کی مشترک قبروں کی ہیں۔

ایسی تصاویر اتارتے ہیں جن کی تفصیل دس سے لے کر تیس میٹر تک ہوتی ہے۔ اور Key hole satellite کی مدد سے گاڑی کی نمبر پلیٹ تو نہیں پڑھی جا سکتی البتہ عام اور فوجی گاڑیوں میں تمیز کی جا سکتی ہے اس کی صلاحیت Infra Red Rays کی مدد سے بہتر کی جا سکتی ہے۔

آج یہ سائنس کی بدولت ممکن ہوا ہے کہ ایک آدمی ایک مقام پر کھڑے ہو کر دوسرے مقام کو دیکھ سکتا ہے۔ دُوثوق سے بات کر سکتا ہے اسی چیز کا مظاہرہ ہمارے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا کیا ایک جگہ بیٹھ کر دور دراز مقامات کو واقعات کو دیکھا اور اس کی متعلق دُوثوق سے گفتگو فرمائی اور وہ صحی تھی۔ محمد مختار شاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سپریں ان دی ورلد اس لئے تو کہتا ہے کہ سائنسدان دوسری جگہ کو سٹیل اسٹ کے ذریعے دیکھتے ہیں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر آلات کے دیکھتے ہیں اور صرف اس دنیا کو، ہی نہیں بلکہ اگلے چہان یعنی قیامت تک کو دیکھ لیتے ہیں۔ ہوتے ناں سپریں؟

اب چند مثالیں پیش کرتا ہوں کہ ایک جگہ بیٹھ کر دور دراز دیکھا اور خبر دی۔

۱۔ مشکوہ شریف صفحہ ۵۰۶ لائن ۳ پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ پیان کرتے ہیں قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سفر فلما کان قرب المدینہ حاجت ربع تکاد

ان تدفن الراکب فقال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بعثَتْ هَذِهِ الرِّبْعَ لِمَوْتٍ مُنَافِقِينَ

فَقَدِمَ الْمُدِيَّتُهُ فَإِذَا عَظِيمٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ قَدِمَاتِ

"حضرور صلی اللہ علیہ وسلم (غزوہ بنی منظرق) سے واپس آرہے تھے۔ مدینہ کے قریب پہنچنے تو سخت حوا چلی قریب تھا کہ سواریاں چھپ جاتیں دفن ہو جاتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ ہو امناق (رفاعہ) کی موت کے لئے تسبیح کرنی ہے مدینہ پہنچنے تو وہ عظیم امناق (رفاعۃ) مر چکا تھا"

حضرور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوا (یعنی لمبودن) کے ذریعے مدینہ میں رفاعہ کی موت کو دیکھ لیا، اور بتادیا کہ وہ مر گیا ہے۔ امناقین جو مجاہدین کے روپ میں ساتھ رہنے والے موجود ملا کہنے لگے یہاں بیٹھے ہوتے یہ پتہ چل گیا کہ مدینہ میں رفاعہ مر کیا ہے یہ نہیں معلوم اور اونٹھنی کہا ہے؟ (حضرور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں نظر مبارک دوڑاتی روحانی بہریں نکلی ہوئیں واپس آکر بتادیا ہو گا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اونٹھنی کی نکیل فلاں گھاؤ میں درخت کے ساتھ اونٹھی ہوئی ہے صحابہ کرام گئے اور لے آئے۔

یہ تمام کا تمام ریڈار سسٹم ہے ایک جگہ بیٹھ کر دور دراز کی خبر دے دینا۔

۲۔ مشکوہ شریف صفحہ ۳۳۱ لائن نمبر ۲۶ پر ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عن فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نعی للناس النجاشی الیوم الذی مات فیہ و خرج

بهم الی المصلى فصف بهم و کبرا ربتع تکبیرات

بخاری شریف میں ابو ہریرہ سے یوں روایت ہے نعی النبی الی الصحابة النجاشی ثم تقدم فصوفا خلفه فکبرا ربعاً

ترجمہ "حضرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس دن نجاشی (حشمتہ کا بادشاہ) کا انتقال ہوا صحابہ کو بتایا اور انہیں لے کر جنازہ گاہ کی طرف گئے ان کی صفين بنائیں اور چار تکبیرات کہیں۔"

شہ نجاشی صبھہ میں فوت ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں بیٹھے ہوئے دیکھ لیا۔

اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دور دراز کے واقعات کو دیکھ لیتے تھے یعنی جو کام آ جکل Satellite نے ممکن کر دکایا اس کا عملی مظاہرہ ہمارے نبی کی ذات اقدس نے آج سے آج سے ۱۴۲۱ مال قبل کر کے دکایا ہوتے نا سپر میں؟

ایک جگہ بیٹھ کر متعدد مقامات پر نظر آنا
آپ نے اکثر سنا ہے کہ قبر میں تین سوال ہونگے
من ربک؟ (تیرا رب کون ہے؟) مادینک (تیرا دین کیا ہے؟) ماکنت تقول فی حق
ہذا الرجل؟ اس حقیقتی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟

یہ تین سوال ہر مردے سے ہوتے ہیں۔ اور دنیا کے اندر ایک ہی وقت میں سینکڑوں آدمی مرتے ہیں۔ اور سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی قبور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے ہیں۔ آپ کا موجود ہونا بلا مثال ہے۔ دنیا سے کیا مثال دوں لیکن سمجھانے کے لئے عرض کرتا ہوں ہندوستان کے علاقہ بنگلور میں عالمی مقابلہ حسن ہوا دوسرے دن اخبارات کے اندر چھپا کہ اس مقابلہ کی تمام کارروائی ۱۱۵ عمالک کے افراد نے اپنے ملک میں اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ کر دیجی۔

ایک بات عرض کرتا ہوں وہ یونان کی عالمی حسینہ ایک جگہ بنگلور کے شیخ پر کھڑی تھی اور ۱۱۵ عمالک کے ہر گھر میں بھی موجود تھی۔ سب اسے دیکھ رہے تھے۔ تو ہاتھ غبی سے آواز آتی ساتھدا انو تم اگر ایک لڑکی کو ۱۱۵ عمالک میں دیکھا سکتے ہو اور لڑکی ایک جگہ کھڑی ہوتی ہے کہ تو ہم بھی طاقت رکھتے ہیں ہمارا محبوبِ مدینے میں رہ کر ہر ایک کی قبر میں نظر آ سکتا ہے۔ لیکن وہ صرف بولتی ہے آپ کی سنتی نہیں۔ حضور جب سامنے آتے ہیں بولتے بھی ہیں سنتے بھی ہیں۔

مغارب و مغارب

ان الله زوى لى الارض حتى رئيت مشارقها و مغاربها

(مسلم شریف صفحہ ۲۹۰ جلد ۱)

"الله تعالیٰ نے میرے تے زمین سمیٹ دی تو میں نے اس کے مشارق اور
غارب دیکھے"

شرق سورج نکلنے کی جگہ اس کی جمع ہے مشارق
مغرب، سورج کے ڈوبنے کی جگہ اس کی جمع ہے مغارب
حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے زمین کے مشارق دیکھے۔ اور مغارب
دیکھے یعنی جمع کا صیغہ بولا۔ مدینہ شریف میں آپ نے یہ فرمایا تو ظاہری بات ہے مدینہ
شریف کا ایک ہی مشرق ہے اور ایک ہی مغرب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع Plural استعمال کیا ہے اور عربی میں جمع کم از کم
تین پہ بولی جاتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کم از کم تین مشارق
اور تین مغارب دیکھے ہیں۔ یہ حدیث مبارکہ ایک بہت بڑا سائنسی نظریہ پیش کر رہی
ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سائنسدان کہتے ہیں۔

۲۱۔ جون سے لیکر ۲۲ دسمبر تک ہر صبح سورج ایک نئی مشرق سے طوع ہوتا ہے۔

اوہ یوں ۱۸۲ مشارق بنے اور ۱۸۲ ہی مغارب

جون کے ۹ دن

دسمبر ۱۰ دن

جولائی ۳۱ دن

اگست ۲۱ دن

ستمبر ۳۰ دن

اکتوبر ۱۳ دن

نومبر ۳۰ دن

کل ۱۸۲ دن

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بجا فرمایا کہ میں نے مشارق اور مغارب دیکھے ہیں۔
اور طرح سے بھی مشارق کی تعداد بڑھاتی جا سکتی ہے۔

ایک مشرق وہ ہوا جہاں سے سورج سب سے پہلی بار نکلا تھا۔ ہر ملک کا مغرب
کسی نہ کسی دوسرے ملک کا مشرق ہوتا ہے۔ ترکی کا مشرق درحقیقت ایران کا مغرب
ہے۔ یوں آپ حساب لگائیں کہ کتنے مشرق اور مغرب بن جاتے ہیں۔

یونان کا مشہور مورخ ہمیروڈوٹس لکھتا ہے کہ "میں جب مصر گیا تو وہاں ایک
مزہبی پیشوائے مجھے بتایا کہ مصر کے پہلے بادشاہ کی تخت نشینی سے آج تک ۱۴۰ نسلیں
گزر چکی ہیں اگر تین نسلوں کا زمانہ ایک سو سال کے برابر ہو تو یہ کل ۱۴۰۰۰۰۰۰۰ اس
عرصے میں دو مرتبہ سورج مغرب سے نکل کر مشرق میں ڈوبتا ہے۔

"ہمیروڈوٹس کی تاریخ" جلد دو تم صفحہ ۱۴۱ کی اس روایت کے مطابق تو دو مشرق
ہو گئے مصر کے اور ایک مشرق ہوامدینہ کا تین ہوتے کہ نا؟
ابن ماجہ شریف صفحہ ۳۰۵ لائن ۱۵ پر فرمایا

لَا يَقُومُ الساعِتَهُ حَتَّىٰ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا
قِيَامَتُ قَاتِمَنَهُ هُوَ الْجَيْحَنُ جَيْحَنٌ مَّا تَرَىٰ

ایک یہ مشرق ہوا جہاں سے اب نکلتا ہے ایک وہ مشرق ہو گا جہاں سے قرب
قیامت نکلے گا۔

سورج زمین کے قریب آئے گا

عن المقداد قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول تدلي الشمس يوم
القيمة من الخلق حتى تكون منهم كمقدار ميل ----- الخ

امثلوٰہ شریف صفحہ ۳۸۲، لائن ۹

روایت مقداد کرتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سن۔ ”قیامت کے دن سورج مخلوق کے ایک میل کی مقدار قریب ہو جائے گا“

سونج

یہ زمین سے 93000000 میل دور ہے۔ یہ ایک ستارہ ہے۔ جو خود بخود پہنچتا ہے اس کے اندر ہائیڈروجن کے ہمراہ وقت دھماکے ہوتے رہتے ہیں جن کے دھماکوں سے وہ پہنچتا ہے اور روشنی زمین پر بھی آتی ہے۔ یورپ کے ایک ماہر طبیعت نے اندازہ لگایا ہے کہ تمام دنیا میں ہر سال صرف $1/4$ چھٹانک وزن کی بھلی خرچ ہوتی ہے۔ اور سورج سے صرف ایک دن میں جو روشنی زمین پر آتی ہے اس کا وزن 8×10^{27} من ہے۔ اگر اتنی روشنی آپ کو زمین پر پیدا کرنی پڑے تو آپ کا $15,00,00,00,00,00,000$ ڈالر لگتا ہے۔ اور سورج کی تمام روشنی زمین پر نہیں پڑتی بلکہ اس کی روشنی کا صرف $1/200,00,00$ حصہ پڑتا ہے۔

سونج کی تحقیقات کے لئے سائنس کی ایک نئی شاخ وجود میں آتی ہے جو Helio Sasmology کہلاتی ہے۔ یورپ کے سابھا سال کے مشاہدات و مطالعہ نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ سونج کسی نامعلوم منزلی طرف سفر کر رہا ہے۔ ولیم ہر شل نے کہا

The Sun is Travelling Through Space

" سورج خلائیں سفر کر رہا ہے"

کہ ہر جا رہا ہے کسی کو معلوم نہ ہو سکا۔ البتہ یہ سوال کہ جا کس رفتار سے رہا ہے۔
اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

کیلیفورنیا کی ایک رصدگاہ کے ڈائرکٹر آر۔ بی ایٹیکین کا اندازہ یہ ہے کہ ہمارا نظام
شمسی اپنی کمکشاں کے ساتھ ۲۴۰۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے کسی نامعلوم منزل کی
طرف سفر کر رہا ہے۔

ہو سکتا ہے سورج کا یہ نامعلوم سمت سفر اچانک قرب قیامت کو زمین کی طرف مڑ
جائے اس کی توجیہ بھی پیش کی جاسکتی ہے جیسے محترمہ پروفیسر نیلہ اسلم صاحبہ نے اپنے
کالم "Sun and earth" میں لکھا فرماتی ہیں "Fusion کا عمل ہمیشہ جاری نہیں رہ
سکتا۔ مرکز کے دباو اور ٹمپریچر کو پرقرار رکھنے کے لئے سورج کو اب پہلے سے زیادہ
مقدار میں Hydrogen کسی کو Helium میں تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ یہی سلسلہ چلتا رہا تو
سورج آہستہ آہستہ جسمات اور تیش میں بڑھ جاتے گا۔

سورج کا سائز آج کی نسبت 50% زیادہ ہو جاتے گا اور یہ سفید گرم ستارے کی
بجائے دہکتے ہوتے سرخ کوئلوں کی طرح سرخی مائل رنگ اختیار کرے گا لگے دو
ارب سالوں میں سورج پھیل کر دیوقامت سرخ ستارہ بن جاتے گا پھر اس کی جسمات
آج کی جسمات سے سو گناہ زیادہ ہو جاتے گی اور پھمک 500 گناہ زیادہ ہو جاتے گی اور زمین
کا ٹمپریچر ۲۶۰۰ درجے فارن ہائیٹ ہو جاتے گا اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ سو
ڈگری پہ پانی ابل جاتا ہے۔ اس لئے کہا گیا کہ زمین اس دن تابنے کی طرح تیقی ہو گی۔

محترمہ پروفیسر نیلہ اسلم فرماتی ہیں کہ سورج کا سائز بڑھنا اس کو ہماری زمین کے
قریب لانے کی وجہ بنے گا۔

خواب

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم الروياثلات

۱- فبشرى من الله

۲- وحديث نفس

۳- وتخويف من الشيطان

(ابن ماجہ ثائب صحیح ۸۰)

ترجمہ :- خواب کی تین اقسام ہیں ۱۔ اللہ کی طرف سے بشارت ۲۔ اعصابی احساسات ۳۔ شیطانی خواب

خواب

خواب کو عربی زبان میں رویا (بروزن بشری) کہتے ہیں لفظ "خواب" اردو زبان میں مذکرا استعمال ہوتا ہے "میں نے خواب دیکھا"

"وہ کام جو وہ جاگے ہوئے کرتا ہے اگر نیند یا استغراق کی حالت میں کرے تو خواب کہلاتا ہے"

بیضاوی نے کہا "وقت خیالیہ سے اتر کر اگر کوئی صورت حس مشترک میں پچھپ جائی ہے تو اسے رویا (خواب) کہا جاتا ہے"

مولانا نے فرمایا حق تعالیٰ کے عجائب خلق میں سے ایک خواب بھی ہے۔"

زندگی ہے تو خواب ہیں۔ مہر ایک خواب دیکھتا ہے۔ انیسا، اولیاء، بادشاہ و گدا امیر و فقیر، سفیر و وزیر، حاکم و مشیر۔ قاصنی و غازی۔ چھوٹا ہو یا بڑا عورت ہو یا مرد خواب دیکھتے ہیں۔ اور جب تک زندہ ہیں خواب دیکھتے رہیں گے۔

اعتراض

جناب عبید اللہ قدسی صاحب اپنی کتاب "اویام و حقیقت" میں فرماتے ہیں کہ خواب میں کوئی نئی چیز نہیں ملتی۔ یہ سف ہمارا حافظہ ہے جو ہمارے خوابوں کے جال بنتا ہے۔ ہمارے حافظے میں نہ جانے کیا کیا دبایا ہے۔ جب تک ہم جائیں رہتے ہیں ہمارے بیرونی مشاغل حافظہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ لیکن سونے کے بعد تحت الشعور کا دروازہ کھلتا ہے اور وہ آرزوئیں خواہشیں جو پوری نہ ہو سکیں وہ خواب میں مجسم بن کر دیکھتی ہیں۔

یونانی فلاسفہ اسٹون نے بھی یہی کہا۔ "خواب ایک فطری چیز ہے اس میں کوئی بلاقی طاقت کا فرمانہیں" ڈاکٹر فرانسیڈ ماهر نفیات کہتا ہے
"جنس کے جذبات کا خوابوں میں بہت بڑا دخل ہے۔ وہ مزید کہتا ہے جو آرزوئیں اور خواہشیں بیماری کے عالم میں پوری نہیں ہوتیں انسان ان کی خواب میں تکمیل کرتا ہے۔ اور اپنی حرثوں کے خون کا انتقام لیتا ہے۔

خواب اور قرآن

"ماہرین نفیات کا یہ خیال ہے کہ خواب کا تعلق انسانی سوچ سے ہے جو کچھ وہ سوچتا رہتا ہے وہی کچھ محسوس بن کر نیند کی حالت میں دیکھتا ہے" ہماری کتاب مقدس قرآن مجید میں خواب کا تصور ملتا ہے۔

یوسف علیہ السلام کا خواب بڑا مشہور خواب ہے۔ صدر یوسف کی آیت نمبر ۴ پر ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے ابو جان سے کہا۔ اے میرے ابا جان میں گیارہ ستاروں اور سورج و چاند کو مسجدہ کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں یعقوب علیہ السلام نے کہا میرے بیٹے یہ خواب اپنے بھائیوں سے پیان نہ کرنا۔

اس خواب کی تعبیر کیا تھی سورہ یوسف کی آیت نمبر ۱۰۰ میں ہے کہ اور اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا و خرولہ مسجد اور سب گیارہ بھائی اور ماں باپ مسجدے کو جمک کئے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا۔

یا بَتْهُذَا تَوَيِّلَ رَوَءِيَّا يَہٗ بِهِ مِيرے خواب کی تعبیر
بِقُولِ ارْسَطُوكَ خواب میں کوئی بلاقی طاقت کا فرمانہیں ہوتی تو یوسف علیہ السلام
کو کیا دیکھایا گیا تھا۔ کیا وہ چھوٹی سی عمر میں یہ آرزو رکھتے تھے کہ گیارہ ستارے اور
سورج و چاند انکو مسجدہ کریں؟

ابراہیم علیہ السلام کی خواب کو ہی لیجئے آپ نے رب سے مانگ مانگ کے بچے لیا۔
۹۰ سال کی عمر میں بچہ ملا۔ اگر خواب صرف ان اشیاء کی محسوس صورت ہوتی ہے جو بندہ
سوچتا رہتا ہے تو کیا وہ باپ جو بدلکل بوڑھا ہو چکا ہوا سے بڑھاپے میں بڑی التجاذب کے بعد
بچہ ملا ہو کیا وہ اس کے بارے میں یہ سوچے گا کہ اسے میں ذبح کر دوں؟ ہرگز نہیں ابراہیم
علیہ السلام کو خواب میں حکم ملا کہ بچے کو ذبح کرو۔ آپ بچے کو بیدار چل دیئے۔ اور مگر پر
چھری رکھ دی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی

قد صدقَتِ الرُّوْيَا (صفتِ ایت نمبر ۱۰۳)، تم نے خواب سچا کر دیکھایا۔ "نَحْذَّرُ الْمُؤْمِنَ الْبَلُوْرَ الْمُبَيِّنَ بِلَا شَبَهٍ يَهُ صَرْعَ آزِمَّا شَ تَهُجِي۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداء میں بچے خواب آتے تھے صحیح کو بعینہ وہی کچھ ہوتا
جو آپ خواب میں دیکھتے آدمی جتنا زیادہ نیک ہو گا خواب اتنا ہی یقینی ہو گا۔ چونکہ انہیاں
سے زیادہ نیک بھی کوئی نہیں ہوتا اس لئے ان جیسا خواب بھی کسی کا نہیں ہوتا۔
ماہرین فضیلت نے جو کچھ کہا وہ سچ ہے۔ لیکن ان کی نظر خواب کی صرف ایک قسم
تک رہی۔ دنیا کے عظیم ماہر فضیلت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
خواب کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ بشری من اللہ

اللہ کی طرف سے کسی امر کا یا اپنی پوشیدہ صفات میں سے کسی خاص صفت کا یا مدرج قرب ذات میں سے کسی درجہ خاص کا اہم ہونا۔ انیما و اولیاء کے جو خواب ہوتے ہیں وہ مبشرات میں سے ہی ہوتے ہیں اس کی دلیل یہ ہے۔

حضرت ابو حیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو صحابہ کرام ^{رض} غمگین ہو کر حاضر خدمت ہوتے اور عرض کیا کہ آپ ہم کو کار خیر سے مطلع فرمایا کرتے تھے۔ اگر اب خدا نخواستہ آپ کی اجل آپ پہنچی تو ہم کو کون مطلع کیا کرے گا؟ اور دینی و دنیاوی امور میں خیر و بھلائی ہمیں کس طرح معلوم ہوا کرے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؟

بعد وفاتی یعنیقطع الوحی ولا یعنیقطع المبشرات

مسیری وفات کے بعد وحی تو ختم ہو جاتے گی۔ لیکن مبشرات بند نہ ہوں گے۔ صحابہ کرام ^{رض} نے عرض کی مبشرات کیا ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الرواية الصالحة يراها المرأة الصالحة" وہ اچھے خواب جو نیک بندوں کو دکھانی دیتے ہیں۔ انہیں مبشرات کے متعلق ہی فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۸۶ لائن ۲۲ پر رقم ۷۳ بے رویاء المؤمن جزء من ستة واربعين جزء من النبوه مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسوں حصہ ہے۔

اذان جسی عظیم شے بھی تو خواب میں ہی عطا کی گئی تھی۔ اس لئے یونانی فلاسفہ کا یہ کہنا کہ خواب میں بلائی قوت کا فرمان نہیں ہوتی سراسر غلط ہے۔ اگر نیند کی حالت طاری کر کے آپ باہر سے حکم دیں وہ خواب ہی محسوس کرتا ہے اور اسے اس چیز کی خبر ہو جاتی ہے کیا اللہ پاک آدمی کے باطنی حواسات پر نیند کی حالت میں ایک چیز کو وارد نہیں کر سکتا۔ جس نے صحیح رونما ہونا ہے؟ کر سکتا ہے۔

۲۔ حدیث نفس

ماہر نفیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب کی دوسری قسم حدیث نفس بتائی ہے۔

بیداری میں کوئی چیز دیکھی سوچی سنی ویسی ہی خواب میں نظر آگئی۔ یا وقت خیالیہ نے از خود اختراع کر لیا اس خواب کو حدیث نفس کہتے ہیں۔

ڈاکٹر سینگ نے تجربہ کیا انہوں نے حوالات میں قیدیوں کے خواب پوچھے تو ۹۶ فیصد قیدیوں کے خواب گھر بیو زندگی کے متعلق تھے۔ یہ حدیث نفس ہے کیونکہ قیدی کو زیادہ تر گھر کی یاد ساتھی ہے۔ خواب میں بھی وہ وہی کچھ دیکھتا ہے۔ ایک لڑکے نے دن کے وقت "امیر حمزہ کی داستان" پڑھی رات کو وہ خواب میں خود کو امیر حمزہ کے لشکر میں پاتا ہے۔

نوجوانوں کو زیادہ تر عورتوں کے خواب آتے ہیں وجہ یہ ہے کہ ان کا زیادہ دھیان جنس کی طرف ہوتا ہے۔

آسٹریا کا ماہر نفیات ڈاکٹر فراہڈ (Freud) کہتا ہے "جنس کے جذبات کا خوابوں میں بہت بڑا دخل ہے"

بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ آدمی ایک ہی مستلعے کو مسلسل سوچتا رہتا ہے۔ اسکا حل خواب میں مل جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ دماغ مسلسل اس کام میں لگا رہتا ہے جیسے دنیا کا مشہور ریاضی دان مسٹر راماؤ جن مدراسی بہت سے مسائل خواب میں حل کر لیا کرتا تھا۔ کیونکہ وہ دن کو سوچتا رہتا تھا سوتے لمبے بھی دماغ کا وہ حصہ کام کرتا رہتا تھا، چنانچہ اسے حل مل جاتا ہے۔ سلاتی مشین کا موجد تھیانیر تھیلی فرانسی نے سلاتی مشین بناتی تو اسکی سوتی میں سوراخ پیچھے تھا تو مشین چلاتے ہوتے دھاگہ ٹوٹ جاتا تھا وہ بڑا پریشان رہتا تھا، وقت سوچتا رہتا ایک دن یوں ہوا کہ وہ سوچتے سوچتے سو گیا خواب میں دیکھتا ہے

کہ کسی جنگل میں پہنچ کیا وہاں ایک قبیلے نے جملہ کیا انکے ہاتھوں میں برچھے ہیں انکے سروں پر سوراخ ہیں۔ ایک دم سے آنکھ کھلی اسکی پریشانی کا حل مل گیا اسے سلاطینِ مشین کی سوتی کے منہ میں سوراخ کیا اب دھاگہ نہیں ٹوٹا تھا اور روانی نہ زیادہ ہو گئی۔

مسٹر رام رتن کپلا "Kapsons" فرم کے مالک اس فرم میں ایسٹر کنڈیشنر بنتے ہیں۔ انکو سلوگن کی ضرورت تھی اخبارات میں اعلان کروایا مگر کوئی Penetrating سلوگن نہ ملا وہ رات دن سلوگن کی سوچ میں لگے رہتے ایک رات خواب دیکھا کہ ایک باغ ہے نہایت سہانا موسم پرندے چچمار ہے ہیں یہ منظر بھلا کا ایک دم ان کے منہ سے جملہ نکلا "ویدر ہو تو ایسا" یہ کہتے ہوئے آنکھ کھل گئی انہیں معلوم ہوا کہ سلوگن تو نیار ہے انگلش میں

یہ جملہ بتایا Kapsons: The Weather Masters

کہتا ہے۔ Montaigne

I admit that dreams are the real exponents of our tendencies but their understanding needs an art.

بعض اوقات خواب مختلف ٹکڑوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یعنی اس خواب کے ٹکڑوں کو ملائیں تو بیداری کی حالت میں ہر ٹکڑے میں ساون کا وقفہ ہوتا ہے۔ مشرفات تو یہ ہوتے ہیں جو ہوتا ہے وہی آپ دیکھتے ہیں اور کچھ خواب ایسے ہوتے ہیں دیکھا کچھ ہے تعبیر کچھ اور ہوتی ہے۔ مثلاً یوسف علیہ السلام کے ساتھی قیدی نے دیکھا کہ اسکے سر پر روٹیاں ہیں اور پرندے کھا رہے ہیں اب تعبیر پیا مہربنے یہ بتاتی تو پھانسی چڑھے گا اور چیل کوے گدھ تیرا کوشت نوچیں گے۔

حضرت دانیال علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ دیکھو خواب دیکھنے والا کون ہے؟ بادشاہ ہے کہ گد اعلم ہے کہ جا حل، امام ہے کہ غلام مرد ہے یا عورت، نیک ہے یا بد فارغ ہے یا مشغول موسم گرد بے یا موسم سرما

ایک ہی خواب دو آدمی دیکھتے ہیں لیکن تعبیر ایک جیسی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً علم تعبیر کے ماہر علامہ ابن سیرین سے ایک آدمی نے پوچھا کہ "میں خواب میں اذان دے رہا تھا آپ نے فرمایا تو مج کرے گا وہ شکل و صورت سے مستقیٰ لکھا تھا ایک اور آیا اس نے بھی وہی خواب بتلایا آپ نے فرمایا تو چوری کے جرم میں پیدا جائے گا۔ بعض اوقات زیادہ کھانے کا بھی اثر ہوتا ہے آدمی زیادہ کھائے تو بھی خواب آتے ہیں اسکی کچھ تعبیر نہیں ہوتی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ ایک خواب دیکھا اور پریشان خواب پیان کرنے لگا آپ نے پوچھا تو نے کہا یا کیا تھا؟ جواب دیا بہت سے پختہ کھجور آپ نے فرمایا اس خواب کی تعبیر درست نہ آئے گی۔

تخویف الشیطان

یہ خواب کی تیری قسم ہے۔ انسانی بدن کے اندر شیطان تمام متعالات پر تیر جاتا ہے۔ اس لئے بعض اوقات قوت خیالیہ میں کوئی ہتھیت امرین ڈراونی شکل یا تفریخ آگئیں صورت ڈال دیتا ہے۔ ایسے خواب کو انسفاث احلام یعنی پریشان خوابوں میں شمار کرتے ہیں۔

عورتوں سے "ملاقات" ظلم و جفا، نفرت وغیرہ کی خواہش اسی ذمے میں شامل ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر Haffner نے جو یہ جملہ کہا ہے کہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ ایک زادہ مستقیٰ آدمی خواب میں بھی پرہیز گار رہے۔

میں یہ کہتا ہوں انکی تحقیق تھیک ہے لیکن ان خوابوں کا تعلق تخلیف شیطان سے ہے۔ اور ڈاکٹر پلپ کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ مجھے ذرا اپنا خواب پیان کیجئے اور میں آپ کو بتاؤں گا آپ اندر سے کیا ہیں اور دوسرے کا یہ کہنا Dreams are reflector

سراسر غلط ہے۔ زبیدہ خاتون زوجہ حارون الرشیہ Of dreamers' personality نے خواب دیکھا کہ چندے پرندے اس سے ہم بستری کر رہے ہیں۔ اس نے خواب اپنی رازدار لونڈی سے پیان کیا اور کہا میرا نام لئے بغیر تعبیر پوچھ آؤ۔ اور کہنا کہ یہ خواب تم نے دیکھا ہے۔ لونڈی کتی اور قعوب پوچھا جن سے جواب پوچھا وہ سوچ میں پڑ گئے اور فرمائے لگے تو یہ خواب نہیں دیکھ سکتی وہ واپس کی اور زبیدہ خاتون سے کہا وہ فرم رہے ہیں یہ خواب لونڈی نہیں دیکھ سکتی۔ ملکہ نے کہا جا کر بتا دو کہ ملکہ نے دیکھا ہے جب یہ لونڈی نے بتایا کہ ملکہ نے دیکھا ہے۔ تو وہ بولے ہاں ملکہ دیکھ سکتی ہے۔ ان سے کہو آپ ایک ایسا کام کریں گی جن سے تمام مخلوق خدا کو فائدہ پہنچے گا۔ واقعی یہی ہوا نہ رزبیدہ ان کے حکم سے بنائی گئی جس سے ہر قسم کی مخلوق کو فائدہ پہنچا۔ یہ بڑی نیک پارسا خاتون تھی اس کی تمام لونڈیاں حافظہ قرآن تھیں اب ڈاکٹر ہلف اور Haffner کیا کہتے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ انگریز سکالر جب رسچ کرتے ہیں تو صرف ایک پہلو پر لگے رہے اور جو نتیجہ نکلا سے ہی اصول بنا دالا۔

فرانڈ اپنی کتاب Interpretation Of Dreams میں لکھتا ہے۔

Dreams are infact important and useful way to wards unconscious. Through them we Get information about that place of mind and with their help an effort is made to bring correction he consider them as windows of mind"

خواب لا شور کو جانے کا ایک مفید اور اہم راستہ ہیں۔ انہی کی ذریعہ ہمیں وہاں کی خبریں ملتی ہیں اور انہی کے ذریعہ وہاں درستگی کرنے کی کوشش کی جا سکتی وہ انہیں دماغ کی کھڑکیاں قرار دیتا ہے۔

آپ نے ماہرین نفسیات کے بیان پڑھے آپ جان گئے ہوں گے کہ تمام ماہرین تقریباً یہی کہتے ہوئے نظر آتیں گے۔

Dream is the sequence of scenes and Feelings Occuring in the mind during sleep.

وہ خواب کو صرف نفسیاتی فعل قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ تمام کے تمام ماہرین نفسیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گھٹنے شکے ہوتے نظر آتے ہیں۔ آپ کی کتنی میت نظر تھی۔ فرماتے ہیں۔ خواب تین اقسام کے ہیں۔

مبشرات۔ حدیث نفس۔ اور تحویف من الشیطان

۱۔ یعنی اللہ کی طرف سے نیند میں حکم۔ ۲۔ جسمانی وجوبات کی بنا پر۔ ۳۔ شیطان کی

طرف سے

ذات پات

وَإِيَّاهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ كُلُّكُمْ لَأَدْمَ وَآدَمُ مِنْ تَرَابٍ
أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَنْقَاكُمْ وَلَيْسَ لِعَرَبٍ عَلَى عِجْمَ فَضْلًا إِلَّا بِالْتَّقْوَى

(کتاب بیان دلتبین صفحہ ۱۱)

ترجمہ " اے لوگو ! تمہارا رب ایک تمہارا باپ ایک . تم سب آدم کی اولاد ہو۔ اور آدم مسی سے (پیدا ہوتے) اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیز کاربے کسی عربی کو غیر عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ نیکی کی وجہ سے افضل ہو سکتا ہے " دنیا کے سچے ترین انسان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " تم سب کا باپ ایک ہے " کیا ایک باپ کی اولاد کی ذاتیں مختلف ہوتی ہیں ؟ اگر ہماری ذاتیں مختلف ہیں تو سوچنا یہ ہے کہ پھر ایک باپ کی اولاد تونہ ہوتے ۔۔۔ ؟ ایک آدمی نے مجھ سے پوچھا آپ کی ذات کیا ہے ؟ میں نے کہا " میں آدم علیہ السلام کے بڑے بھائی کی اولاد میں سے ہوں " وہ حیران ہو کر کہنے لگا " انکا تو بڑا بھائی تھا، ہی نہیں " میں نے کہا جناب عالی اگر کوئی نہ تھا تو پھر میں اور آپ ایک ہی باپ کی اولاد ٹھہرے یہ بیچ میں ذات کدھر سے آگئی ؟ (وہ خاموش ہو گئے)

صحابہ کرامؐ اور ذات

صحابہ کرامؐ کے دور میں ذاتیں نہ ہوتی تھیں۔ حالانکہ اس دور میں جوتے سینے کا کام ہوتا تھا کوئی بھی اس صحابیؐ کو موبھی نہ کہتا تھا۔ کپڑے بھی بنے جاتے تھے مگر کوئی انکو جولاہا نہ کہتا تھا۔ لوہے کے سامان بناتے جاتے تھے کوئی انہیں لوہا نہ کہتا تھا۔ جانور ذبح کرنے والے بھی تھے کوئی انہیں قصاصی نہ کہتا تھا۔

صحابہ کرام اسکی زیادہ حوت کرتے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ پسروکار ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے صحابہ کرام بلال حشمتیؑ کو حالانکہ وہ غلام ابن غلام تھے۔ سیدنا "ہمارے سردار"ؓ کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

حضرت سلمان فارسیؑ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سلمان من احل بیت سلمان میری احیثیت سے ہے۔ اور فرمایا

کل نقی و نقی فہواہلی۔ ہر متقی دپہیز گار شخص میری اولاد سے ہے۔ گھر وہ ہے جو دودھ بینچتے تھے۔ اب اگر کوئی دودھ بینچنے لگے وہ گھر کیوں نہیں ہو سکتا؟ کیا جس نے پہلی دفعہ دودھ بینچا تھا اسے اللہ کی طرف سے سند نازل ہوتی تھی کہ تیرے بعد دودھ بینچنے والا گھر نہیں ہو سکتا؟

لوہ کے اوزار بنانے والے کو چودھری حقارت سے دیکھتا ہے لوہار کہہ کر بلا تا ہے وہ چودھری اس لئے بنائے کہ اسکے پاس ۴/۵ مرع زمین ہے اگر لوہار کمہار دس مربعے خرید لے وہ چودھری کیوں نہیں بن سکتا؟ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو لوہ سے اوزار بنانے کا طریقہ سکھایا۔ وہ لوہ اور تانبے سے مختلف اشیاء بناتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں چودھری سے بڑا ربہ دیا نبی بنایا بادشاہ بنایا کیا آپ ان کو لوہار کہیں گے؟ نوح علیہ السلام لکڑی تراشتے اور کشتی بناتے رہے کسی عرصہ اور اللہ نے انکو علم عطا کیا نبوت عطا کی آپ انکو ترکان کہیں گے۔

آدم علیہ السلام نے کھستی باڑی شروع کی تھی زمین پر آ کر کیا آپ انکو جٹ یا آرائیں کہیں گے؟ موسیٰ علیہ السلام نے بکریاں چراتیں کم از کم آٹھ سال آپ انکو سعد ریا کہیں گے؟

اگر کام کی بناء پر ذاتی بنتی ہیں تو پھر ہر روز ذاتیں بد لئی چاہتیں۔ ساز بجانے والے کو لوگ مراثی کہتے ہیں۔ عارف لوہار جھٹا بجا تا ہے ساز بجا تا ہے وہ مراثی کیوں

نہیں؟ نصرت فتح علی خان تمام ساز بجالیتا ہے اس کا پیشہ بھی یہی ہے وہ مراثی کیوں
نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاصہ دور میں کتنی بھجوں اور بندوں نے ساز
بچاتے انکو کس نام سے پکاریں گے؟

اگر بال کا شے والا۔ ناتی ہے کمی ہے تو پھر ایک سوال بتاتے ہیں ہر گھر کے اندر روزانہ
لوگ صحیح اٹھ کر شیو بناتے ہیں وہ دس سال سے اپنے بال منڈڑھ رہے ہیں۔ وہ ناتی کیوں
نہیں کہلوار ہے۔

اگر جوتا سینے والا موچی ہوتا ہے آپ اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں باٹا شوز
فیکٹری اور سروس شوز فیکٹری کے اندر میں نے خود بڑی بڑی ذاتوں والے حقیکہ سید
زادے بھی جوتے سیتے ہوتے دیکھے ہیں یہ لوگ بھی موچی ہونے چاہیں۔ کیونکہ آپ کے
نزدیک جوتے سینے والا کمی اور موچی ہوتا ہے۔ اور کتنی اوپنجی ذاتوں والے دس دس بارہ
بارہ سال سے جوتے سی رہے ہیں۔

تندور پر روٹیاں لگانے والے کو ہم "ماچھی" سمجھ کر حقارت سے بلاتے ہیں کمی ۔
سمجھتے ہیں۔ اگر تندور پر روٹیاں لگانے والے ماچھی ہوتے ہیں تو پھر اکثر کشمیریوں کے
تندور ہیں اور وہ خود نان لگاتے ہیں۔ آپ انکو کون سی ذات عطا کریں گے؟ کشمیری بٹ
ماچھی؟ روزانہ تین ٹانم ہر گھر کے اندر مان بہن بیوی روٹیاں پکاتی ہے وہ بھی ماچھن ہونی
چاہیے۔

اگر ہم مسلمان ہیں تو پھر ذاتیں کوئی نہیں ہیں۔ اگر ہم لوگ هندو ہیں تو پھر بہت
سی ذاتیں ہونی چاہیں اور کم از کم چار۔

اگر معاشرے میں ذات پات کا نظام رائج ہو کچھ ذاتیں بڑھیا ہوں اور کچھ گھٹھیا ہوں
تو پھر اللہ تعالیٰ پر گھٹھیا ذات والے اعتراض کریں گے یا اللہ مجھے کس جرم کی پاداش میں
گھٹھیا ذات میں پیدا کیا مجھے بھی سید گھرانے میں پیدا کرتا۔ میرا قصور توبتا۔

یہ تیرا انصاف ہے؟ تو اللہ کی طرف سے جواب آتا ہے میرے بندے میں نے
کسی پر ظلم نہیں کیا میرا تو اعلان ہے
”ولقد کر منابی آدم“

"ہم نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو محرز بنایا ہے" اب آدمی کی مرضی ہے کہ وہ خود کو اپنے بے کردار سے گھٹایا بنائے۔

ہمارے ہاں پدر مم سلطان بود والا مسئلہ ہے۔ خود کچھ بھی نہیں ہوتا اور باپ کی تمام خوبیوں کا ایوارڈ لینا چاہتا ہے۔

پیٹا اپنے اعمال کا جواب دہ ہے اور باپ اپنے اعمال کا جواب دہ ہے۔ روحاںیت کے اندر نبوت سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں ہے۔ اگر نیک باپ کا قیامت کے دن بیٹے کو فائدہ ملے گا تو چند سوال عرض کرتا ہوں۔ آدم علیہ السلام نبی ہیں۔ تمام انسانوں کے باپ ہیں۔ ان کا پیٹا۔ قابل۔ قاتل۔ ہم سے زبردستی نکاح کرنے والا۔ شراب کا موجد۔ باپ کا نافرمان۔ نبی کا نافرمان قیامت کے دن آدم علیہ السلام سے اس بیٹے کو کچھ فائدہ ملے گا؟ یہ عظیم باپ کا پیٹا دوزخ میں جائے گا کیونکہ کردار باپ جیسا نہ تھا۔

نوع علیہ السلام آدم ثانی ہیں جب طوفان آگیا۔ آپ کا پیٹا کنغان ڈوب

ڈوب رہا ہے۔ اللہ سے دعا کرتے ہیں رب ان انبی من احلی" میرے اللہ میرا بیٹا
(بھی) میری احل سے ہے" اسے نجات عطا کر بچا لے۔ اللہ نے فرمایا "انہ لئیں من
اہلک۔ یہ تیرا بیٹا نہیں ہے کیونکہ انہ عمل غیر عالم اس کا کردار (تیرے جیسا) نہیں۔

وہ دنیا کے عذاب میں مبتلا ہو گیا اخترت کے عذاب سے کسیے بچے گا؟

لوط علیہ السلام کی بیوی ۰۰۰ دہ خاوند کی نافرمان تھی۔ اللہ تعالیٰ نے عذاب دنیا میں
مبلا کر دیا۔ انہیاں مصیتپُور سے انہی لوگوں کو بچاتے ہیں جو انکے گن گاتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہؓ صحابی مصطفیٰ ہیں کاتب وحی ہیں کیا آپ کے اس عالی مرتبے
کا یزید کو قیامت کے دن فائدہ ملے گا؟

شادی اور ذات

حمارے ہاں شادی کے موقع پر بھی ذات پات کو بڑا مد نظر رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ
صحابہؓ کرامؓ۔ ابتدائی سادات کرام ذات پات کو بالکل اہمیت نہ دیتے تھے وہ کردار دیکھتے
تھے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت امام حسنؑ نے حضرت عثمان غنیؓ کی بیٹی عائشہ سے شادی کی۔

۲۔ امام حسینؑ نے لیلی بنت میمونہ یہ امیر معاویہ کی بھانجی ہیں ان سے زناخ کیا۔
امام حسینؓ کی رشته داری یزید کے خاندان سے بھی ہو گئی۔ اب کوئی آدمی امام حسین کو یہ
طعنہ مار سکتا ہے کہ چھوڑو جی ان کو ان کا فلاں رشته دار ہے شرابی ہے ظالم ہے فاسق و
فاجر ہے؟

۳۔ امام حسینؓ کی پوتی سیدہ نفیہ رضی اللہ عنہا نے ولید بن عبد الملک سے شادی کی۔
یہ سیدہ ہیں۔ اور غیر سید ولید بن عبد الملک سے شادی کر رہی ہیں۔ یاد رہے یہ مروان کا
پوتا ہے۔

۴۔ حضرت امام حسینؓ کی پوتی خدیجہؓ نے مروان کے پوتے اسماعیل بن عبد الملک

سے شادی کی۔

۵- ام قاسم بنت حسن شنی نے حضرت عثمانؓ کے پوتے مروان بن ابیان سے شادی کی۔

۶- ملا باقر مجلسی جلال العيون میں لکھتا ہے کہ سیدہ سکینہؓ کا دوسرا پیارہ مصعب بن زبیر سے ہوا۔

تین سے لے کر چھ تک تمام سیدہ ہیں اور انکے نکاح غیر سید سے ہوتے۔

۷- موسیٰ کاظمؑ کی والدہ ایک بربریہ لونڈی تھیں اب سید خاندان کی رشتہ داری اس لونڈی کے تمام خاندان سے ہوتی کہ نہ ہوتی؟ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس دور میں سید زادیاں کم تھیں حقیقت یہ ہے کہ وہ ذاتوں کو کچھ اہمیت نہ دیتے تھے۔

۸- علی بن موسیٰ بن جعفر صادقؑ کی والدہ ایک لونڈی تھیں جو حضرت حمیدہ کی کنیز تھی۔

۹- نویں امام محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفرؑ کی والدہ بھی ایک لونڈی تھیں جن کا نام خیزران تھا۔

۱۰- دسویں امام علی بن محمد علی بن موسیٰ کی والدہ شانۃ امام فصل کی کنیز تھیں۔

۱۱- گیارہویں امام حسن بن علی بن محمد بن علی کی والدہ ماجدہ بھی لونڈی تھیں ان کا نام "سون" ہے۔

یعنی وہ تمام سید جن سے آگے سیدوں کی نسل پلی وہ نکاح میں ذات پات کو بالکل مدنظر نہ رکھتے تھے اور ان عورتوں کو اپنی زوجیت میں لے آتے تھے۔ جنہیں لوگ حقارت سے کمی کہیں نہ کر کہہ کر بلاتے ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں ذاتوں پر نسل و نسب پر فخر ہوتا تھا دو راسلام میں نہیں۔ ذات پات کا نظام ہندو معاشرے میں لاگو ہے۔ آئیے انکے لیڈروں سے پوچھتے ہیں کیا یہ

ٹھیک ہے؟

- ۱ - مہاتما گاندھی نے نو اکملی میں کہا
"اگر ہندو دھرم نے زندہ رہنا تھا تو وہ ذات پات کے بغیر ہوتا"
- ۲ - نرائن سوائی نے کہا
"ذات پات کی تقسیم، ہی ہمیشہ ہندوؤں کی تباہی کا باعث رہی ہے"
- ۳ - ممبر اسلامی سرحدی سنگھ نے کہا
"معاشرے کے جسم میں ذات پات گھن کے کیڑے ہیں"
- ۴ - چنار دھن بحث نے کہا
"اگر ہم ہندو قوم کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے ذاتوں کو ختم کرنا ہو گا"
- ۵ - ایم سی راجا ممبر اسلامی نے کہا
"ملک کی ترقی میں ذاتیں رکاوٹ ہیں جب تک انہیں جو سے نہیں آکھاڑا جاتا
ہمارے ملک کی نجات نہیں ہو سکتی۔"
- ۶ - بھائی پرمانند ایم اے نے کہا
جنم سے پیدا ہوتی اونچ نیچ جھوٹی اور غلط ہے انسان سب برابر ہیں
یہ ہندوستان کے تمام سماجی رہنمایاں اس مسئلہ کو سمجھ گئے ہیں کہ ذات پات کی وجہ سے
معاشرہ کے افراد کا ایک دوسرا سے کے ساتھ انس ختم ہو جاتا ہے بڑی ذات والا چھوٹی
ذات والے کے قابل عالم کی بات کو بھی کوئی توجہ نہیں دیتا۔ بلکہ مذاق اڑاتا ہے۔
باہر کے ممالک میں میں نے دیکھا ہے وہ آدمی کی خوبیوں کی طرف نظر رکھتے ہیں جو
آدمی قابل نظر آیا فوراً کچ کیا اور جتنی قابلیت نپور سکتے تھے نپور ڈی۔ اور ملک و قوم کو
فائدہ پہنچایا۔ اور مسلمانوں کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی شہر ہو رہا ہے ترقی کر رہا ہے یہ ترقی

اور اس کے کام کو نہیں سراہیں گے۔ بلکہ ذات کھو جانا شروع کریں گے۔ معلوم ہو جاتے چھڑا سکی قابلیت علم و فہم دوسرے نمبر پر اور ذات پہلے نمبر پر۔

دوسروں کی خوبیوں پر نظر کھو خامیوں پر نہیں

اپنی خامیوں پر رکھو خوبیوں پر نہیں

خالصتاً اسلام میں صرف کردار دیکھا جاتا ہے کردار۔ تمام ذاتوں والے دو مرتبہ پیشاب کے راستے سے نکلے۔ ایک مرتبہ باپ کے ایک مرتبہ ماں کے۔

آئے ایک، ہی جگہ سے۔ جانا بھی تمام ذاتوں والوں نے ایک، ہی جگہ یعنی قبر میں یہ تو بتلا تیے اب چودھری میں اور مراثی میں کیا فرق رہ گیا؟

اے مسلمانو!

باپ سب کا ایک

اللہ سب کا ایک

رسول سب کا ایک

قبلہ سب کا ایک

کتاب سب کی ایک

خون کا رنگ ایک

دل سب میں ایک

ناک سب کی ایک

آنے کا طریقہ ایک

جانے کا طریقہ ایک

کھانے کا طریقہ ایک

چرانے کا طریقہ ایک

اعضاء کی تعداد ایک

سب سنتے کان سے ہیں دیکھتے آنکھ سے ہیں۔ بولتے زبان سے ہیں چلتے پاؤں سے
ہیں پھر سمجھ نہیں آتی چودھری صاحب نواب صاحب کس بنا پر دوسرے کو حقیر سمجھ
رہے ہیں؟

ہندوؤں کو اب حقل آئی کہ ذات پات ختم ہونی چاہیے۔ یہ معاشرے کی تباہی کا
سبب ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجتبی الوداع، ہی میں اپنے خصوصی خطاب
میں فرمایا تھا تمہارا باب ایک ہے فضیلت کا معیار۔۔۔۔۔ اچھا کردار۔

دعا

لَا يَرْدِقُنَاءُ الْأَدْعَاءُ

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۹، لائل)

"دعا قصار کو ٹالتی ہے"

دعا کا معنی پکارنا۔ ہر چیز اسے پکار رہی ہے۔ ہر بآں وجود۔ ہر جلوہ گاہ شہود۔ ہر نقش تخلیق، ہر جدید و ادیق۔ اپنے وجود و شہود میں ایک مسلسل طلب ہے۔ مسلسل التجا ہے۔ مسلسل دعا ہے۔ اس بارگاہ خداوندی میں اور سے کار الہی میں اسے مالک موت و حیات اسے حاکم شش جہات۔ اسے مدبر زمان و مکان۔ اسے واجب لامکان۔ اسے عدم کے نہان غانوں سے نکال کر بازار وجود میں لانے والے۔ اسے نیستی کے صحرا سے برآمد کر کے دامن گل پر حسن و جمال کی تماش کرنے والے۔ اسے تقدیر و تدبیر کے قلم سے قضا و قدر کی دنیا آباد کرے والے۔ اسے وجود کی بلندیوں پر جلوہ فرمائو کر انکار کی پستیوں پر رحم کی بارش کرنے والے۔ رحم کر۔ رحم۔

ہم محتاج ہیں تو غنی۔ تو اعلیٰ ہے ہم دنی۔ ہم فقیر ہیں تو امیر۔ ہم سراپا نیاز ہیں تو بے نیاز ہم کشکول گدا تو دست عطا۔

جب قطرے سے پوچھو یہی التجا ہے۔ جب ذرے کو چھرو یہی صدا ہے۔ جب پھول کو توڑو یہی ندا ہے جب ستارے سے پوچھو یہی مدعای ہے۔ ریت کے ذرے سے لیکر صحرائیک۔ قطرے سے لیکر دریائیک گل سے لیکر گلستان تک۔ ستارے سے لے کر کہکشاں تک۔ مکان سے اسکر لامکان تک جب جس شے کو وہ شہود ملا ہے۔ وہ ہر آن بارگاہ خداوندی میں دعا کر رہا ہے اور یہ دعا ہر آن جاری ہے۔ اصلتے تو عالم پر فیض باری

جاری و ساری ہے۔

انداز مختلف ہیں۔ طریقہ جدا ہے۔ الفاظ و آواز مختلف مگر سب انگ ایک ہی ذات سے رہے ہیں۔

خاموش چہاں کنج خیابان کے چڑکنے کی آواز آتی
میں نے پوچھا اے کلی ! یہ کیا ؟ کہا یہ بھی ہے انداز دعا ؟
سنبل مشکبو کر کے شبتم سے وضو۔ صبح جھوما۔

میں نے کہا یہ کیا ؟ کہنے لگا یہ بھی ہے انداز دعا
بلبل عاشق گل جب باغ میں چہکا

تو پوچھا یہ کیا ؟ کہنے لگا یہ بھی ہے انداز دعا
جب پپیسے نے شور مچایا تو گوئی فضا
تو پوچھا یہ کیا ؟ کہنے لگا یہ بھی ہے انداز دعا
کوتل کوکی ۔۔ کوکنے لگی جا بجا

تو پوچھا یہ کیا ؟ کہنے لگی یہ بھی ہے انداز دعا
رات کو جب جگنو چمکا۔ کس کے لئے ہے تو جلتا ؟

دینے لگا صدا۔ یہ بھی ہے انداز دعا
سکوت رات کو جھینگر نے توڑا۔ سحریک نہ یہ ساز چھوڑا

پوچھا یہ کیا ؟ کہنے لگا یہ بھی ہے انداز دعا
جب جنگل میں شیر دھاڑا تو مختار یہ پکارا

یہ کیا ؟ تو کہنے لگا یہ بھی ہے انداز دعا

ہر شے اسی کو پکارتی ہے۔ مومن و موحد کی بھی قید نہیں۔ کافروں مشرک کی بھی قید نہیں۔ ہر ایک اسی سے دعا کر رہا ہے۔ کافر بھی اسی سے مانگتا ہے موحد بھی اسی سے

مانگتا ہے۔ فرق تھوڑا سا ہے کوئی خدا ساختہ دیسے سے مانگتا ہے کوئی خدا ساختہ دیسے سے مانگتا ہے۔

دل منکر ہے مگر دھونکن کہتی ہے زبان انکار کرتی ہے مگر جنسی زبان کہتی ہے یہ بھتی رہی۔ دماغ انکار کرتا ہے مگر سوچ کہتی ہے یہ سوچتا ہے۔

اب میں پوچھتا ہوں یہ دعا کس سے ہے اپنی ذات سے؟ اگر ذات سے ہے تو بھر تکمیل دعا میں دیر کیوں ہوتی ہے؟ اگر غیر سے ہے تو وہ غیر کون ہے تو فطرت سے آواز آتے گی۔

اللہ

اللہ

اللہ تعالیٰ نے کہا "ادعوني" مجھ سے دعا کرو" دعا فطرت انسانی ہے۔

بت شکن ہو کہ بت فروش۔ میلہ میں ہو یا غار کی آغوش۔ عہد حبی کا امریکن ہو خواہ دور جدید کا امریکن ہو۔ جو سی ہو کہ رو سی ہو۔ جو منی ہو کہ مدینی ہو۔ ایرانی ہو کہ افغانی ہو۔ مغروہ ہو کہ معقول ہو۔ غمگین ہو کہ غمگسار ہو۔ ظالم ہو کہ ملنسار ہو۔ مجبور ہو کہ مختار ہو ہر ایک دعا مانگنے پر مجبور ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب کا مطالعہ کرلو۔ ہر مذہب کا طریقہ عبادت مختلف ہے۔ مگر ان سب میں مشترک شے دعا ہے۔

۱۔ حضرت علیؓ نے فرمایا الدعا ترس المؤمن

"دعا مون کی ڈھال ہے"

۲۔ زین العابدینؑ نے فرمایا

الدعاليير دالبلاء

"دعا مصیتیوں کو ٹھالتی ہے"

۳۔ امام باقر نے فرمایا

الدعا انقد من السنان العديد

دھانگین تیر سے تیز ہوتی ہے۔"

۲۔ امام رضا نے فرمایا

عَلَيْكُمْ بِالسَّلَاحِ الْأَنْبِيَاءُ وَقَيْلَ مَا إِلَيْكُمْ السَّلَاحُ الْأَنْبِيَاءُ؟ قَالَ الدُّعَا
تَمَهِّيْنَ چاہیے کہ انبیاء کے ہتھیار سے مسلح ہو جاؤ۔ پوچھا گیا انبیاء کے ہتھیار کیا
ہیں؟ فرمایا دعا۔

۳۔ ارڈس وائٹ مین Ardis Whitman نے کہا

"دعا، ہی سب سے بڑا دلسا اور تسلی ہے۔"

۴۔ ڈاکٹر الیکس کریل Dr Alexis Coral کیا خوب فرماتے ہیں

Prayer is our greatest source of power but it is
miserably undeveloped

"دعا ہمارے پاس طاقت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ مگر افسوس یہ بڑی طرح
نا آشنا تر ترقی ہے۔"

لیڈ بیٹر (Lead bater) اپنی کتاب Invisible Helper کے صفحہ ۳۰ پر فرماتے
ہیں۔

Prayer is a great out pouring of force in higher plane, A
great mental and emotional effort.

۵۔ ڈاکٹر چارلس دنیا کا عظیم ساتھدار کہتا ہے۔

وہ دن دور نہیں جب ہم اپنی تجربہ گاہوں میں دعا کو لے آئیں گے۔ اور انکے بل
بوتے پر زبردست طاقت ہمیں میر ہو گی۔

۶۔ امریکی ماہر نفسیات ولیم جنجز کہتا ہے۔

"ساتھ خواہ کچھ بھی کہے مجھے یوں نظر آتا ہے کہ جب تک دنیا قائم ہے دعا اور

عبادت کا سلسلہ بھی قائم ہے"

۱۰ - ڈاکٹر نیپہر (D.R Niebuhr) نے کہا

"اگر تم دنیا میں امن چاہتے ہو تو یہ نہ تو اسْمُ بِسْوُں کی بہتان سے ملے گا اور نہ میراثوں کے انبار سے ملے گا یہ ان پر سوزِ دعاؤں سے ملے گا جو دل کے اعماق سے نکلتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم امن چاہتے ہیں۔

۱۱ - امریکہ کے صدر آئرنز ہاور (Eisenhower) نے کہا تھا کہ عالمی امن اس صورت میں قائم ہو سکتا ہے

If this mass dedication launched and ending campaign
for peace supported by prayer I am certain wonderous
results would ensue.

اگر عوام اپنے آپ کو اس نیک مقصد کی خاطر وقف کر دیں اور امن کی فاتحہ ختم نہ ہونے والی ایسی مہم چلاتیں جس کی پشت بانی کے لئے دعائیں ہوں تو مجھے یقین ہے کہ حیرتِ نمیزِ نتائج برآمد ہوں گے۔

۱۲ - لیڈی میٹر اپنی کتاب The Masters And The Path کے صفحہ ۲۲ پر فرماتے ہیں

Any strong thought of devotion brings an instant response the universe would be dead if it did not....

مگر اذ میں ڈوبی ہوتی دعا کا جواب فوراً آتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو لوگ کائنات کو مردہ سمجھنے لگیں۔

۱۳ - آر ڈبلیو ٹرین (R.W.Trine) اپنی کتاب (In tune with the infinite) کے صفحہ ۸۱ پر فرماتے ہیں۔

Every thought is a force that goes out and comes back laden with its kind.

"ہر خیال ایک اہر ہے جو دماغ سے نکلنے کے بعد موزوں صلہ لیکر واپس آتا ہے"

۱۲۔ فلسفہ کا یونانی بادشاہ سقراط اور عدالت میں سزا تے موت کا حکم سننے کے بعد زہر کا پیالہ پینے سے پہلے یوں گویا ہوتے

"مجھے ضرور بالضرور اللہ سے دعا مانگنا چاہیے کہ میرا اس دنیا سے الگے چہاں کا سفر کامیاب رہے اور بروم در حرب میں بھی اور بھی میری دعا ہے"

پڑھا آپ نے؟ ساری دنیا آج دعا کی طاقت کو مان چکی ہے بلکہ دعا کو سب سے بڑی طاقت قرار دے رہے ہیں۔

لیکن قربان جاتیں روحانیت کے بادشاہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۳۱۳ سال پہلے ہی فرمادیا تھا

دعا مانگنے سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔ غم دور ہوتے ہیں۔ دعاء حمت کی چابی ہے۔

فلسفہ اور نفسیات کا ماہر و لیسم جیمز (William James) کہتا ہے

یہ بات طبی تجربے سے بھی پایہ یقین کو پہنچ چکی ہے کہ خاص ماحول میں دعا شفایں مدد ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے اسے ایک طریق علاج سمجھ کر اس کی تائید کرنا چاہیے۔

اخلاقی امراض میں تو دعا اور زیادہ یقینی طور پر کارگر ہوتی ہے اس لئے دعا کو بیکار سمجھنا اخلاقاً بھی مضر ہو گا۔

دعا اپنے اندر کتنی طاقت رکھتی ہے۔ اس بات سے اندازہ لگاؤ کہ نوح علیہ السلام نے دعا انگلی ربا لاتذر علی الارض من الکافرین دیوار اے میرے اللہ زمین پر کوئی کافر (زندہ) نہ چھوڑیو۔

یہ دعا قبول ہوتی اور پہاڑوں کے اوپر چالیں چالیں فٹ پانی تھا۔ نوح اور کشتی میں

بیٹھنے والوں کو بچایا باقی ثم اغرقنا بعد الباقین۔ جو باہر تھے وہ غرق کر دیتے۔ کوئی
انسانیکلوپیڈیا صفحہ ۱۸۲۳ پر ہے۔

Noah was the builder of the Ark that saved human and animal life from the deluge His sons Shem Ham and Johpet are ancestors of mankind

نوح اس کشتی کا مہار تھا۔ جس نے انسانی اور حیوانی زندگی کو طوفان سے بچایا تھا۔
نوح کے تین بیٹے سام۔ حام۔ یافت سے آگے نسل انسانی پلی۔

ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے دعا مانگی اللہ نے تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں بچہ عطا کیا۔ زکریا علیہ السلام نے لڑکے کے لئے دعا کی اللہ نے فرمایا جاؤ تجھے بچہ عطا کریں گے۔ حالانکہ دونوں ظاہری طور پر بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتے تھے۔

ایوب علیہ السلام نے بیماری میں دعا مانگی اللہ نے بیماری سے شفادی۔

آخریں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ پڑھیے اور سرد حصے۔

"دعا مصائب کو دور کرتی ہے"

ڈارون کا نظریہ اور حدیث مبارکہ

ان اللہ قد اذہب عنکم عیتہ الجاھلیتہ و فخرہا بالاباء انما هو مومن تقی او
فاجر شقی الناس کلهم بنو آدم و آدم من تراب

(مشکوٰۃ ثریف صفحہ ۲۱۸۔ لائے)

ترجمہ "..... اللہ نے تم سے جاھلیت کی بڑائی اور پاپوں پر فخر کرنے کی علت
کو ختم کر دیا ہے۔ (اب دو ہی ذاتیں ہیں) یا تو مومن متینی یا فاجر بد کار۔ تمام آدم کے
بیٹے ہیں اور آدم مٹی سے (بناتے گئے تھے)

حدیث مبارکہ کے اس حصے میں دو باتیں قابل توجہ ہیں
ذاتیں دو ہی ہیں یا وہ جنتی ہے یا وہ دوزخی۔ اس ٹاپک پہ میں حدیث نمبر ۲۶ پر
تفصیل سے کتفٹکو کر آیا ہوں۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام لوگ آدم علیہ
السلام کے بیٹے ہیں۔ یہ جملہ ڈارون کے نظریے کا رد ہے۔ آتیے پہلے چارلس ڈارون
کے ذریعے کے متعلق جانتے ہیں۔ پھر فرمان مصطفیٰ پڑھیں گے۔

ڈارون کا نظریہ اور حدیث مبارکہ

کیمبرج (Cambridge) کے کرائسٹ کالج سے ایک پادری چارلس ڈارون
نے گریجویشن کیا تعجب ہے۔ کہ اسکا علم حیاتیات یا طب میں کوئی تجربہ نہ تھا پھر بھی
س نے کہا کہ انسان ایک جانور تھا جس کا ارتقا ایک سالے سے ہوا اور ۱۸۵۹ء میں
اپنی کتاب The Origin of species میں راتے پیش کی کہ زندگی کی تمام موجودہ

اٹکال ترقی کرتے کرتے یہاں تک پہنچی ہیں۔ بس پھر کیا تھا۔ ہبودیوں نے اس نظریہ کو ہاتھوں ہاتھ لیا وہ تو یہی چاہتے تھے کہ لوگ خدا سے دور ہٹیں۔ یہی سمجھیں کہ سب کچھ خود بخود اور اتفاقیہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ سائنسدانوں نے چنانیں بخودنا شروع کر دیں۔ کہیں سے مرے ہوتے بندر کا دانت ملا۔ کہیں سے جبرٹے کا ٹکڑا ملا۔ کہیں سے پنڈلی کی حدڑی ملی لیں ان کو جوڑ کر ایک کہانی بنائی کہ انسان بندر کی ترقیاتی شکل ہے۔ انسان کس طرح پیدا ہوا اسکی انگریزی کہانی ملاحظہ ہو۔

جب زمین پر ہزاروں سال تک بارشیں ہوتی رہیں تو نتیجتاً سندروں نے جنم یا فنا کی میتھیں اور امونیا گیس بھی سندروں میں جمع ہو گئی۔ پھر اسی مونیا گیس کا ربن ڈائی آئسانیڈز میتھیں گیس اور پانی پر الٹرا واتٹ اور کاسوس شعاعوں کی بمباری سے ایمنیوایڈز کے مرکبات وجود میں آتے جو زندگی کے ابتدائی بلڈنگ بلاکس ہیں۔

ایمنیوایڈز میں نبی اور شعاعوں کے عمل سے جدیلیاں آتیں تو شوگر کے مرکبات وجود میں آتے۔ آسیجن، ھائیڈروجن، ناٹریوجن اور کاربن کے ہزار ہائیٹوں کے اجتماع سے پروٹیز کو وجود ملا۔ پروٹیز کے پیچیدہ مرکبات نے نیوکلیک ایڈز کی شکلیں اختیار کیں۔ مختلف نیوکلیک ایڈز کے مجموعے سے زندگی کا وہ نیوکلیک تیار ہوا جس میں خود افزودگی کی صلاحیتیں موجود تھیں۔ دنیا میں سب سے پہلے آبی باتیات نے زندگی کی شکل اختیار کی حیات و موت کا عمل شروع ہوا پرانے پودے مرتبے گئے اور نئے نئے پودے پیدا ہوتے گئے۔ ۸۰ کروڑ سال تک پودوں میں ارتقا ہوتا رہا۔ پھر سندر کے اندر جراضیں پیدا ہوتے اور کچھ متفہیں پودے سندروں میں پیدا ہوتے۔ اور یہی پودے بعد میں مرجان اور کنپوے کی شکل اختیار کر گئے۔ سندری کاٹی۔ بے ریڑھ اور رینگنے والے جانور و جو دیگر ہوتے۔ ان آبی جانوروں نے آہستہ آہستہ پانی کے کناروں اور سندروں کے ساحلوں پر بیٹھ کر زندگی کے کچھ لمحات گزارنے کی صلاحیت پیدا کی۔ یہ

جانور ۶۵ کروڑ سال تک ارتقاء کی منازل طے کرتے رہے۔ ان جانداروں کو ہوانے جب براہ راست تقویت دی تو انکے ارتقاء کی رفتار تیز ہو گئی۔ تو مونگے۔ سون۔ اسفن۔ شکم پاتے۔ بازو پاتے جیسے جانور نمودار ہوتے اور سمندروں میں جانداروں کا ایک جہاں نمودار ہو گیا۔ ۲۵ کروڑ سال تک یہ ارتقاء کی منازل طے کرتے رہے سب سے پہلا جانور جو خشکی پر بھی رہنے کی صلاحیت رکھتا تھا وہ "جل تھیلا" تھا سمندری جانوروں کے باہمی اختلاط سے بہت سے نئے نئے جانوروں نے جنم لیا۔ ان میں رینگنے والے جانور بھی تھے۔ اسی دور میں ایسے جانور بھی پیدا ہوتے جو پانی پر تیرتے تھے۔ کچھ ایسی مچھلیاں تھیں جو ہوا میں اڑتی تھیں پرلوں والے جانوروں کی افزائش ہوتی تو پرندے عام ہوتے۔ بعد ازاں سب سے اہم جانور جو زمین پر نمودار ہوا وہ Mammel تھا ایک بہت بڑا پستان دار جانور اور یہ جانور اپنے نر کے محتاج تھے۔ یوں جانوروں کی زندگی کا آغاز ہوا۔ پھر جاندار ترقی کرتے کرتے بندرتک پہنچے اور پھر بندر کا ارتقاء ہوا میں صرف یہاں نام لکھوں گا تفصیل آپ میری کتاب "سراغ زندگی" میں پڑھیں۔

۱۔ (پلیو پیتھکس) Pliopithecus

۲۔ (پرو قنصل) Proconsul

۳۔ (ڈرائیو پیتھکی کس) Dryopithecus

۴۔ (اوریو پیتھکی کس) Oreopithecus

۵۔ (راما پیتھکی کس) Ramapithecus

۶۔ (آسٹرالو پیتھکی کس) Australopithecus

۷۔ پیرن تھرڈپس Paran Thropus

۸۔ ایڈوانسڈ آسٹرالو پیتھکی کس Advanced Australopithecus

۹۔ (ہومو اریکٹس) Homo Erectus

۱۰۔ (دارلی ہومو سپی نیس) Early Homo Sapiens

۱۱۔ سولو مین Solo Man

Rttodesiam Man - ۱۲

۱۳۔ نیندر تھل میں Neanderthal Man

۱۴۔ کرو میگن میں Cro-Magnon Man

پندرہ Steps بندر کے گزرے تو انسان بنا"

یہ تھا انگریزوں کا نظریہ یہ Evolution Theory کے نام سے مشہور ہے۔

نامی کتاب کا مطالعہ کریں تو آپ انکی رسمیت پر حیران ہو جائیں گے اور ثابت کرتے ہیں کہ انسان کا سلسلہ نسب بندر تک ملتا ہے لیکن ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تمام لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ھیں گویا باپ ایک علم اور بنی تھا۔ ڈارون کے نظریہ پر میں کیا دلائل دوں۔ اسکے نظریے کا اس کے ہم مذہب و خم عصر دھم مشرب ہی انکار کر رہے ہیں آئیے دلائل پر غور کریں اور آخر میں ایک جملہ بلند آواز سے بولتے گا۔

"Super Man in The World is Muhammad" (PBUH)

1- The encyclopaedia of ignorance P-234

اس میں The fallacies of evolution theory کے عنوان کے تحت ساحب مضمون Tomiline کلکھتے ہیں۔

The present impasse in evolutionary thinking, productive
of so many fallacies, is due, chiefly to the interpretation of
biological act in terms of out of date physical theory.

A limitation of evolution theory اپنے مضمون پر Mynard smith میں فرماتے ہیں۔

There are a lot of things we do not know about evolution evolution theory is inadequate

ترجمہ:- ایسی بے شمار اشیاء جن کے ارتقا کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے۔
نظریہ ارتقا بالکل ناقص ہے
ڈارون کے نظریہ ارتقا کی تحقیق و دریسرچ اور ملنے والے جھوٹے دانت اور چند ہڈیوں پر تبصرہ کرتے ہوتے ڈی سی جو ہانسن اپنے مقالہ Rethinking The Origins of genus human میں لکھتے ہیں۔

investigation related to unravelling intricacies of mankinds, earliest stages of evolution have proliferated during approximately the last 15 years, it has become increasingly clear that although the store house of human palaeontology is considerably fuller now than in the past, We still must await additional evidence, before final decisions can be made, concerning human evolution and taxonomy It is a difficult task for the anthropologists to ascertain relationship between such fossils a human jaw fragment and an arm bone. Fragment do not give us much insight into the problems of human origins because these

specimens are so fragmentary.

ترجمہ - نوع انسانی کے اوپرین ارتقائی مرحلوں کی عقدہ کشانی کے سلسلے میں پیچیدہ گیاں حاصل ہیں ان سے متعلق تحقیقات الگے پندرہ سال کے دوران بار آور ہو چکی ہیں۔ یہ بات بتدریج واضح ہو چکی ہے کہ اگرچہ انسانی علم اخفوریات اب ماضی کی بانسست زیادہ لبریز ہو چکا ہے۔ تاہم اب بھی ہم کو آخری فیصلہ کرنے سے پہلے اس ضمنی شہادت کا انتظار کر لیتا چاہیے جو انسانی ارتقاء اور درجہ بندی سے تعلق رکھتا ہے۔ ماہرین کے لئے مختلف اخفوریات کے درمیان رشتہ و تعلق دکھانا ایک مشکل ترین مرحلہ ہے۔ کسی قدیم انسانی جسم سے کے محض ایک جزو یا ٹکڑے کی بدلت ہمیں کوتی ایسی بصیرت حاصل نہیں ہو سکتی جو اصل انسانی ارتقاء کے مسائل کو حل کرنے میں معاون بن سکے۔ کیونکہ یہ آثار بالکل جزوی ہیں۔

پہلی نیلہ اسلم صاحبہ اپنے مضمون Life میں فرماتی ہیں کہ ایک عام آدمی کے زمرہ میں یہ سوال آتا ہے کہ اب ارتقاء کا عمل کیوں رک گیا ہے؟ آجکل بندروں کی ڈھیروں اقسام Gibbon چمپپنیزی بن مانس وغیرہ موجود ہیں۔ اب کیوں نہیں کوتی بندرا انسان بن رہا۔ انسانی ارتقاء میں جو کڑیاں سائنسدان ملاتے ہیں وہ آج کیوں نہیں پائی جاتیں۔ ہومینڈ۔ نیدر تھل۔ ہومو ایریکیٹس کریمیکنن کہ ہرگز۔ ایسا موجود ہے۔ اور اس سے آگے کی تمام کڑیاں (چند چھوڑ کر) موجود ہیں۔ صرف انسان سے تعلق رکھنے والی قربی کڑیاں یکدم غائب ہو گتیں؟ تعجب ہے۔ حالانکہ Philosophy of struggle for existance کے تحت کمزور کو ختم ہونا چاہیے۔ ہواں طاقتوں اور ترقی یافتہ کڑیاں ختم ہو گتیں

۵ - یہ صرف نیلہ اسلم صاحبہ ہی نہیں بلکہ ایک جدید سائنسدان دوائی گش (Duane Gish)

ایک فلسفیانہ خیال ہے۔ درحقیقت اسکی کوئی بنیاد نہیں" حتیٰ کہ نظریہ ارتقائے کا پروجش حامی علم حیاتیات کا پروفیسر R.B.Gold Schmidt فرماتے ہیں۔

۶۔ "نظریہ ارتقائے کے بارے میں اب تک کوئی بھی شک و شبہ سے بالاتر سائنسی شہادت نہیں مل سکی اور یہ محض سوچ کا ایک انداز ہے"۔
پروفیسر گولڈ سہد تھا اور پروفیسر میکبلنگ فرماتے ہیں کہ نظریہ ارتقائے کا کوئی سائنسی ثبوت نہیں ہے اور ارتقائے کے حامیوں نے کتابوں میں (جیسا کہ ارلی میں ہیں) جو تصاویر چھپوائی ہیں وہ سب من گھڑت ہیں۔

۸۔ پروفیسر میکس ولیشن ہوفر Westen Hofer نے تمام زمانوں کے خرات، دحیوانات یعنی درندوں پرندوں، چرندوں کا مطالعہ کیا اور بتایا کہ یہ ہمیشہ سے ساتھ ساتھ موجود رہے ہیں اور فرماتے ہیں پروفیسر ویزا مین Weis man کا نظریہ Java Man کے ساتھ مذاق ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ Evolution Theory ایک سوچا سمجھا ڈھونگ ہے۔
میں نے انگریز سائنسدانوں، ہی کے حوالے دیتے کہ لنکے نزدیک یہ سب کا سب فراڈ ہے انسان بندر کی ارتقائی شکل نہیں ہے۔

صرف اور صرف ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سچا ہے کہ تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور آدم مٹی سے (بناتے گئے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا جملے کو بھی دنیا تسلیم کرتی جا رہی ہے کہ آدم مٹی سے بنے۔

برطانیہ کے J.B.S.Haldane نے مٹی کو اپنا موصوع بنایا یہ دنیا کا پہلا برطانوی سائنسدان ہے جس نے اپنے تحریکات کے ذریعے انسانی وجود کا آغاز مٹی سے ثابت کیا

اسکے مطابق مٹی ایک اہم انسانی جزو ہے اس میں ہوا اور پانی پا سانی کر دش کر سکتے ہیں اس سے بڑھ کر مٹی کی ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں بھلی کی مسفلی اور شبت لہریں آپس میں ٹکرا کر برتنی نظام پیدا کرتی ہیں۔

اسراستیل کے سائنسدانوں نے بھی Amino Acids کی ترتیب میں مٹی کی نشاندہی کی ہے۔ اور ان دو احتمال Chemicals Amino Acids میں سے ہے جو زندگی کے لئے اشد ضروری ہیں۔

وہ بات جو آج سے ۱۴۰۲ سال پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی کہ آدم مٹی سے بنایا اس کو آج یورپین ثابت بھی کر رہے ہیں اور تسلیم بھی کر رہے ہیں تو پھر ایک بار مل کو بولیتے

Super Man in The World is Only Muhammad.(PBUH)

CREATION OF MAN

عن أبي عبد الرحمن عبد الله بن مسعود قال حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو الصادق المصدوق ان احدكم يجمع خلقه في بطن امه اربعين يوما فنطقته ثم يكون علقة مثل ذالك ثم يكون مضغته مثل ذالك ثم يرسل اليه الملك فيينفتح فيه الروح

ترجمہ:- ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ صادق مصدق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ تم میں سے ہر ایک آدمی کا ماہہ خلق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس روز تک قطرہ آب کی صورت میں جمع رہتا ہے پھر بن جاتا ہے جما ہوا خون۔ اتنی، ہی مدت میں پھر چالیس دن میں گوشت کا لو تھرا بن جاتا ہے پھر اسکی طرف فرشتہ بھیجا جاتا ہے وہ اس میں روح پھونکتا ہے۔

(بخاری شریف مشکوہ شریف صفحہ ۱۰۰ ابن ماجہ شریف صفحہ ۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فرمان عالی شان ملاحظہ ہو۔ آپ نے عبد اللہ بن سلام کے تیرے سوال و ماینز ع الوالدالی ابیه اوالی امہ کو نسی چیز بچ کو ماں یا باپ کی طرف کھینختی ہے؟ آپ نے جواب دیا۔

اذا سبق ماء الرجل ماء المرأة فزع الولد اذا سبق ماء المرأة فزع عت
جب آدمی کا نطفہ غالب آتا ہے تو مشابہت مرد کی ہوگی اگر عورت کا نطفہ غالب آئے گا تو مشابہت عورت کی ہوگی۔

مندرجہ بالا دونوں احادیث مبارکہ Embryology کے اہم گوشوں سے پرداھنی ہیں۔ سائنسدانوں کو ان کے بارے میں ساہہ سال کی رسمی تحریک کے بعد ۱۸۶۵ء میں آسٹریا

کے گریگر میڈل سے معلوم ہوا۔ ایک انسانی خلیے میں ۲۶ کردو موسمز ہوتے ہیں اور ایک لاکھ جیز ہوتے ہیں۔ بچے کی تشكیل میں ۲۳ کردو موسمز ماں کی طرف آتے ہیں اور ۲۳ کردو موسمز باپ کی طرف آتے ہیں۔ کل ہوتے ۳۶۔ ماں کے کردو موسمز میں x - x کردو موسمز ہوتے ہیں جبکہ باپ میں y - y کردو موسمز ہوتے ہیں۔ باپ کا لا کردو موسم غالب آ جاتے تو لڑکا پیدا ہوتا اگر ماں کے x کردو موسم غالب آ جائیں تو لڑکی پیدا ہوتی ہے۔

سانتندانوں کو ۱۸ صدی میں معلوم ہوا ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۲۴ میں فرمادیا تھا کہ لڑکا اور لڑکی کس طرح بنتے ہیں۔

اے مسلمانو! دنیا کے غیر مسلم کو بتاؤ تم نے تو Lenses اور Microscopes کی مدد سے Embryo کا مطالعہ کیا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر آلات سے بتا دیا تھا کہ ماں کے پیٹ میں نطفہ کن مراحل سے گزرتا ہے آ؛ غیر مسلمون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جھک جاؤ۔ یہ علم کا شہر ہے۔ علم کی ہر قسم اس شہر میں مل جاتے گی۔

ایک دفعہ پھر فرمان عالی شان پڑھیے۔ چالسیں دن تک نطفہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ ماں کے رحم کے اوپر والے حصے میں دائیں بائیں دو چتلوں پتلی ٹیوبیں Salpinx ہوتی ہیں۔ ان ٹیوبوں کے سرے پھولوں کی طرح کھلے ہوتے ہیں۔ جو نبی نطفہ میں گرتا ہے تو ان ٹیوبوں کے پھولوں کی طرح کھلے ہوتے ہیں۔ یہ مخصوص عرصے تک یہاں رہتا اور تاب پذیر ہوتا ہے۔ یہاں تقریباً چالسیں روز لگ جاتے ہیں پھر دو سرے مرحلے میں داخل ہوتا ہے۔ اسکو Endometrium کہتے ہیں۔ یہاں آ کر وہ خون کا لو تھہدا یعنی مضخہ بن جاتا ہے۔ یہاں چالسیں دن گزارتا ہے۔ پھر یہ علاقہ یعنی Chewed Lump

کی Hanging Mass clinging to the endometrium of the uterus
شکل اختیار کر لیتا ہے۔

آپ نے فرمایا چالس دن نطفہ پھر چالس دن مضغہ پھر چالس دن علقہ پھر روح پھونکی جاتی ہے یہ تقریباً ۲ ماہ کا عرصہ بنتا ہے گویا اکیلے ۲ ماہ بعد بچے میں جان پڑ جاتی ہے اور سانس یہی کہتی ہے چار ماہ بعد بچے میں روح پڑ جاتی ہے۔

اصول تجارت

حدثنا يوسف بن محمد قال حدثني بحبي بن سليم عن اسماعيل بن امية عن سعيد
بن ابي سعيد عن ابي هربره عن النبي قال قال الله تعالى ثلثة أنا خصمهم يوم القيمة
رجل أعطى بي ثم غدر ورجل باع حرفا كل ثمنه ورجل استاجر اجير فاستوفى منه
ولم يعطه اجره

ہم سے یوسف بن محمد نے پیان کیا، کہا مجھ سے تیکی بن سليم نے انہوں نے
اسماعیل بن امية سے انہوں نے سعید بن ابی سعید سے انہوں نے ابو حیرہ سے انہوں نے
آنحضرت سے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے دن تمین آدمیوں کا
دشمن ہوں گا ایک تو جس نے میرا نام لے کر عہد کیا پھر فریب کیا دسرے جس نے
آزاد کو بچ کر اس کا مول کھایا تیرے جس نے مزدوری لی اور اسے پوری
اجرت نہ دی

(کتاب الاجارات بخاری ثریف)

رسول بلاشبہ Super man ہیں کیونکہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جسکے متعلق
ہمیں زریں اصول احادیث مبارکہ سے نہ ملتے ہوں احادیث دراصل ہماری پوری زندگی
کا احاطہ کئے ہوتے ہیں۔

مذکورہ حدیث میں تجارت میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کتنے جانے والے
اقدامات اور اصول و صوابط کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ وہ نکات ہیں جن کو معیشت
وانوں نے بر سہابہ رس کی تحقیقات کے بعد وضع کیا ہے۔ کسی بھی ملک کی مضبوط معیشت
کا انحصار اس کی تجارت پر ہوتا ہے اور بہترین تجارت کے لئے با اصول تاجر کی

موجودگی ضروری ہوتی ہے۔

وعدہ کی حیثیت کاروبار میں ایسے ہی ہے جیسے روح کی حیثیت جسم میں آنکھ کی اصطلاحات میں کاروباری افراد کے لئے عام طور پر دو قسم کی Categories ہوتی ہیں۔

واحد اجر Single Entrepreneur

شراکت Partnership

دونوں Categories کی کامیابی کا انحصار ان کو چلانے والے افراد کی امانتداری صداقت اور دیانتداری پر ہوتا ہے۔

آجز Entre Preneur کاروبار کے چہاز کا کپیتان ہوتا یہ اس کی ذمہ داریوں میں سے ایک ہے کہ وہ اس چہاز کو موجود اور طوفانوں سے بچاتا ہوا ترقی کامیابی اور سلامتی کے ساتھ حاصل تک لے آتے۔

ملکی معيشت ہو یا ذاتی کاروبار ہر دو میں Entre Preneur آجز اور مزدور دونوں کی باہمی تنظیم کے بغیر کوئی بھی عمل اچھے طریقے سے مکمل ہونا ممکن نہیں ان میں مکمل ہم آہنگی ہو گی تو کاروبار چلے گا۔ یعنی مالک مزدور کا اور مزدور مالک کا خیال رکھتے ہوتے کام کریں گے تو نتائج بہتر حاصل ہو سکیں گے۔

مشہور Economist Moore اپنی کتاب میں کامیاب کاروباری بننے کے لئے وعدہ کی پابندی اور انصاف کے ساتھ فیصلے کی اہمیت پر زور دیتا ہے وہ لکھتا ہے۔

"کامیاب تاجر کے بیے۔ ضروری ہے کہ وہ وعدہ کی پابندی کرے، اس سے اس کی حیثیت اور شخصیت میں پروقار اضافہ ہو گا لوگ خوشی سے اس کے ساتھ کاروبار کریں گے۔

Strict obedience of promises is essential for a successful trader. This will up lift his status and

strengthened his personality and people will feel pleasure in having business with him.

کی زندگی کے بنیادی اصول اگر سچائی اور انصاف پسندی پر مبنی Business man ہوں تو یہ اس کے کاروبار کے لئے Golden pillars بلکہ Platinum pillars ثابت ہوں گے کیونکہ لوگوں کا اعتماد انہی اصولوں پر کاربند رہنے سے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

یورپین ماہر Ross نے اپنی کتاب Foundation of Ethics میں لکھا کہ "سودے بازی میں سچ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے پسیداوار کے بڑھنے کا انحصار اس بات پر ہے کہ ملازم کی عزت کی جاتے اور اس کی اجرت وغیرہ وقت پر ادا کی جاتے"۔

Truth is the foundation stone in business. Increase in production depends upon the respect of labour and in time payment of wages.

اجرت سے مراد وہ ادائیگی ہے جو مزدور کو اس کی جماعتی یا دماٹی کا داش کے عوض دی جاتی ہے۔

Wages means money paid to the labours in lieu of their mental or physical services.

یعنی اجرت وہ رقم ہے جو مزدور کو اس کی خدمات کے عوض دی جاتی ہے۔ قدر کے نظریہ محنت یعنی Labour theory of value کے مطابق ہر چیز کی پسیداوار کا انحصار اور دارو مدار صرف مزدوروں کی محنت پر ہے۔ یہ باتیں طویل ریمرج اور سروے کے بعد کی گئیں ہیں اور یہی باتیں ۲۰۲۱ سال پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھیں۔ تجارت نبیوں کا پیشہ رہا ہے مزدوروں کے حقوق کی ادائیگی

کا ہمارے مذہب میں بھی کافی پرچار کیا گیا ہے۔ جیسے حدیث مبارکہ ہے کہ "مزدور کو اس کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کی جاتے"

جب مزدور کو اس کی محنت کا پھل اس قدر جلد اور بن لگنے مل جایا کرے تو وہ کیوں نہ دل لگا کر کام پر راضی ہوں اسے جب یقین ہو گا کہ میرے مالک کی نظروں میں میری محنت کی عزت اور قدر و منزلت ہے تو وہ مزید شوق اور لگن سے کام کرے گا۔

پیری Perry اپنی کتاب میں لکھتا ہے

تھے بنس میں کے وعدہ کی پابندی کی عادت، ہی اسے مختصر عرصہ میں دوسروں سے مختلف اور بہتر کر سکتی ہے اس بخی کے ذریعے وہ کم وقت میں اپنے لئے زیادہ سے زیادہ کامیابی کے دروازے کھول سکتا ہے۔

Strict observance of promises is the only thing that can make a new Business man better and different from others. With this key he can disclose more and more doors of success with in short time.

حدیث میں ارشاد ہوتا ہے

سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے روز نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا احادیث میں منافق کی جو نشانیاں بتائی گئی ہیں ان میں سے ایک وعدہ خلافی بھی ہے ارشادِ رباني ہے۔

وَاوَفُوا بِالْعَهْدِ إِذَا كَانَ مَسْوُلاً۔ اور عہد پورا کیا کرو بے شک عہد کی باز پرس ہو گی

جب مذہب میں وعدہ کی پابندی کے متعلق اتنے احکامات ہوں تو اس مذہب کے کسی بھی کاروبار میں نقصان نہیں اٹھا سکتے۔ Follower

ایڈم سٹھ Adam Smith جو کہ گلاسکو یونیورسٹی میں اخلاقیات اور فلسفے کا پروفیسر تھا اس کو بیان کے لیے کلاسیکل معاشیات دان Father of classical Economics کہا جاتا ہے اس نے کاروبار کے سلسلے میں اپنی Theory Of Division Of Labour دو چیزیں سچلتا ہے کہ وہ Absolute Advantage پر یقین رکھتا تھا۔

کلاسیکل ماہرین کے مطابق اشیاء کے مصارف کا انحصار محنت کے مصارف پر ہوتا ہے محنت کی اکاسیاں یعنی مزدوری میں کام شعبوں میں یکساں اہمیت کے حامل ہیں۔ اس لئے بہتر کاروباری نتائج کے لئے ان کی Satisfaction ضروری ہے۔ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو واضح اصول بتاتے۔ کہ تجارت میں دھوکہ نہ ہو۔ اور مزدور کو پوری اجرت دو۔ وقت پر دو۔

”أصول جنگ“

الحرب خدعته

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۰۸ لائن، ۲)

جنگ (میں) دھوکہ (دینا جاتا) ہے لفظ دھوکہ سنتے ہی سننے والے کے ذہن میں ایک نفرت بھرا احساس ابھرتا ہے۔ کیا کریں اردو کا دامن ہی اتنا چھوٹا ہے کہ وہ عربی لفظ کے وسیع معنی و مفہوم کو ایک لفظ میں نہیں سو سکتا اور بعض اوقات تو یوں ہوتا ہے کہ اردو کے پاس لفظ تک نہیں ہوتا۔ مثلاً لاریب فیہ اسکا ترجمہ کرتے ہیں اس کتاب میں شک نہیں ”شک“ بذاتِ خود عربی کا لفظ ہے اللہ ہی کہہ دیتا ”لا شک فیہ“ اسی طرح خدع کا ترجمہ اردو نے کیا دھوکہ دینا ... خدع کا معنی ہوتا ہے جو کچھ دل میں ہے اسکے خلاف ظاہر کرنا۔ اسکے بنیادی معنی پھپانے اور مخفی رکھنے کے ہیں۔

اب حدیث مبارکہ سمجھنے میں آسانی ہوگی کہ جب کافروں سے جنگ ہو تو ہر عمل مخفی رکھو۔ وہ آپ کے حملے اور طریقے سے باخبر نہ ہو جاتیں کیونکہ اگر پہلے خبر ہو گئی تو وہ دفاعی طاقت پیدا کر لیں گے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر Intelligence اصول رازداری سے کام لیتے تھے۔ بعض اوقات تو یوں ہوتا تھا کہ اپنوں کو بھی نہ بتاتے تھے کہ کہ حرجانا ہے اور حملہ کہاں کرنا ہے۔ مثلاً هجّرت کے سڑھویں مہینے حضرت عبد اللہ بن الاسدی کی قیادت میں ۱۲ مہاجرین کا دستہ بھیجا اور ساتھ ایک بند لفافہ دیا اور فرمایا اسے دو دن بعد کھولنا دو دن بعد جب لفافہ کھولا گیا تو اس میں تحریر تھا نخل کے مقام پر جا کر قریش کی نقل و حرکت دیکھو۔ اور ہمیں اطلاع دو۔ اس قسم کے دھتوں کو

۲ جکل کی اصطلاح سرگراں میں گشتی دستہ Reconnaissance patrol کہتے ہیں۔
 جب کہ فوج لے جانے کا قصد کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حتیٰ کہ عائشہ صدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک کو خبر نہ تھی، اور لشکر کو تو مکہ کے قریب جا کر معلوم ہوا۔
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے عظیم اور سب سے بڑے کامیاب جرنیل ہیں۔ وہ تمام Principles of war جو آج بناتے اور بتاتے جا رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی بتا چکے ہیں۔
 جنگ کے آٹھ اصول ہیں۔

۱۔ اصول جارحیت Offensive Action

۲۔ حفاظت اقدام Principles of security

۳۔ نیشنل سیکورٹی National Security (i)

۴۔ تیکٹیکل سیکورٹی Tactical Security (ii)

۵۔ اجتماعی حملہ Concentration

۶۔ تیز رفتاری Mobility

۷۔ ارادا دبائی Co-operation

۸۔ اچانک حملہ Surprise

۹۔ مقصد پر نظر Maintenance of the objective

۱۰۔ کم سے کم فوج کا استعمال Economy of force

بڑی ریسرچ اور تحریکوں کے بعد جو کچھ دنیا کی آرمی کو معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو پہلے ہی سے جانتے تھے۔ آئیے ان اصولوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی میں دیکھتے ہیں۔

اصول جارحیت Offensive Action

جنگ خیبر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوج کی تعداد ۰۰۰۱ اور ۳۰۰ ہودیوں کی فوجی قوت کا یہ حال تھا کہ وہ ہزاروں لشکر اکٹھا کر سکتے تھے وہ دولتند بھی تھے لئے کے پاس جنگی ساز و سامان کی بھی کمی نہ تھی اور تھے بھی وہ اپنے گھر میں مسلمان سو میل کا سفر کر کے آئے تھے۔ تمام ماہرین جنگ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خواہ فوجی قوت کم ہو سپہ سالار کے دلیرانہ اقدام Bold action سے دشمن کے دل پر رعب طاری ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ کے ایک اہم اصول کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ جے فوجی ٹیکنیک میں Offensive action کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگی فراست Strategical insight، لکھیے کہ اتنی بڑی قوت سے خوف زدہ نہ ہوتے۔ جنگ خیبر میں جنگ کا پہلا اصول Offensive action نظر آتا ہے۔ فوجی حکمت عملی کو نا سمجھنے والے شاید اسے اپنے مفہوم میں لیں لیکن فوجی ماہرین کہتے ہیں۔

Attack is the best defence

Surprise^۲

سرپرائز یعنی اچانک حملہ کر کے دشمن کو حیرت زدہ کرنا ایک اصول جنگ ہے۔ اس پر عمل تھی ہو سکتا ہے جب آپ کی Intelligence Service بہت تیز ہو۔ اسی پر جنگ کی جیت کا انحصار ہوتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اسکے بغیر فوج اندر گھی ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم Intelligence کی اہمیت سے بخوبی واقف تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طرف تو دشمنوں کے مرکزوں میں اپنے جاؤں رکھتے دوسرا اپنی نقل و حمل کو پوشیدہ رکھتے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن

کو Surprise کا شکار بناتے تھے خود Surprise کا شکار نہ ہوتے تھے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاسوسی کے لئے کم از کم دو آدمی بھیجتے تھے۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ اگرچہ مدینہ سے مکہ جنوب کی جانب واقع ہے لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ جانے لگے تو شمال کی طرف روانہ ہوتے۔

اس لئے لوگوں کو خاص کر مدینہ کی غیر مسلم آبادی کو معلوم ہو رہا تھا کہ آپ شام پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ راستے میں خلیف قبائل کو لیکر آپ پھر شمال مشرق کی طرف جاتے ہیں اور پھر جنوب مشرق کی طرف اسی طرح مست بدلتے ہوتے جاتے ہیں اور کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ منزل مقصود کیا ہے۔ حتیٰ کہ شام کو آپ مکہ کے قریب پہنچ گئے۔ اسے جنگی اصطلاح میں Surprise کہتے ہیں۔

جنگ خندق میں جب دس ہزار کالشکر مسلمانوں کو مباہ کرنے کے لئے مدینہ پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگی فراست Generalship کامال تھا کہ آپ نے تین ہزار صحابہ کو ساتھ لیا ۸ ذی قعده کو شہر سے باہر نکل کر خندق کی تیاریاں شروع کر دیں۔ دس دس آدمیوں پر دس دس گز زمین قسم کی۔ بیس دن میں ۵ فٹ گہری دو تین میل طویل خندق تیار ہو گئی۔ اور چوڑی اتنی تھی کہ نہ پھلانگ گا جا سکتا تھا اور نہ گھوڑا کو دسکتا تھا۔

آپ کی جنگی قابلیت کا یہ کمال تھا کہ دشمن جب مدینہ پہنچا تو خندق تیار ہو چکی تھی دشمن اس نتیٰ پیغام کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس قسم کے Tactical Surprise کو Surprised کہتے ہیں۔

۳۔ حفظ ماتقدم Principles of Security

۲۔ ہجری کو مدینہ سے شمال کی جانب ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ ہے احمد وہاں قریش بدھ کے دن پہنچ گئے اور پڑاؤ ڈالا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن نماز

جمعہ پڑھ کر چلے۔ میدان کا جائزہ لیا کوہ احمد کو پشت پر رکھا اور صف بندی کی۔ پشت کی طرف سے احتمال تھا کہ دشمن ادھر سے حملہ نہ کرے۔ حضرت عبد اللہ ابن جبیر کی زیر سر پرستی پچاس تیر اندازوں کو وہاں مقرر کیا اور فرمایا فتح بھی ہو جاتے تم نے ادھر سے نہیں ہٹا

آپ کا یہ اقدام جنگ کے اصول حفظ ماتقدم Security کے تحت تھا۔ کیونکہ وہ درہ فوجی لحاظ سے اس قدر اہم تھا کہ دشمن وہاں سے گزر کر پیچھے سے حملہ کر سکتا تھا۔ اور یہی ہوا۔ جب مسلمانوں کا پڑھا بھاری ہوا دشمن کے لیکے بعد دیگرے دس علمبردار مارے گئے۔ جہنڈا زمین پر گر گیا کوئی اٹھانے والا نہ تھا۔ لشکر پسپا ہوا تو مسلمان مال غنیمت کی طرف متوجہ ہو گئے۔ خالد بن ولید نے اسی درے سے حملہ کرنا چاہا جبل رماۃ پر بیٹھے ہوئے تیر اندازوں نے منہ توڑ جواب دیا۔ لیکن خالد بن ولید وہیں چھپے رہے جب میدان والا لشکر مال غنیمت جمع کرنا شروع ہوا تو جبل رماۃ والوں نے سمجھا کہ جنگ ختم ہو گئی ہے وہ بھی درہ چھوڑ کر میدان کی طرف آتے۔ خالد بن ولید اسی میں میں تھے جو نہیں درہ خالی پایا مسلمانوں پر عقب سے حملہ کر دیا۔ جب بھاگتے ہوئے لشکر نے خالد بن ولید کو حملہ کرتے دیکھا تو وہ بھی واپس پلٹے پھر کیا تھا مسلمان بیچ میں آگئے اور بڑا نقصان ہوا۔

حضرت کے بارہویں مہینے ماہ صفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سانحہ مہاجرین لیکر نکلے۔ اور پیچھے سعد بن عبادہ کو اپنا نائب بنیا آپ کا یہ عمل بھی Security کے تحت آتا ہے۔ تاکہ عدم موجودگی میں حملہ ہو تو قوم محفوظ رہے۔

۳۔ مقصد پر نظر Maintenance of the objective

جنگ احمد میں حضور صلی اللہ علیہ نے سب کو آواز دی لوگ اکٹھے ہوئے جب مسلمان دوبارہ جمع ہو کر مقابلہ کرنے لگے تو ابو سفیان سردار مکہ نے۔ بہتری اسی میں

سمجھی کہ جنگ بندی کر دی جاتے۔ والپس مدینہ آکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ کفار کے تعاقب پر تیار ہو جاؤ۔ سپہ سالار کا حکم مانتے ہی چل پڑے ادھرا بوسفیان کو احساس ہوا کہ غلطی ہو گئی ہے مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہیے تھا چنانچہ وہ لشکر کو لیکر والپس مداراستے میں ہی اسے معلوم ہو گیا کہ مسلمان تعاقب میں آ رہے ہیں تو اس نے اپنا ارادہ بدل لیا۔ اور مکہ والپس گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ شپ ملاحظہ ہو کہ سارے دن کی تحکان زخموں سے رستا ہوا خون کسی کی بھی پرواہ نہ کی اور تعاقب کا حکم دیا۔ یہ آپ کا اصول جنگ کے تحت عمل تھا۔ کیونکہ سپہ سالار کا مقصد صرف شہر فتح کرنا نہیں ہوتا بلکہ دشمن کی فوجی قوت کو ختم کرنا ہوتا ہے۔

۵۔ کم سے کم فوج کا استعمال Economy of Force

اسلام کی فوج کی تعداد اکثر کم ہی رہی ہے۔ لیکن پھر بھی وہ جیتے رہے ہیں اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ جوان کی طرف توجہ کم اور ایمان کی طرف توجہ زیادہ دیتے تھے۔ سو مومن ہزار پر غالب آ جاتا تھا۔ جنگ پدر کو لیجئے ۳۱۵ سے ۱۰۰۰ کا مقابلہ کیا۔

ہجرت کے نویں ہمینے میں آپ نے ۲۰ مہاجرین کو قریش کے قافلے کے خلاف مقام خزار کی طرف بھیجا۔ غزوہ ابواء میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے بارہویں ہمینے ماہ صفر میں صرف ۶۰ مہاجرین کو لیکر نکلے۔

سریہ حمزہ بن عبدالمطلب ہجرت کے چھٹے ماہ قریش مکہ کے قافلے کے خلاف جن کی تعداد ۲۰۰ تھی صرف تیس آدمیوں کو بھیجا۔

سریہ عبیدہ بن حارث جو ہجرت کے ۲۷ ٹھویں ہمینے ہوا اس میں ۶۰ مہاجرین تھے۔ اور کفار کی تعداد ۲۰۰ تھی۔

یہاں ہر جگہ آپ کو Economy of Force کا اصول نظر آتے گا۔

۶۔ اجتماعی حملہ Concentration

۷۔ تیز رفتاری Mobility

۸۔ امداد بائی می Co-operation

یہ تینوں اصول جنگ آپ کو فتح کہ کے اندر ملیں گے جب قریش نے صلح حدیثہ کی خلاف ورزی کی قریش نے بنو قضاعہ پر بھیں بدل کر حملہ کیا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آیا یا رسول اللہ ہم نماز پڑھ رہے تھے ہم پر قریش نے حملہ کر دیا۔ آپ نے قریش کی طرف سفیر بھیجا اور کہا تین شرائط رکھتے ہیں ایک قبول کرو۔

۱۔ بنو قضاعہ کا خون بہا ادا کرو۔

۲۔ بنو بکر کی حمایت نہ کرو۔

۳۔ معاہدہ حدیثہ توڑ دو۔

حضرور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر کو قریش نے کہا کہ ہمیں تیری بات منظور ہے۔

حضرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہہ پر حملہ کی ٹھان لی۔

سب سے پہلے آپ نے Intelligence Service کو استعمال کیا اہم مقامات پر چوکیاں بٹھادیں کہ ہر آنے جانے والے پر نظر کھو۔ اس حملہ کو مکمل راز میں رکھا۔ آپ دس ہزار کالشکر لے کر شمال کی طرف روانہ ہوتے۔ پھر شمال مشرق کی طرف پھر جنوب مشرق کی طرف یعنی کسی کو معلوم نہ ہو جاتے۔ منزل مقصود کیا ہے۔ حتیٰ کہ ایک شام آپ کہ پہنچ گئے تمام راستوں پر اپنی فوج بٹھادی۔ آپ فاتحانہ پتمنبرانہ شان سے کہ میں داخل ہوئے۔ اس حملے میں مندرجہ ذیل اصول جنگ کا فرماتھے۔

آپ نے پہلے حملہ کیا۔ یعنی Offensive action

دشمن کو حیرت زدہ کیا۔ یعنی Surprise

اور تیزی سے حملہ کی طرف گامزن یعنی Mobility

آپ نے بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ پوری قوت اجتماعی سے حملہ کیا یعنی
Co-operation اور مل کر حملہ کیا Concentration

۱۔ کوڈورڈ کا استعمال Code Word

آج کل جنگ کے اندر کوڈورڈ استعمال ہوتے ہیں۔ حضرت سروہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کے وقت مسلمانوں کے لئے کوڈورڈ مقرر فرمادیا کرتے تھے تاکہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان تمیز ہو سکے۔ چنانچہ ایک موقع پر کوڈورڈ تھا

"حُمْ لَا يَسْرُونَ" اور ایک جنگ میں مہاجرین کا کوڈ تھا "عبداللہ" اور انصار کا "عبد الرحمن"

بلیک آؤٹ Black out

آج کل دوران جنگ اعلان کیا جاتا ہے کہ گھروں میں روشنی نہ کرو۔ بتیاں بجا دو۔ تاکہ دشمنوں کے طیارے بمباری نہ کریں۔ یہ کام آج کے دور کے جرنیلوں کو معلوم ہوا عظیم جرنیل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاگردوں نے اسے کب کا استعمال کر دیا۔ حدیث کی مشہور کتاب جمع الفوائد میں مسیح بن ابی داؤد نے اسے نقل ہے کہ جنگ ذات السلاسل میں امیر لشکر حضرت عمرو بن العاصؓ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ لشکر گاہ میں تین روز تک رات کے وقت کسی طرح کی روشنی نہ کریں اور نہ ہی آگ جلاتیں۔ اور جب وہ بھاگ کھڑے ہوئے تو پہ سالار نے تعاقب سے بھی منع کر دیا۔ مدینہ والیں پسخ کر صحابہؓ نے شکایت کی کہ امیر نے ہمیں روشنی کرنے دی اور نہ ہی تعاقب کرنے دیا آپؐ نے امیر سے استفسار کیا۔ امیر نے عرض کی یا رسول اللہ اگر میں روشنی کی اجازت دیتا تو وہ ہماری تعداد سے واقف ہو جاتے اور ہم یہ حملہ کر دیتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تدبیر کو پسند فرمایا۔

مصنف کی دیگر تصانیف

- ★ بسم اللہ اور ہماری زندگی ☆ ماں
- ★ امریکی سکالر کے چار سوالوں کے جواب ☆ سپرینٹ انداز و لد
(زیر طبع)
- ★ زندگی کیا ہے؟ ☆ محبت کیا ہے؟
(زیر طبع)
- ★ حبل اللہ ☆ بات سے بات
(زیر طبع)
- ★ 52 مقالات ☆ آہ ☆
★ قتل ہی قتل

..... اشائست

نیا، القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7221953
 نیوالقریب کار پوریشن، گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7355359
 مکتبہ جمالِ کرم، دربار مارکیٹ، لاہور فون: 7324948
 گیلانی پبلیکیشنز، لاہور فون: 0300-8489101-5270033
 دیلم شور، نزد قرشی انڈسٹریز، نیوشالیہار روڈ، لاہور فون: 7467516
 فرید بک سال 38 اردو بازار لاہور فون: 7312173 . فیروز سنز، شاہراہ قائد عظم، لاہور
 شفیق بک سٹرچوک گڑھی شاہ بول لاہور فون: 6304761 ، اور ایکس، شاہراہ قائد عظم، لاہور
 شہیر برادر ز اردو بازار لاہور فون: 7246006 ، مکتبہ المجاہد، بھیرہ شریف
 پر اگر ایسوبکس، غزنی شریفت اردو بازار لاہور